کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

○ ضیاء القلوب ○ فیصلہ ہفت مسئلہ ○ نالۂ امداد غریب
○ ارشاد مرشد ○ جہاد اکبر ○ غذائے روح ○ درد غمناک
○ مثنوی تحفۃ العشاق ○ گلزار معرفت ○ وحدۃ الوجود.

مُصنّفہ
سیّدُ الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

دارُ الاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ ۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱



وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

*

کُلّیاتِ اِمدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۳:- نالۂ امداد غریب	۲:- فیصلہ ہفت مسئلہ	۱:- ضیاء القلوب
۶:- مثنوی تحفۃ العشاق	۵:- جہاد اکبر	۴:- ارشاد مرشد
۹:- گلزار معرفت	۸:- درد غمناک	۷:- غذائے روح
	۱۰:- وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں۔

مُصَنَّفَہ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح

ناشر

دَارُالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی ؒ

ہندو پاک کے مرشدِ کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برِصغیر ہندو پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برِصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کا مرہونِ منت ہے۔ آپ نے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بالسیف کے لیئے عملاً میدانِ جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۷ء) کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔[1]

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی ؒ نواسہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ؒ نے آپکو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لیئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب ؒ کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپکو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپکا روحانی مقام اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی ؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہوگیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرماگئے۔ اور وہیں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲۔ یا ۱۳ جمادی الاخر ۱۳۱۷ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے آپکا مزار جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کے پہلو میں ہے آپکی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مثنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپکی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیاتِ امدادیہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہوگئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن تصحیح و صلاح کے بعد شائع کیا جارہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ - اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۴ محرم ۱۳۹۷ھ — ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء

---

[1] یہ حالات امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴ از مولانا اشرف علی تھانوی ؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد انوار الحسن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شمائم امدادیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین کلیاتِ امدادیہ

طبع اوّل از دارالاشاعت کراچی ع ۱

جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ

جون ۱۹۷۷ء

PRINTED AT : TANVEER PROCESS LIAQUATABAD KARACHI. PHONE : 416729

ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور جو اپنے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائمقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولنا ومرشدنا وہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہِ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین و یاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن[1] شہید فاروقی چشتی کے لخت جگر ہیں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جو اذکار و مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجیے جس پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اس کمترین اور نالائق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور بحکم الٰہی اس کی کتابت پر مامور کیا۔ (کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے)، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم[2]۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ چونکہ قادریہ حضرات و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی فرق فنا ہو گیا یہانتک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں بھی دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور مجتہد پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہو جائیگا۔ اور اس کا نام ضیاء القلوب[3] رکھا واللہ ولی التوفیق

---

[1] خلیفہ خاص حضرت مرشدؒ۔ [2] اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے [3] ۱۲۸۲ھ نام تاریخی مرغوب دل

مقدمہ

جان تو رخدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کردیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کردیا جاتا ہے۔ یھدی اللہ لنورہ من یشاء اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کرکے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ ریا وغیرہ) کا انسداد نہ ہوجائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہوسکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مدِ نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[1] دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ[2] ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ[3] ایضاً اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ[4] جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ[5] الحدیث و نیز پیشوایان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العلمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لئے اُن کی

---

[1] اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ [2] جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ [3] اے محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں [4] جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید [5] شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دیگا اور اپنے نفس کا اختیار کلّی اس کو دیدیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے۔ تنبیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات وریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کجرویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود استیناس ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا [۵] کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس [۱۰] ہیں

اوّل توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کیوقت ہو جاتا ہے۔ **دوسرے** زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کیوقت ہو جاتا ہے۔ **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیسا کہ موت کیوقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے **پانچویں** عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کیوقت خدا ہی کیطرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے **ساتویں** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **آٹھویں** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اسی کے ازلی احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کیوقت ہو جاتا ہے **نویں** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **دسویں** [۱۰]

عہ ۵ مرنے کے قبل اپنے کو مرا ہوا سمجھو ۱۲

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت واختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہیئے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بداخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات و محاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہیئے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ[1] نحمدہ سے انما یبایعون اللہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر خود یداللہ فوق ایدیھم[2] سے بارک اللہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے اور پھر مرید سے یہ کہلانا چاہیئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک و کفر کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے سچے رسول پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور ان سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ[3] الخ اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بار الہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھکو برکت اور فیض حاصل کرنیدے اور قیامت کیدن مجھکو انہیں کیساتھ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کا حیثیت دیکھکر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہیئے اور پیر کو چاہیئے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گذار کردے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتادے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتادے کہ تمام اشتغال پر احکام شرعی مقدم ہیں۔

---

[1] سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم خدا کیواسطے پناہ مانگتے اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیوں کہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانو ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤگے اے محمدؐ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ [2] خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدے کو پورا کریگا اسکو بڑا اجر دیا جائیگا۔ اللہ ہم سبکو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ [3] خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمدؐ کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۲

[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔

[2] یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔

[3] رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب ۲ حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہیئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور اوراد ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دوزانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن بآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک سو ایکبار ہونا چاہیئے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنتا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہیئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہیئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک وحرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع وخضوع وحضورِ قلب سے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں لگا اور بلاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہریہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق وانبساط پیدا ہوا اور لذتِ ذکر سے بےخودی ہو مشغول

ع ۵ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہ

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں رفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیاء اس پر منکشف ہو جائیں اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرلے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ پہلے[1] کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔

ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتدائے کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ [2]انا مع عبدی الخ

[1] ذاکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

[2] جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہو جاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین اور جلیس ہوں ۱۲

[2] اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ وَ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔

اور بحکم سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پوری توجہ سے یادِ الٰہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بےخبر ہو جائے اور اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ الخ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جاننا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے تو جس عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جا سکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اوّل ناسوتی جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰہ چوتھے لاہوتی جیسے هُوْ هُوْ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذاکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَآ اِلٰهَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور الا اللہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

---

۱ خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۲ جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں ۳ خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں ۴ چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ (سب ذکروں میں لا الہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے)

ع اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ[۱] الخ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ[۲] الخ اکیس بار پڑھکر درود اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ[۳] الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگِ کیماس[۴] کو مضبوط پکڑلے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رو ہو جائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ[۵] تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور زمین ضرب میں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دو سو بار کہے اور اسکو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد محمد الرسول اللہ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوضاتِ الٰہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں جاننا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اسی واسطے

---

[۱] اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کردے اور اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ [۲] اپنے گناہوں کی بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ [۳] صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کے نبی [۴] جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے [۵] کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ ۔

[۱] اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ [۲] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ [۳] اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ۔

مرشد کو نفی کلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا اِلٰہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ اِلٰہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرکے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈالدیا اور پھر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کیے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر جلس یا بغیر جلس ذکر جاروب ذکر ارہ) میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہیے اپنی کمر سیدھی کرے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اِلٰہ کہتے وقت لَا مَوجُود[1] لیسَ مَعَہٗ غَیرِی کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ میں ایک ضربی کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قُلِ[2] اللّٰہ ثُمَّ ذَرْھُم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللّٰہ کی (ہ) کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللّٰہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لے جا کر اسمائے صفات احبات کا تعین کرے اور پہلے لفظ اللّٰہ کی ضرب لطیفہ[3] روح پر لگائے دوسری لفظ اللّٰہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللّٰہ اللّٰہ اور دسویں مرتبہ اَللّٰہُ[4] حَاضِرِی اَللّٰہُ نَاظِرِی اَللّٰہُ مَعِی میں سے کوئی اللّٰہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللّٰہ حاضری اور دوسری میں اللّٰہ ناظری اور تیسری کے بعد اللّٰہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللّٰہ حاضری الٰخ عروج و

[1] میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے [2] اللّٰہ سمیع اللّٰہ بصیر اللّٰہ علیم ہے [3] جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۲
[4] اللّٰہ میرے پاس ہے اللّٰہ مجھ کو دیکھتا ہے اللّٰہ میرے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اللّٰہُ نَاظِرِی اللّٰہُ مَعِی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھا جائے تاکہ ذکر و شوق اور اس میں لطف حاصل ہو اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال[۵۱] ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ[۵۲] کرے اور جس[۵۳] ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اِلَّا اللّٰہ میں لفظ اللّٰہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اِلَّا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنیکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ[۵۴] الخ چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہیئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہیئے کہ اس ذکر یعنی لَا اِلٰہ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز اِلَّا اللّٰہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اِلَّا اللّٰہ ہے اسواسطے اسکو

---

۵۱ کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیوخ کا مہبط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید ۵۲ مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ ۵۳ اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آوے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

۵۴ عبد اللہ ساحری اللہ ناظری اللہ معی عن اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ اَنَا۔

الا اللّٰہ کا تصور حضورِ قلب سے کرنا چاہیے اور اپنی ذات وصفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ الا اللّٰہ سے استثناء کی نفی[۵] ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ (۱) سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہیے کہ اسم ذات کے ذکر میں اسطرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللّٰہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہُو ہُو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور یعنی (اللّٰہ) ہو جائے اور فناء رفنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی یبصر (یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے) حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الٰہ الا اللّٰہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کماحقہ مشغول ہونا چاہیے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبانِ حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت[۱] اور مشیخت[۲] مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ :- وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جد و جہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس[۳] انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیے اور بغیر پاسِ انفاس کی مدد کے انسان باطنی کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاحِ صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لینے اور

---

۱ ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ ۲ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید ۳ پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللّٰہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید ۵ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللّٰہ ہی اللّٰہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید

اور سانس باہر کرتے وقت جہر (یا سر (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت ۲ الا ۲ اللّٰہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت گا ۲ اللہ کہے لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئیے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت **ھو** کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کر کے انوار الٰہی کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ:- اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اس کو اپنے سامنے مؤدب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا۔ یا بیتابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئیے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم[1] اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئیے اور اسکا اسم اعظم بھی وہی ہے اور مرشد کو چاہئیے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

[1] تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سر در یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اسی قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور دل نور الٰہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہیے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے (یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ (والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ[۱] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے) اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

---

[۱] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہیے ۱۲ شہید ؛

بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جدہر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شئے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہوبت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے لَا اِلٰهَ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لَا اِلٰهَ کا درد داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

---

[1] اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[1] کے ہاتھوں کی حرکت ہتوڑا اٹھاتے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابوالحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسندیدہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لَآ اِلٰہ کا ورد داہنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرّہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللّٰہ کو ناف سے کھینچکر داہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر آرہ[2] کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات[3] سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جسطرح لکڑی کاٹتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ محویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جائے اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ:- اذکار جہر یہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو اور راہِ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت واعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

---

[1] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شہید [2] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارہ کہتے ہیں ۱۲ شہید [3] باری تعالیٰ کے صفات و جہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولانا صبغت اللّٰہ شہید ؒ

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر کار کن کار بگذر از گفتار کاندریں راہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذاکر آمد و شد نحن و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی یعنی حبس دم ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اسی کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رکھا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ:۔ جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں رد کرے اور کلمہ لَا اِلٰہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے کلا اِلٰہ کی قلیچی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہوگیا۔ اور وہ دل سے باہر ہوگیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہوجائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا۔ اور دل نورِ ذکر سے منور ہوجائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کیئے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرا دے اور کلمہ لَآ اِلٰہَ کو بائیں زانو سے شروع کرے داہنے زانو پر لاکر شانے تک دورہ کو ختم کرکے اِلَّا اللّٰہُ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں بہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا ہے اور (اللّٰہُ وِتْرٌ وَّیُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہوجائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہوجائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہوجائے گا۔ اور عشق الٰہی کی آگ دل میں روشن ہوجائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ:۔ حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کردے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہوکر کھائے کہ مضمحل ہوجائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہوجائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کرلے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

[1] اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا ۱۲ شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لا کر ام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئیے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لا کر لفظ الٰہ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر اِلّا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اسی ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلطانًا نَصِیْرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لے کر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ۔ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بی ینطق (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اور ناف پر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔

شعر

بزرخ و ذات و صفات[1] و شد دو تحت و فوق
می نماید طالبان و گل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

---

[1] صفات سے مراد صفات اعیان ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۱۲ تشبیہ

ذاتی ہیں۔ اوّل قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض، تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ: قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللّٰہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلطاناً نَصِیراً کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب وغریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سُلطاناً مَحمُوداً کا طریقہ

جس طرح سلطاناً نصیراً کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور وغل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود

استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھ کے اَللّٰہُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا[عہ] الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے) تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہو الحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائے گا اور انوار تجلّی سے منور ہو جائے گا۔

ذکرِ سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس[سلہ] خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدوّر میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ (خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سرمدی[سلہ] کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرے اور حواس[سلہ] خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

سلہ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہیدہ

سلہ بعض لوگ اس ذکر کو بخد و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہیدہ سلہ حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

عہ اَللّٰہُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

شعر: در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسے است ٭ ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و ہمس کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وخشعت الاصوات[عہ] الآیۃ (خدا کے لئے آوازیں پست ہو گئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو) بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظ[ح] فرماتے ہیں بیت

کس[سلہ] ندانست کہ منزل گہ آں یار کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے[سلہ] قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذات[سلہ] کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدوّر اور حضرات صوفیہ اس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آں حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی

سلہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس شوخ کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت صرف گھنٹے کی آواز آتی ہے ۲ شہید سلہ کبھی بھڑ کی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی طنبورے کی یا اور کبھی دیگچی کے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید سلہ اس مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دنیا سے گویا نجات پا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو یہ تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

عہ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کو سر منی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہوگیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہوگیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے قائم ہوگیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جہر یہ و سر یہ سے سالک منور ہوجاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہوجاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دیجاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دوزانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کرکے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی (اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ یعنی (بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم) کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہوجائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہوجائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہوجانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہوجاتا ہے۔ لیکن اس

(۱) جو چیز مبادی حقیقی تک پہنچانیوالی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے مدنظر رکھنے کو کہتے ہیں، اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہوجائے ۱۲ شہید

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیے۔

شعر
ہمہ کارے[۱] کہ ہمت بستہ گردد ؛ اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات امہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبۂ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرَىٰ (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبہ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبۂ وحدت ہمہ اوست اور هو الاول هو الآخر (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ فنا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ الآیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

۱؎ جو کام ہمت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلدستے ہو جائیں گے ۱۲ شہید

۵؎ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے) اور كَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ ہُوا[1] کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں

مراقبہ ۔ تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہو گا۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[2] کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

مراقبہ ۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

---

[1] ہُوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کا فی خلق الرحمٰن من تفاوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان و کوان یعنی منزہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان ولامکان ہے جس کا۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین [2] حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

مراقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چون اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ[1] **اللہ عن ذالک علواً کبیرا** اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہونچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی (جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں) منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش[2] ہو جائے گا[3]۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھیر جائے گا۔ اور قرار پکڑ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا[4]۔ **وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ**[5] دیکھنا سننا غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

---

[1] خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید [2] بے ہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید [3] جب حضرت موسیٰ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ارنی تجلی میں بے ہوش ہو کر پہاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محلی ۱۲ [4] تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اس مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے۔
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہو گی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بنی[۱] ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور وَبِیْ[۱] یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

شعر۔ علم[۲] حق در علم صوفی گم شود ✿ ایں سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہونچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا[۳] رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا[۴] اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْئٍ مُّحِیْطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ[۵] عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ[۶] شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ[۷] کَمَا کَانَ کا تصور کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَأَیْتُ[۸] رَبِّیْ بِرَبِّیْ ✿

ف حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ [۱] یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۱۲ شہید [۲] خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید [۳] میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید [۴] آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید [۵] جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت خدا

باقی صفحہ ۳۵ پر

اس پر شاہد ہے سالکِ خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معیّن حد ہے (جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر جسمی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بُرے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں[1] اور جو نفس لوّامہ کی صفتیں ہیں، وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سر کا غلبہ ہی میں جو ازت اذکار اور معائنہ اور ذات سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنائیت بھی فنا ہو جائے گی اور فناء الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لی[2] مع اللہ وقتٌ وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ ص۳۴) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ص۵۶ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ص۵۷ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ص۵۸ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

[1] یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بُرے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاٰی الْحَقَّ[1] کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دریں[2] گم شود کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تینتیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہو گی ویسی ہی فنائیت ہو گی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں ۔

فائدہ۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے" پہونچ گیا۔ جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب وامکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

---

[1] جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

[2] تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچا تا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ[1] الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ اس مرتبہ پر پہونچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سخر[2] لکم ما فی السموات وما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلّی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزیّن ہے اور اس نے جمال اسبغ[3] علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ کو دیکھا ہے اور نُورٌ عَلٰی نُور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

ہیچ کس ایں راہ را پایاں نیافت	ہیچ[4] کس ایں درد را درماں نیافت
ہر چہ بروی می رسی بروی ما ست	اے برادر بے نہایت درگہے ست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور مجمع میں باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذاکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلّی حق حاصل ہو گی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

[1] جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
[2] جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [3] خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [4] اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۱۳۸ پر)

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل۔ سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً[1] کاتبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدیؐ ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کاتب سیئہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاحول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلّی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جائے اور خیال کرے کہ یہ انتہائی مرتبہ ہے وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

[1] کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھیراتے ہیں تو اگر بر
اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے
اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو **سلطاناً نصیراً**
و سلطاناً محموداً کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہیے کہ انوار
میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور
الٰہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی
تاریکی اور اس کے گرداگرد باریک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا
تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی وصفاتی تجلی (جس
کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جب ہوش میں آئے
گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف
حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا
جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فناء الفنا
ہے۔ معلوم کرنا چاہیے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار واوصاف کے مناسب)
سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر
عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس
کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔
اور آسمان کی عجیب وغریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز
حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں
پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہیے اور درد
عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش وکرسی پر پہنچے گا۔
اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا سالک کو اس سے لذت
نہ اٹھانا چاہیے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیے اس مرتبہ میں مرید عنصریت[1] سے

[1] انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری
مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق
اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کر لے گا۔ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ ۱۲ تسہیل

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الٰہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہو گا، نیز اس حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا از روئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلّی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بیخبر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور[۱] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلّی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظِ مراتب کا پاس کرے گا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیبہ معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللّٰہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایک بار محمد رسول اللّٰہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص نسم کی محبوبت اور لطف حاصل ہو گا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ رو بہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہنچا کر الٰہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللّٰہ کی بہت

[۱] حضرت منصور رحمۃ اللہ ۱۲ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اسی رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کرکے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ الٰہ کو دماغ سے نکال کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہیئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر اَرّہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اوّل یہ کہ حبس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[۱] صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچکر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرے ندر یجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

[۱] اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر با ادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو خالی کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے الاحسان[1] ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور قرآن مجید کی آیت کل[2] من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بے بہرہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگافتہ دار اور تمام دنیا کو درہم برہم جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت کہ محویت اور بے خودی سی پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اللہ[3] نور السموات والارض خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اسی طرح اس کا نور تمام عالم پر ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس اِنَّ المَوتَ[4] الَّذِی تَفِرُّونَ مِنہُ فَاِنَّہُ مُلَاقِیکُم

آیت کا مراقبہ

اور اینما[5] تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے نتائج حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار

---

[1] بہتر اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا [illegible] شہید [2] دنیا میں جو کوئی ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا ۱۲ شہید [3] خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ [4] موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ [5] تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

و کیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اوّل مراقبۂ توحید افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو بندے کے حرکات و سکنات جاننے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعلِ حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردان[1] نفس ہوا شکستند — از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند — جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا منبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔ دربار الٰہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک و معرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

[1] جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید

تلسیرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور درجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملاً یوں سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہیئے۔

ذکر برائے شفائے مریض

در راست یَا اَحَدُ چپ یَا صَمَدُ طرف آسمان یَا وِتْرُ در دل یَا نُوْرُ دو ہزار بار بگوید۔

فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہیئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سُبُّوْحٌ اور بائیں قُدُّوْسٌ اور آسمان کی طرف رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ اور قلب پر وَالرُّوْحِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے توجس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آیندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یَا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور سر شانے کی طرف پھیر کر یَا حَیُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یَا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یَا وِتْرُ دل میں یا فرد ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یاحی بائیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وھاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الروح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہوجائے گا۔

دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمدُ اور بائیں طرف یا محمدؐ اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہوجائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کیواسطے یا شافی اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یا حفیظُ اور فاتحہ کے لئے یا صمدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مذلُّ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حیُّ یا قیُّوم وعلیٰ ہذا القیاس۔

باب ۳ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار واشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توجہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشاء کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صدق دل سے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ[1] ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدیؐ کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ ۶ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف[2] کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

[1] میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگار میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید

[2] مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفۂ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہانتک ذاکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائدہ۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدء فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ اِلٰہَ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر اِلَّا اللّٰہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مدّ و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر۔

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجودِ انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہٰی کا ظہور رہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفۂ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی، توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی واثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی واثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی واثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے الٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لاکر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تکرار اسمی کے افکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جو اب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنائے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنائے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث کُنْتُ[۱] لَہٗ سَمْعَہٗ وَبَصَرُہٗ کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سراسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر فوار یہ تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَنْ[۲] عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

۱؎ حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید ۲؎ جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کرلی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہیئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہیئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک منظور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہیئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور واردات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت و وراء الوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورۂ بالا واردات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔ شعر

اے[1] برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور وراء الوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم۔ شعر

ہر[2] کہ را از فضل حق باشد مدد ؛ ایں ہمہ نعمائے حق اورا رسد

جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرۂ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور

[1] اے بھائی اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبے کو تم سمجھتے ہو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید [2] خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اسی کو یہ سب ہمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہید

وراء الوراء کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک مد (تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزومند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلو زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلّی کلّی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوّت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تلک[۱] الرسل فضلنا بعضھم علی بعض جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروقی تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

---

[۱] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، باز گشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش در دم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اسی وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ[1] کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا باز گشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء وصفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مدِنظر رکھے یادداشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

---

[1] خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شہید [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعر: ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ∴ مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی رجو یاد داشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے ا کے واسطے سے خدا کا شہود
اور اس کا اس کا نور دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور
ذکر خدا کی طرف پوری توجہ ہے ا پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے **وقوف زمانی** یہ
ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے **تو شکر کرے** اور اگر گناہ
میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں
اور اسی طرح قبض وبسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں **وقوف عددی**
نفی واثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے ا ذکر قلبی میں عدد کی
رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے
یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے، اور
بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے
اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم
فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القاء مرید پر منظور ہو متوجہ
ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ
حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے
اور اس طرح انوار مراقبات ولطائف کے القاء میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر
کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض
اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا
طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود و استغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہو کے مرض اور گناہ ہر سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گرا رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطرہ کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آیندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے) حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب ۴ قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیبب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1] کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف واحادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لاانتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہوسکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا الٰہ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا الا اللہ سے جناب الٰہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کرسکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہوجاتا ہے وہ سلوک کا

[1] کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[۱] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیر لے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قراءت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

---

[۱] ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے ۱۲ شہید

ہیں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سُن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محوبت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین[۱] جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قراءت کی درستی ہیں جبتک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہوگا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

ان[۲] اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم نوجہ قلب ناپاک ہے تو جسم

---

[۱] جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید۔

[۲] خدا تمہاری صورتوں اور کارگذاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اسواسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز ہو وقت بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کیجائیگی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف وہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائینگی ۱۲ شہید۔

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہتے وقت قلب کا منہ ہمت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور اَلْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰه (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا) کا یقین کرے ایاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیھم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نمازیں پڑھوں اسکو اپنے اوپر بھاری کروں ورنہ فَمَنْ[1] اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوتاہی ہو تو پھر لوٹاؤ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے مَنْ[2] طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ کے مطابق بر وقت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو یاد۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من برآید ‌ ‌ ‌ یا من رسم بہ جانان یا جاں ز تن برآید[3]

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

---

[1] کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے [2] جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پاتا ہے ۱۲ شہید [3] جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منھ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہوکر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہکر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاکساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اسحالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہوگیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراہ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن میں آئے تو لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے

۱؎ الحمد کا ترجمہ: سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غصہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شہید

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں نتھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المومنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللہ یرزق من یشاء اے خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ وکرمہ بحرمۃ النبی و آلہٖ و اصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کیطرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صلی علی محمد کما تحب و ترضیٰ لہ[1] اور سوتے وقت اکیس[21] بار سورہ نصر پڑھ کر آپؐ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

---

[1] اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرتؐ پر ایسا درود بھیج جس کے وہ قابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سو اسو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ھو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر داہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ وزاری سے درگاہ الٰہی میں پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالےٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا الآیۃ[ع] اور دوسری میں قل ھو اللہ الآیۃ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ[1] اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

[1] اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

[ع] ۱۲ یعنی آخر صورت تک ۱۲ عبدہٗ۔

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ تین بار پڑھے سلام کے بعد اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یاسلام سلمنی تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر خبرنی یا مبین بینی[ل] چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منھ قبلہ کی طرف کرکے اور سر قطب کی طرف اور پیر زکسن کی طرف کرکے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دوشنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۂ فاتحہ ایکبار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورۂ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور اد و ظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہیے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس ۲۰ بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دوشنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

[ل] اے جاننے والے مجھ کو بتادے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنیوالے مجھ سے بیان کردے ۱۲ شہید عہ اے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورۂ یٰسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللھم صلی علی سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیۂ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ سجدہ اور ایک سو بار یاحی یاقیوم برحمتک استغیث اور اوّل و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللھم انت السلام ومنک السلام وعلیک یرجع السلام حینا ربنا با السلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورۂ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس ۳۳ تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الٰہ الا اللہ[1] وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقعنا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورۂ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر و اللھم انی اسئلک رضاک

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر[1] پڑھے اور بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ ولا منجأ من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۂ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی

[1] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید درود شریف اور اللھم اغفر لنا الاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل لی ولھم عاجلا واٰجلا فی الدین والدنیا والاٰخرۃ انت اھل ولا تفعل بنا یا مولینا مانحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت (جس میں شور و غل کی آواز نہ آسکے) میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور داہنی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فتاح یا باسط (یا فعال) میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شیئ علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تنگ کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور سو اس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت چھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جراءت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال وزر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ[۱] منہا۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ[۲] پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غربا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اسکا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھا لینا ہوتا ہے اسکا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے اکی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جسقدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اسکا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنیکے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلّے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

[۱] اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ [۲] اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو ۱۲

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تمجید پڑھکر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علےٰ رسول اللہ اور داہنا قدم رکھے اسکے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے[۱] اور قبلہ کی طرف منھ کرکے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

[۱] کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ باوضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب[۱] کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہوجاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کردینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کردے اور اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کیوجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہوجاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکرنی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانے کیلئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

[۱] لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی[1] کہ شود دل تو چوں آئینہ :٠: دہ چیز بروں کن از درون سینہ

حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت :٠: بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی[2] کہ شوی بمنزل قرب مقیم :٠: نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین :٠: تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

---

[1] اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو[1] لالچ[2] آرزو[3] غضب[4] جھوٹ[5] غیبت[6] کرنا کنجوسی[7] حسد[8] ریا[9] کبر[10] کینہ ۱۲ شہید [2] اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور عزت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ وار گامزنی کرے اور خوشی وغم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسیطرح ہر کام میں افراط وتفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر[1] خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت[2] سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمانوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء[3] اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

---

[1] آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھ کو فخر ہے ۱۲ شہید [2] قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید [3] حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب وشاداب ہو جاتی ہے اسیطرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اسی پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب[۱] فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکوکار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں[۲] کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

---

[۱] گناہوں کا حساب ۱۲ شہید [۲] کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللھم[1] اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا والمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المومنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلۂ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا روسیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا وہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبد الباری اور ان کو شاہ عبد الہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد مکی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور ان کو قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابو اسحاق شامی اور ان کو خواجہ ممشاد علو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

[1] اے خدا بخشدے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری۔

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور ان کو خواجہ اجمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڈھن بہڑائچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہیؒ کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم اودھی سے اور ان کو سید بڈھن بہڑائچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ علبید بن علیسی سے ان کو شیخ علبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالمکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخزومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قمیص العالمؒ سے ان کو سید الیاسی مغربیؒ سے ان کو سید عبدالحق مغربیؒ سے ان کو مولانا مغربیؒ سے ان کو سید احمد قدسیؒ سے ان کو سید عبدالقادر ریاسیؒ سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سیّد یحییٰ زاہد سے ان کو سیّد زین الدین سے ان کو سیّد عبدالرزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رح سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجمل بہڑائچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبیداللہ سے ان کو خواجہ مولنا یعقوب چرخی سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد باباسماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامتینی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی[1] سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصری رح سے ان کو حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے

نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سیّد احمد شہید رح سے ان کو شاہ عبدالعزیز رح سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیم رح سے ان کو شاہ عبداللہ رح سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رح سے ان کو خواجہ باقی باللہ رح سے ان کو خواجہ ملنگی رح سے ان کو مولانا درویش رح سے ان کو مولانا زاھد رح سے ان کو خواجہ عبیداللہ رح احرار سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولنا ہادینا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلوی رح سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق رح دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہ رح سے ان کو خواجہ محمد زبیر رح سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانی رح سے ان کو خواجہ محمد معصوم رح سے ان کو حضرت مجدد رح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

[1] نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزید رح بسطامی سے ان کو امام جعفر صادق رح سے ان کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی رح سے انکو امیرالمومنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما قال البعض ۱۲ شہید

سلسلۂ سہروردیۂ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید احمل ٹھرانچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجیہہ الدین عبدالقاہر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو ممشاد علو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویۂ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایائے خالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے ان کو ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابو بکر نساجؒ سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

ف نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ۔ قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوسؒ گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاءؒ ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

تمت بالخیر

فیصلہ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشہد انّ سیّدنا ومولانا محمد اعبدہٗ ورسولہٗ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط وتعلق رکھتے ہیں۔ عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعثِ برکاتِ دینوی ودینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینوی ودینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اوّل تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل وقال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔ حق تعالےٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

واللہ ولی التوفیق

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو ردٌّ الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئیت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئیت معیّن کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ۱۲ ربیع الاوّل مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشاں پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اسوقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معیّن پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر اُن امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئیت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدون دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرائن تخمینہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم وعلوت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رخصت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رخصت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض، مواعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں وعورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی ع بہر کیکے تو گلیمے را مسوز۔ رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنی سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لیئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجاوئے مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کردے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئیے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت وضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئیے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کرلی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کرلیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہو گا یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کرلیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کیوجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئیے کہ جس عالم کو متدین محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں اور فریق کے لوگو سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علماء پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عملدرآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کار آمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ ذکر از تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنمیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متنفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروّجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلادیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسیطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہورہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ کے تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انمیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم پا

شبہہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوئے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی دسویں بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر کی رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور عملدر آمد اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ وقیل وقال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تیسرا مسئلہ عرس وسماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کونسا عروسی ہو گی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض وبرکات حاصل ہوتے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت وتزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جاویں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازدیاد ذوق وشوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونیلگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علما نے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہگیا شبہہ حدیث لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کا سو اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آرائش و دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت وتذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو دنی باالخصوص

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیۂ فاستمعوا لہ وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے سواوّلاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحب ہے کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مرجہ و سجدۂ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہیئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کما فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بہرحال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے اور زرد اسکی امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی بیہودہ ہو اگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جواوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو منادی غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار ؎ دید مجنوں را یکے صحرا نورد ؛ در بیابان غمش بنشستہ فرد ؛ ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم ؛ می نمودے بہر کس نامہ رقم ؛ گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں ؛ می نویسی نامہ بہر کیست ایں ؛ گفت مشق نام لیلیٰ میکنم

خاطر خود را تسلی دہید ہمیں پس ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفی علی المتبحر المتسع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور ورد برد نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افترا علی اللہ اور دعوی علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بے دھڑک اسکو شرک و کفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دینے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں گر چونکہ ارکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ بالاتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کرنیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل رد کر دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہو اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیئے جو اوپر تینوں مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح د

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے
کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت
سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور
قائلین بالکراہت کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت
رہگئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا
اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے
شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کریگا
علمدرآمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محجوب رکھے اور
جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت
نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہے اور راز بس دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد
رکھنا چاہئے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ
تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہما ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق
کرنا کہ کون چیز مفہوم شئے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے
تنزیہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے
مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انمیں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ
چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت
فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی
جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنیکی کیسے اجازت ہوگی
اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدرآمد
نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو
تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر ایسا کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام
خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو التعمیہ ہونا ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لا تزغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:۔ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو۔ گر ایں مدعی دوست بشناختے ؛؛ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ فقط

مہر:۔ فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانۂ تاریک بود — عرضہ را آوردہ بودندش ہنود

از برائے دیدنش مردم بسے — اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے

دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود — اندراں تاریکیش کف می بسود

آں یکے را کف بخرطوم او فتاد — گفت ہمچوں ناودانستش نہاد

آں یکے را دست بر گوشش رسید — آں برو چوں بادبیزن شد پدید

آں یکے را کف چو بر پایش بسود — گفت شکل پیل دیدم چوں عمود

آں یکے بر پشت او بنہاد دست — گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست

ہمچنیں ہر یک بجز دے چوں رسید — فہم آں می کرد ہر جا می تنید

از نظر گہ گفت شاں شد مختلف — آں یکے دالش لقب داد آں الف

در کف ہر کس اگر شمعے بدے — اختلاف از گفت شاں بیروں شدے

چشم حس ہمچو کف دستش و بس

نیست کف را بر ہمہ آں دسترس

نالۂ امداد غریب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رباعی

اے ذات تو بار رحمت والطاف وکرم بیب
دے رحمت ولطفت بمناجات مجیب

اکنوں بطفیل احمد و یار انش
مقبول شود نالۂ امداد غریب

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

عجب رنگ ہے رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا

بہر رنگ ہر شئے میں ہر جا پہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا

تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
توہی تو ہے یا کہ آثار تیرا

نہیں دیکھتا کچھ دلا دیکھتا ہوں
ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

لگا کر مرہم یکبارگی کافی ہے تیری
اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا

مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ آ تبو دربار تیرا

کہاں جاوے جسکا نہ ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلب گار تیرا

نہ کچھ ہو سوا نیک کاروں کے گر تو
کہاں جائیگا بندہ ناچار تیرا

رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگیگا جو رحمت کا بازار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا ہیں
نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا

برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم
جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا

ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا

لگیں کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار ہیں گل میں ہے خار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا

نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا

تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یا رب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

الٰہی بنا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے یہ بندۂ ناچار تیرا

دو لیے رضا کیا کروں میں الٰہی
کہ دار بھی تیری اور آزار تیرا

میں ہوں جبر تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب
تو مولیٰ ہے میں عبد بے کار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا

دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا

خبر لیجیے میری اس دم الٰہی
کھلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا

کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا	تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہردم	کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی	ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا	الٰہی رہے وقت مرنیکے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا	تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا	ترا فعل میرا مرا کار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا	میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو	کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا	یہ جور و جفا ہم پہ ہے کیسا یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
بد و نکو کرے نیک نیکوں کو بد تو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا	نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں	کہ ہے نام قہّار و جبّار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا	فنا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
دو عالم خریدار ہو اس کا بیشک	جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا	کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جسنے	عیاں ہو نہاں اسپہ اسرار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا	الٰہی ہوا جو کہ ہوشیار تیرا	الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا
تو کر بیخبر ساری خبروں سے مجھ کو	الٰہی رہوں اک خبردار تیرا	میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو ہووے محبت کا آزار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا	جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا	سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
بھکاری ترا جائے محروم کیونکر	کہ نِت خوان بخشش ہے تیار تیرا	ترا خوان انعام ہے عام سب پر	ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
بھکاری کر دروں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا	کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش	ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا	نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر	میسّر ہوا سے کاش دیدار تیرا	مرے دلمیں ٹک جلوہ فرما الٰہی	کہ تجھ بن ہے ویراں یہ اب دار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری	ہیں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا	تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے	ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا	سنتا ہے یہ ہجر خوں خوار تیرا	یہ قرب و معیّت ہے پھر بعد ایسا	نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
حجابِ خودی میرا یارب اٹھا دے	کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا	ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو	کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے	کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا	زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو	وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
اٹھا غم رکھو امیدِ امداد تنی سے	تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا	نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے	کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہردم	تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا	تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی	کہ تا جاوے ہر غم ہر آزار تیرا
	الٰہی قبول ہو مناجات میری	کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا	

خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و قیل
عقل بحث و علت و معلول میں زار و علیل
انت کافی فی مہمّات وفی رزقی کفیل
خذ بلطف یا الٰہی من لہ زادٌ قلیل
مفلسٌ بالصدق یاتی عند بابک یا خلیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا بہ کار وا ثیم
وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم
ہے وفور جرم عصیاں سے سزاوار جحیم
ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

اِنّہٗ شخصٌ غریبٌ مذنبٌ عبدٌ ذلیل

حیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لہو
یا الٰہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو
روز و شب وقف جہالت ہی رہا غفلت میں محو
منہ عصیانٌ و نسیانٌ و سہوٌ بعد سہو

منک احسانٌ و فضلٌ بعد اعطاءٍ جزیل

خواب و خور ہی میں کٹی اک عمر مثل دام و دد
دیکھ کر انبار عصیان و جرائم بے عدد
ہیں عمل سارے نکوہیدہ سبھی افعال بد
قال یا ربّی ذنوبی مثل رمل لا تعد

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

ہیں سب افعال ذمیمہ زندگی کا ماحصل
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل
یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ و حسرت یاس دوری بیکسی
ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری
ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی
عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی

اِنّ لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور
یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے قصور
جتنے مقصد ہیں بر آئیں گے الٰہی بالضرور
انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراط مستقیم
جس طرح خاصوں پہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عمیم
کر دیا از دیاد مرض نے زار و سقیم
ربّ ہب لی کنز فضلک انت وہابٌ کریم

اعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح و مسا
جینے جی ہر وقت خوف آتش دوزخ رہا
غنچۂ خاطر برنگ گل نہ اک دم بھی ہنسا (کھلا)
قلّ لنار ابردی یا رب فی حقی کما

نلت قلبنا نار کونی انت فی حق الخلیل

عمر بھر کرتا رہا فرمان حق سے انحراف
جرم و عصیان و خطا یکلخت سب کردے معاف
رہا ہوا مجھ سے بوستان عبدیت کے تھا خلاف
ہب لنا ملکاً کبیراً نجنا مما نخاف

ربنا اذ انت قاضی والمنادی جبریل

ہوش میں آئے غریبِ سرخوش جامِ صبوح	کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ قبوح
کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح	این موسیٰؑ این عیسیٰؑ این یحییٰ این نوحؑ

انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزل در شوق زیارت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم

سبز وشاداب گلستان تمنا ہووے — کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے
ہند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام — دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے
مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب — زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے
جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو — شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
ننگے پانوؤں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ — تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا — جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں — پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
کانٹے تلوؤں میں چبھیں برگِ گلِ تر سمجھوں — خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
ایسی صورت سے در شاہ عرب پر پہنچوں — حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر — ایک تہہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے
خار پاؤں میں چبھیں بال ہوں سر کے بکھرے — فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز — خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو — وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور — خود در حجرہ والائے نبیؐ وا ہووے
دوڑ کر سر قدمِ پاک پہ رکھ دوں اپنا — دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم — خاکِ پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
گوہر اشک نثارِ قدمِ پاک کروں — جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
اور جب روئے مبارک کی تجلّی دیکھوں — جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب — فضل حق سے تری حاصل یہ تمنّا ہووے

مناجات

یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمدؐ مصطفےٰ فریاد ہے — آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل — اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے — تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے — یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے
درد ہجراں سے ہے لب پر جان ہے مری — ابنو گہہ کیجئے دوا فریاد ہے
گردن و پا سے مری زنجیر و طوق — یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
یا نبیؐ احمد کو در پر لو بلا — اس لئے صبح و مسافر یاد ہے

مناجات دیگر

آپکی فرقت نے مارا یا نبیؐ — دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو — کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ
باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز — مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں — در بدر یاں مارا مارا یا نبی
طالب دیدار ہوں دکھلائیے — روئے نورانی خدارا یا نبیؐ
درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا — صبر و طاقت نے کنارا یا نبیؐ
مرتے دم گر دیکھ لوں روضہ شریف — زندگی ہو وے دوبارا یا نبیؐ
چین آتا ہے مرے دلکو تمام — نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب ہیج ظہور محمدؐ کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمدؐ کا
وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا
کہیں موسیٰؑ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا
کہیں ابراہیمؑ خلیل ہوا کہیں راز قدیم علیل ہوا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے
جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ہاروں وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا جان و دل سب فدائے محمدؐ — ہیں اسپر فدا جان اور دل سے قربان — اگر خواب میں منھ دکھائے محمدؐ — مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے
اگر منھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ — خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو — خدا کی رضا ہے رضائے محمد — محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی
عطا ہو اسے خاکپائے محمدؐ — تمنا یہ ہے ربح کی یا الٰہی — ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ — نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقین ہے

تمت

ارشاد مرشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ بجمیع محامدہ کلہا ما علمت منہا وما لم اعلم وصلی اللہ علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ ووالدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً جو اس فقیر سے رابطہ محبت وارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شاغل اشغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعض عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسبیح[1] اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزے ایام بیض[2] اور روزہ پنجشنبے ور دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحجہ کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۂ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[3] دس بار اور سورۂ یٰسین ایکبار اور استغفار سو بار اور سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم وبحمدہ استغفر اللہ[4] سو بار اور ایکسو ایکبار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب[5] اور اکتالیس بار یاحی یاقیوم لا الہ الا انت اسئلک ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ بحضور قلب پڑھے اور درود شریف[6] سو بار۔ وظائف ظہر اور

---

[1] فائدہ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطاءً اور عمداً اور سراً اور علانیہ کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں بعد قرات کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاقت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے یا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہٰکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یاایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سبح اسم یا اور مسبحات مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

[2] یعنی ہر چاند کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

[3] لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام

[4] استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ۱۲

[5] لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ [6] اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک ۱۲

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ الصمد اور اکیس بار سورہ اذا جاء۔ **وظائف عصر** اور بعد نماز عصر کے سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین **وظائف مغرب** اور بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف سو بار اور اللّٰھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔

وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بحضور قلب پڑھے۔ **وظائف صبح وشام دو وقتہ** اور صبح اور شام کو سید الاستغفار[1] ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نود و نام اللہ جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات آمن الرسول سے تا آخر سورۃ اور اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تین بار اور آیات[2] سورہ حشر ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا تین بار لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اللّٰھم اجرنی من النار سات بار اور اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ سات بار اور دعائے حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مسبعات[3] عشر کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر تینتیس ۳۴ بار اور کلمہ چہارم ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر۔ اللّٰھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام۔۔۔

[1] اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۱۲ منہ قدس سرہ [2] اول اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تین بار پڑھے پھر یہ آیۃ پڑھے ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم ۱۲ [3] یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار سورہ والناس سات بار سورہ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورہ کافرون سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات بار اللّٰھم اغفرلی وللمؤمنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات سات بار اللّٰھم یا رب افعل بی وبھم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم اس دعا کو سات بار پڑھے۔

حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِنْہُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی اور تینوں[1] قل تین تین بار اور اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ممکن ہو تو معشرات[2] السبع بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں لاویں بہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگانِ طریقت نے تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں اُن میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے ہیں۔ طریق اُن کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کر کے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بحضورِ قلب اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھکے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اس کے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیبہ[3] اور کلمہ شہادت[4] پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور الٰہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ

[1] یعنی قل ہو اللہ احد ۱ اور قل اعوذ برب الفلق ۲ [2] فائدہ ۱۲ معشرات السبع وہ سات کلمہ ہیں۔ کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں کلمے یہ ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ وبحمدہ دس بار چوتھا سبحان اللہ الملک القدوس دس بار پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ دس بار ساتواں اللّٰھم اِنِّیْٓ اعوذ بک من ضیق المقام الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار پڑھیے ۱۲ منہ [3] یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ

[4] یعنی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۱۲ منہ

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کر پس پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الٰہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی واثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن مبتدی کلمہ لا الٰہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات مجرد پھر دو زانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار دمادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایکبار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف ہا لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ہاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کرکے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دمادم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ، ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کج کرکے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمادم ضرب کرے بعدہ تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول تام درگاہِ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی بس، وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الٰہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ الا اللہ،

[1] کلمہ لا الٰہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بارھویں لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۱۲ عفی عنہ

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے

طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اَللّٰہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھُو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہو جائے [1]

بیان ذکر اسم ذات ربّانی

طالب کو چاہیئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس [2] ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے۔

طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں روبقبلہ باادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے لا نفی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے داہنے مونڈھے تک لیجا کے الٰہ کو دماغ سے نکال دے اور اِلَّا اللّٰہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لَا اِلٰہَ سے نفی معبودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور اِلَّا اللّٰہ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ تعالےٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر [3] اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اسی طرح حبس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی و اثبات کہ حبس [4] دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمۂ لَآ اِلٰہَ کو دل سے نکال کے اور داہنے مونڈھے پر لے جا کے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

---

[1] فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذاکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو کر ثمر تجلیات اور ورود واردات غیبی کا ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

[2] فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدمی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذاکر رہا اور ذاکرین میں داخل ہوا ۱۲ عفی اللہ عنہ۔

[3] اثر یعنی لذات اور محبوبیت اور بیخودی ظاہر ہو اور تصفیہ قلب اور تجلی روح حاصل ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

[4] فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے خلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتدائے حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پُر شکم ہو کر کاہل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حبس دم میں سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضا میں جاری ہو اور محبت اور عشقِ الٰہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دوزانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اوّل اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصوّر کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعورِ غیرِ حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہو گا۔

مراقبہ دوسرا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ انوارِ الٰہی کو کہ ہر زمان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستّہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبانِ خیال دل صنوبری سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھئوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ[۶] لطیفے ہیں یعنی چھ[۶] مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوارِ الٰہی سے لبریز ہیں۔

اوّل لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستانِ چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سُرخ ہے

دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستانِ راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سرّی ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ان چھئوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو[۱]۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

[۱] فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محویت اور انوارِ الٰہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔ آمین آمین آمین یا ربّ العالمین وصلّی اللہ تعالےٰ علیٰ سیدنا ومولانا وشفیعنا محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ محررہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات وسلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی وایشاں را از حضرت حاجی عبد الرحیم از شاہ عبد الباری از شاہ عبد الہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ جلال الدین از شیخ عبد قدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبد الحق رودولوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبد الواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بھرائچی۔ از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسٰی از شیخ عبید ابن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیا د شیخ عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی از شیخ ابو الفراح از شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

ونیز حضرت سید اجمل بھڑائچی را از مرشدِ خود شاہ عبد الحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کلال از خواجہ محمد بابا سماسی از خواجہ عزیزاں علی رامیتنی از خواجہ ابو الخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبد الخالق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ ابو علی فارمدی از خواجہ امام ابو القاسم قشیری از خواجہ ابو علی دقاق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ ابو بکر شبلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ سہروردیہ

ونیز سید اجمل بھڑائچی را اجازت وخرقہ از سید علاالدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از والدِ خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقۃ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبد القادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد دینوری از ممشاد علی دنیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ونیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولا دمرشد نا نصیر الدین مجاہد دہلوی واوشاں را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم باقی کیفیتِ سلاسل بہ تفصیل وتحقیق تمام در رسالۂ ضیاء القلوب نوشتہ شد ازاں بگیرند۔

تمام شد

شجرۂ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

نواگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے　　عرض کرنا شاہ یوں اوّل خدا کے واسطے

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے　　اور سب اصحاب وآلِ مصطفےٰ کے واسطے

فضل کر ہم پر الٰہی مجتبیٰ کے واسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے　　آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے

رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول　　کیجیو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول

ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلمات وعصیاں سے الٰہی دل مرا　　کر منوّر نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا

حضرتِ نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قرباں یارب لاکھ عید　　اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید

حاجی عبدالرحیم اہلِ عزا کے واسطے

کر وہ پیدا درد غم میرے دلِ افگار میں　　بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں

شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے

شرک عصیان وضلالت سے بچا کر اے کریم　　کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراط المستقیم

شاہ عبدالہادیِ پیر ہدیٰ کے واسطے

دین ودنیا کی طلب عزت نہ سرداری　　اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت وخواری مجھے

شاہِ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشقِ محمدؐ اور محمد یوں میں گن　　ہو محمدؐ ہی محمد وِردِ میرا رات دن

شہ محمدؐ اور محمدی القبا کے واسطے

حُبِّ حق حُبِّ الٰہی حُبِّ مولا حُبِّ رب　　الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب

شہ محبّ اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید　　پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید

بوسعید اسعدِ اہل ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام
لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال
یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو باجاہ و جلال

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حُبِّ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب
اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری
اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری

اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہِ شریعت رائے احمدؐ سے مجھے
اور دکھا نورِ حقیقت خوئے احمدؐ سے مجھے

شیخ احمد عارفِ صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حق مرے
کر تجلّی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال
ایک ذرّہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے

ہے مکدّر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں
کر منوّر نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار
عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار

شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے

دے ملاحت مجھ کو حق نمکینیٔ ایمان سے
اور حلاوت بخش گنج شکرِ عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید
خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے

بے ترے ہے نفس وشیطاں در پے ایمان ودین / جلد ہو آ کر مرا یارب مددگار و معین

شہ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے

یاالٰہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام / جس سے جز عشقِ نبیؐ مجھ کو نہ ہووے اور کام

خواجہ عثمانؓ باشرم وحیا کے واسطے

دُور کر مجھ سے غمِ موت وحیاتِ مستعار / زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار

شہ شریفِ زندنی با اتقیا کے واسطے

آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھر اے ودود / ہر بنِ مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال / بخش عشق ومعرفت کا مجھ کو یارب ملک ومال

شاہ بو یوسف شہ شاہ وگدا کے واسطے

مست اور بے خود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے / محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے

بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صدقے احمدؐ کے یہ ہے امید تیری ذات سے / کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے

احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے

حد سے گذرا رنجِ فرقت اب تو اے پروردگار / کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار

شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی وغم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر / اپنے دردوغم سے یارب دل کو میرے شاد کر

خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہردم لیک میں اندھا ہوں پر / بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تو آوے نظر

بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش وعشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے / چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی ہے مجھے
بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے

شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں
تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعاں

شہ فضیل ابن عیاض اہلِ دعا کے واسطے

کر مرے دل سے نوائے ملحد دوئی کا حرف دور
دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سربسر وحدت کا نور

خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن
تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن

شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے

دور کر دل سے حجابِ جہل و غفلت میرے رب
کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میرے اب

ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے
کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے

سرورِ عالم محمد مصطفٰے کے واسطے

آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول
کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول

یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار ہیں
کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار ہیں

مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے
کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے

تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے
کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے

یاحق اپنے عاشقانِ باوفا کے واسطے

کشمکش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ
دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم — چار سُو ہے فوجِ غم کر جلد اب بحرِ کرم

کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ ہیں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں — پر ترے در کو تنا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں

کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے — اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے

ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب — نے عبادت نے زہد نے خواہش علم وادب

دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعماء دنیا بے شمار — کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الٰہی ہیں سعی بسیار کی — پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی

جان و دل لایا ہوں تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے — پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے

کشتگانِ تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا — کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

تمت

نصائح متفرقہ

منقول ست از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازدہ کلمہ از توریت اختیار کردہ ام و ہر روز سہ نوبت دراں تامل میکنم و آں این ست

کلمۂ اوّل:- حق جل وعلا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از ہیچ شیطان حاکمی ما دام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمۂ دوم:- اے پسر آدم نہ ترسی از قوت و رزق مادام کہ خزانہ من پر یابی و خزانہ من ہرگز باقی است

کلمۂ سوم:- اے پسر آدم باید کہ در ہر چہ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنندہ ہمہ باد نیکوکار آنم

کلمۂ چہارم:- اے پسر آدم بدرستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار۔

کلمۂ پنجم:- اے پسر آدم از مکر من ایمن مباش مادام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمۂ ششم:- اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و نطفہ علقہ و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمۂ ہفتم:- اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را فدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دُور می کنی جہت غیر من۔

کلمۂ ہشتم:- اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خوانم از جہت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمۂ نہم:- اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود و خشم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمۂ دہم:- اے فرزند آدم مرا است بر تو فریضہ و ترا است بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمۂ یازدہم:- اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضہ فردا از تو نمی طلبم۔

کلمۂ دوازدہم:- اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قسمت کردہ ام و راحت افتادی و آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی بانچہ ترا کردہ ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چوں سگ بر در ہا خوار گردی و تو نیابی مگر آنچہ مقدر کردہ ترا ام

جہاد اکبر

حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک
یہاں آب و گِل میں پھنسایا ہمیں
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

بنایا ہے تونے ہر اک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

عدم سے تو ہستی میں لایا ہمیں
تھے نادان ہم تونے دانا کیا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نورِ ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کردہ بینائی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی اِلٰہ
گناہوں سے ہے حال بدتر مرا
الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جورہِ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
الٰہی مری عمر دشمن نے لی
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
الٰہی میں بھٹکا بہت در بدر
کروں جس سے جا التجا کون ہے
الٰہی نہ جانی تیری قدر آہ
جوانی تو کیا زندگانی چلی
الٰہی ہے کیا تیری رحمت کا جوش
الٰہی بہت اس سے خجلت میں ہوں
بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی
الٰہی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

میں ہوں اپنے اعمالِ بد سے تباہ
الٰہی سراپا ہوا میں گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں سدا بحرِ غفلت میں غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
الٰہی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
الٰہی نہ تیرے سوا کون ہے
کری عمر لہو و لعب میں تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
الٰہی خبر لے مری تو شتاب

الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
ولے ساری تدبیر اُلٹی پڑی
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
ہے افسوس عمرِ جوانی چلی
الٰہی میں لائق ہوں اس کے مفر
الٰہی میں پردھن غفلت میں ہوں
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
الٰہی گنہگار و شرمندہ ہوں
ہوا حد سے زیادہ میں اب تو خراب

الٰہی ہوا ہوں سراپا خطا
ترے در پہ آخر سر افگندہ ہوں
نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
الٰہی عجب تیری رحمت ہے آہ
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
الٰہی ہے تیرے کرم سے امید
الٰہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہوں سنگریزے بھی رشک قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں
مرا عذر ہو اب الٰہی قبول
الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے ہیں گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا
ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ
کیا میں جو لائق مرے کار تھے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
الٰہی بحق محمدؐ رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے ہیں گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا اگر دستگیری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خار سے تیرہ ہو بحر کب
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ
کیا ہیں گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا
کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
مجھے خوار رسوا نہ کر اور ملول
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
اور اس حرص نفسانی ولہو سے
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
الٰہی تو رکھیو مری شرم داں
بڈارے مجھے یا بلا دے مجھے
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا
الٰہی بُرا یا بھلا ہوں تیرا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہو وے امداد کی اب قبول

ہوں گر نیک یا بد تیرا بندہ ہوں
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر
ہیں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے تیرہ کب
تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
الٰہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
سوا تیری درگاہ والا کے میں
ولے تیری رحمت سے امیدؔ ہے
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
الٰہی ہمارا بد و نیک اب
الٰہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
نہ تو نے سُنی گر مری التجا
سوا تیرے ہے کون تبلا مرا
نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ
الٰہی تبا پھر میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے داد گر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بحقِ محمدؐ شہِ دوسرا

الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الٰہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی دعا ہو اب اس کی قبول

الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الٰہی تری ذات رہے بس جلیل
الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہے
الٰہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا
بحقِ صحاب اور آلِ رسولؐ

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوحِ ذاتِ خدا
اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جا دل کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے تھے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ نے دی ہم کو اُن سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہِ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرماں برداری معبود حقیقی اپنے کی اور جواب در جواب اس کے

سنو دوستو گوشِ دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا

سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبردار دونوں کے اب

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
رہو گے بچے نفس و شیطان سے
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
سدا کوس رحلت بجاتی ہے عمر
نہ سویا شب اس فکر میں ایک دم
شش و پنج کرتا رہا تا سحر
کہا نفس کو آخر شب میں نے رات
کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
کہا اس نے وہ تھا خزانہ چھپا
محبت کا جامہ پنہایا مجھے
کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
نہیں تجھ کو اس کی محبت نصیب
کروں میں گناہ پھر توبہ کروں
دغا کی ہو توبہ سے کیا فائدہ
تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل
میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
رہا رات بھر اس میں چشم نم

کرو گے گر اس پر عمل جان سے
کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
کہ کی دولت عمر برباد کیوں
اسی میں گئی رات ساری گذر

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بدصفات
کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
ہی آدم آئینہ اس کا ہوا
ہیں ایمان اس پر رکھوں ہوں مدام
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے تو
کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
وہیں پل میں مقبول ہو گاہ ہوں
گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
طریق شریعت پہ چل اے دغل
کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جہول
مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
نہ مغرور ہو کام کا کار کر
نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں

خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
کدھر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے

جواب دینا نفس کا

یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
ہے توحید سے اس کی دل شاد کام
بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشاں
کرے ہے کب عاشق خلاف حبیب
گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول
ظلوماً جہولا حق نے تجھ کو کہا
کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
کسی کو اگر کہئے جاہل ہے تو
پڑھوں کس طرح علم کاہل ہوں میں

گدھے کے جو چابک لگے خوب چست
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر
مقدر کا ہووے عمل ہی نشاں
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
ہے تف تیری عقل اور فہمید پر
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
اگر عمر ساری عبادت کرے
اسی کفر سے عقل ہے میری خبط
ہوا عمر میں اُن سے جو اک قصور
کیا اک گنہ سے انھیں یُوں تباہ
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
ہوئے حق کے مقبول اور کاملیں
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
ہزاروں کرے جرم شام و سحر

تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سُست
یہ سُن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کر ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
بہت عابد و زاہد و متقی
گیا تو دو عابد کے نقصان پر
کرے تو گناہ اور چاہے نجات
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر

اور ہووے اگر اسپ نیک نہاد
گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
اب ایک اور چابک لگا جلد تر
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چُست
کری حق نے مجھ بجھ سے پہلے نوشت
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
کرے گرچہ شیطاں کی جو تو سجود
یہ مکر و فریب اور لایا نیا
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
ہوا دور رحمت سے وہ بر ملا
رضا کا نشاں ڈھونڈ گمرہ نہ ہو
کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہراس
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشاں
کروڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
پکڑ لے دو ملعون کی تو سند
عجب ہے حمق تیرا اے بدصفات
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے رب الرؤف الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اِک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا اندر خلل
یقیں جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں عفو و کرم اس کا پہچانتا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ
بلاشک وہ ایسا ہی غفار ہے
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا ارحم الراحمیں
نکو دست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نکوکار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفار ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جمال اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا ولے اس کے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بے خوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کر اچھے عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہِ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکرمیں
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
ولے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزردہ کرنے کے قابل نہیں
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائق عبادت کے ہے اے لئیم
وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نہ بھاگے تو دے جان اسکو مقر
ہے قرآں میں ہر جا غفور اور حلیم
پر اس سے ہے سو (۱۰۰) درجہ رحمت سوا
کہا میں تو نازاں نہ ہو اے لعیں
ولیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے سہو و غفلت سے گر تو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کر کے توبہ کر اچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہِ راست لے
ہیں نیک عادت اس کی گو ہوں جانتا
ولے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کیا تو نے آزردہ اے زشت خو
جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی
تجھے ملک تن کا ملا تاج و تخت
کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے
مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان
رعیت سے محصول لیوے بزور
تصرف تسلط بہت ظلم سے
یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر
کرے ملک تن میں عمل آکے وہ
تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا
ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد
شہ روح کو آگیا دل میں جوش
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
سب آداب شاہانہ لایا بجا
یہ سلطانِ روح سے کہا اُس نے جا
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ

گیا آخرش میں طرف روح کی
خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو
پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
زمین بدن میں پڑے شر و شور
اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ
کرے قتل یار رکھے اُن کو اسیر
رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے
یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
وزیر خرد کو بلا کر کہیں
رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ
کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر
مرا حال سن اور افسوس کر
کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
یہ ہو حکم آدیں امیرانِ فوج
غرور اس لعیں کا وہیں جائے ٹوٹ
رکھیں شرع کی بند زنجیر میں

کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت
پہنچ بہر حق میری فریاد کو
کہا یہ کمینہ کہاں میں کہاں
کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو
کرے ہفت اقلیم تن میں مرے
رعیت کو کر دے گا دم میں تباہ
ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ
دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے
تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر
کرو ایسی تدبیر اے شاہِ دیں
مری عجز و زاری کو سُن کر بہوش
کہا میں مٹاتا ہوں میں اُس کا راگ
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم
کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج
جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں

خبر کرنی جاسوس وسواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہتا ہے نفس کو

تھے اس میں کہ جاسوس وسواس نام
کری نفس سے جا شکایت تمام
کرے تری ہے قتل کے واسطے
شریعت کی زنجیر میں لے جکڑ

کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
کہا کیا تو سووے کہ سلطانِ روح
تمام اپنے لشکر کو آراستے
یہ سُن کر خبر نفس نے رو دیا

سنی چھپ کے جو یہ حکایت تمام
شہ ملک دل و مہ پر فتوح
کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ
اسی فکر میں جان کو کھو دیا

کہا ہائے تدبیر اب کیا کروں
کہ تا اُس کے صدمہ سے ہشیار ہوں
کروں اس طرح میں بھی سامانِ جنگ
عدم کا ہی رستہ بتاؤں اُسے
سنو رہزنی کا ہے میرا شعار
کہیں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں
مچاؤں فساد ایسا اور شر و شر
تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ
کہ سلطانِ روح کی بڑی شان ہے
کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر
یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب
ہماری ہو مشکل سب آسان کا
ہو آسان سب تیرے اقبال سے
کروں حرص کی قید میں اس کو بند
وہی بخشی ملک کافی ہے بس
سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے
جو تھے ملکِ تن کے نگہبان چند

کہ تا ہاتھ سے اس کے ہشیار ہوں
کروں میں بھی اب اس سے لڑنے کا فکر
جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے دنگ
بھلا ملکِ تن چھوڑ جاؤں کہاں
فساد اور فتنہ مرا کاروبار
جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں
کروں ملک کو اس کے زیر و زبر
یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام
نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح
بجا لایا آدابِ شاہانہ سب
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے
پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے
امیر ہے تری فوج میں حرص نام
خرابی کو اُس کے وہ وافی ہے بس
شہ نفس نے دیکے خلعت اسے
کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند
لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں

ولیکن بمقدور کوشش کروں
عدوؤں سے اپنے جھگڑنے کا فکر
جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے
میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں
غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں
تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں
کیا ہے اگر اس نے سامانِ جنگ
پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام
جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر
کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح
کہا لطف سے تیرے اے نامدار
کہ جس سے تو ایسا دل افگار ہے
ترے پاس لاکر کے اے ارجمند
کرے کام سلطانِ روح کا تمام
میں بھیجوں اُسے تا تباہی کرے
روانہ کیا ملک کو روح کے
رہ چشم سے آگیا ناگہاں

خبر ہونی وزیرِ عقل کو اس معرکہ سے اور بھیجنا امیرِ قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سنا یہ جو حال
گیا روح کے پاس با احترام
کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں

ہوا فکر کا اُس کے اُس کو خیال
کہاں حال حرص اور غصہ کا سب
کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں

امیروں کے لشکر کو لے کر تمام
کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب
کہا عقل نے اے شہ نامدار

مقابل ہیں ان کے پئے کارزار
اگر فوج غصہ کی ہے اس کے سنگ
کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ

امیرِ قناعت کو تو بھیج دو
کرے لشکرِ حلم جا اس کو تنگ
جو ہونے لگی دونوں جانب سے جنگ

کرے حرص کو دم میں ناپید جو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
ہوا حرص و غصہ پہ میدان تنگ

امیرِ قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیرِ عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
کہ ان دو سے ہوگا نہ یہ فتنہ رد
ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ
کرو اس کے ہمراہ تم بے قصور
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ

تب یہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
وہ اب چاہیئے بھیجی فوج سخت
کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
لگا لے کے جبالی ہتھیار سب
ہمارا ارادہ ہے دشمن سخت تر
کہا لاؤ دیگر کے خلعت اسے

کہا نفس سے اُن کی ہو دے مدد
کہ چھولے شہ روح سے تاج و تخت
جمع کر کے سب فوج فسق و فجور
چلے شہوتِ سنگھ بھر حرب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھیجنا وزیرِ عقل کا امیرِ تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیرِ تقویٰ کی

وزیر ہنر در شہ روح کو
کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو
سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے
کرو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل
غرض آکے میدان میں قائم ہوئے
نہ زمیں آسماں رہ گئے دیکھ ڈھنگ

خبر پہونچی اس حال کی یار جو
ہو فوج صلاحیت اس کی مدد
خبر جا کے اہلِ شقاوت کی لے
شہِ روح کا حکم پھر اُن کو ہو
لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے
کبھی یہ تھے غالب وہ غالب تھے گاہ

کہا خاص اُس بخششِ ملک کو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
حیا جنگ اُس کا ہو ہے اک وکیل
کریں لشکر نفس کو قتل جو
لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
لگا ہونے یوں ملک تن کا نباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر + کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو اے روسیاہ
شہِ روح کو جس سے کرلیں اسیر
جوان میں سے ہوں سخت تر بیدرنگ
پکڑ کر کے لادے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ میں
میں ہوں اور ہو لشکرِ بے شمار
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ گمرہی اپنے ہاتھ

وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی
کہا تجھ پہ لعنت ہو اے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ
میں دے کر بہت خلعت و مال و زر
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے میں
تو پھر دیکھنا اس صفِ جنگ کو
کروں قتل یا قید دیکھو تو میں
لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
چلا مستعد ہو پئے کارزار

بلایا وزیرِ تنبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر اُن میں سے لے چھانٹ اہل حرب
وزیرِ خرد اور شہ روح کو
بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار
کروں پانی میں اُس دلِ سنگ کو
یہ سُن کر شہ نفس خوش ہو کے یار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار

آگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیرِ عقل کو مع لشکر دین اور تقوی کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطانِ روح نے خبر یہ سُنی
لئے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
نکل آوے سب لشکرِ دین و داد
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
وزیرِ خرد نے زمیں چوم کر

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیرِ خرد کو بلا جلد تر
زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد
کسی طرح ان دد کے کٹوا کے سر
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض یہ اے شہ والا قدر

اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن
جہنم میں داخل کرو سر بسر
جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

جو ایسے کمینوں سے جا کر لڑے
جو ہوا ایک بندہ سے دشمن تباہ
کر دوں دم میں سب دشمنوں کو تمام
کیے ہوشیاری کے خنجر عطا
دیا ہاتھ میں نیزۂ راستی
کری ساتھ تقویٰ و دیں کی سپاہ
پڑا نفس کی فوج میں زلزلہ
جو خورشید خاور نے کی تیغ علم
کھڑی مستعد جنگ کے واسطہ
مقابل دو لشکر ہوئے جس زماں
ہوئی ایسی تیرہ خدا کی پناہ
لگی چلنے جو تیغ و تیر و تبر
زمیں ہو گئی خوں سے سرخ رنگ
سپید و سیہ جمع آکر ہوئے
کبھی زہد و تقویٰ و گاہے حسد
کبھی روئے روح سے باد قار
بد اور نیک میں زندگانی گئی

رہو اک نہیں تن گئے تم کامراں
عدو کے مقابل ہوں کیوں بادشاہ
یہ سن کر ہوا خوش بہت شاہ دیں
رہا صدق کا خود اس کے سر پر دھرا
غرض زہد کے اسپ پر کر سوار
چلا دھوم سے لشکرِ دیں پناہ
نکل کر کے جب آیا میدان میں
ہوئے ابر کے جوڑا لشکر بہم
امیروں نے لشکر کے با رعب و شان
پڑا شور اندر زمین و زماں
ہوئے جب مقابل دلیرانِ جنگ
ہوا خون کوہ و زمیں کا جگر
تھی اُس طرف خورشیدِ روح جلوہ گر
ہوں حبشی و رومی برابر ہوئے
کبھی فوجِ زنگیِ نفسِ لعیں
زمینِ بدن ہوتا باغ و بہار
اس عرصہ میں یہ جنگ قائم رہا

میں لیتا ہوں انکی خبر اس زماں
میں ہوا آپ کا ایک ادنیٰ غلام
دیا اس کو پیر خلعتِ آفریں
سپر نیک بختی کی لا اس کو دی
دیا حکم اس کو پے کار زار
وزیرِ خرد جنگ کو جب چلا
خلل آیا شیطاں کے اوسان میں
ہوئی ہر دو جانب صف آراستہ
گئے آکے میداں میں قائم نشان
زمینِ بدن گردِ لشکر سے آہ
ہوا پانی پانی دلِ کوہ و سنگ
لگی ہونے جس وقت آپس میں جنگ
ادھر ظلمتِ نفس با شور و شر
کبھی کار نیک و کبھی کارِ بد
نکالے تھی دل سے وہ لڑ لغض و کیں
اسی جنگ میں سب جوانی گئی
ہوا نفس کا مفسدہ جا بجا

طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ پیر روشن ضمیر ہے، اور شامل کرنا اس کا صلاح جنگ وغیرہ میں

شہ روح نے حال دیکھا یہ جب
عدو کو کسی طرح زک دیجیے
وزیرِ خرد کو کہا پھر بلا
نہ دل نفسِ ملعون کا خوں ہوا

کہ صورت تباہی کی ہے پیش اب
ہوا ہے ترقی پہ نفسِ شنہ
کیا تو نے ہر چند جنگ و دغا
شریک اب تو ہوا ہے دبیر کبیر

کہا اور تدبیر اب کیجیے
گیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ
ولے فتنہ تن سے نہ بیروں ہوا
ہے جس کا لقب پیر روشن ضمیر

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل
کیے دا جو اُس پر عمل کیجئے
رہو دل سے مصروف اسلام پر
کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین
بہم ہو کے جاکر لڑو اس قدر
پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو

مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل
رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم
کرو جی فدا اپنا اس کام پر
مٹا کر کے کفر اور بدعات کو
کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر
مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ

صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے
کہ ہو دشمن شوم تا یاں سے گم
کرو الٰہی ہمت کہ ہو زیب دیں
شریعت کی ظاہر کرو بات کو
نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو
شریعت کی زنجیر ڈالوں جکڑ

رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام — میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور ناامید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا
کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر
وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ
کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر
ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد
کہ جو کاٹ سر اس کا لا دے مجھے
خرد اپنے قابو میں ہووے اگر
کروں قید دونوں کو میں بے محن
وہ دیر یکے وعدہ بہت خوب تر
کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور

تو شیطاں کے جا پاس سر کو دھنا
شہ روح نے یہ کیا اہتمام
کہ تا دشمنوں کا کرے کار تنگ
یہ شیطاں نے سُن کو دلاسا دیا
میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد
نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے
تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر
میں بھیجوں ہے طول امل جس کا نام
کرے پیر کا کام زیر و زبر
چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے

کہا جل کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر
کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام
شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر
کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا
مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے
ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے
وزیر خرد اور دیوان تن
کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور
کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے

ہوا رخصت اس سے جو طول امل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طولِ امل کے شر سے

جو رخصت ہو طولِ امل سنگھ چلا
خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہِ دین
خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں
نہ پہنچا دے صدمہ کوئی حیلہ گر
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر
کرے غم الم داں جہاں ہو خوشی
شہِ روح نے جب یہ قصہ سنا
کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دور
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی
کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
رہے ایک یادِ نزعِ جنگ خاں
خرد پیر کے ہوں نگہبان بفور
نزع موت اور قبر اور روزِ حشر
نہ طول امل کا ہوا اُس پر گذار
غرض آیا چھپ کر کے طول امل
کہ تا عقل کو زہر دے برملا
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر
عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا

تو جاسوس دیں نے سنا برملا
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے
عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں
نہ دیکر کے زہر اُن کو مارے کہیں
کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا
تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
وزیر خرد اور دیوان کی
کیا حکم تا چار شخص پاسباں
اور ہو دوسرا یادِ مرگ اے جواں
ہے جو تھی رہے یادِ روزِ قیام
رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر
رہیں جو کہ یہ چار جس کے حضور
کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار
کہ تا لے حسد سے کچھ اس کی خبر
وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ

ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے
وزیر اور دیوان تن کو مگر
پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین
ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی
نگہبان رہیو تم اُن سے سدا
کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور
بلا کر کہا اُس کو اے خوش نہاد
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں
رہے تیرا یادِ تنگیِ گور
یہی چار کافی ہیں در انتظام
یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار
رہے اس سے طولِ امل دور دور
بہت گرد راہ حسد سے پھرا
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گذار
ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا
عدوؤں سے رکھتے تھے شام و پگاہ

ناامید ہو کے پھرنا طولِ امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض ناامید ہو کے طولِ امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل
کہا گرچہ ہیں خوب کوشش کرتے

چھری میری لیکن نہ خون میں بھری
ہیں کیں گرچہ چھپ چھپ کے تدبیر دس
کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ
میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا
تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر
جو یہ بات شیطان سنگھ نے سُنی
یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ
جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل
جلد پھر چاہے زور ڈالے ہم کو زبوں
یہ سن کر خبر نفس رونے لگا
بلائے مددگار اپنے تمام
اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب
ریا سنگھ اور عجب خاں پہلوان
ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو
ہو چست و کاہل نہ ہائے رہو
حسد بخل قائم کئے اک طرف
رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو

کئے سیکڑوں حیلے اور داؤ میں
ولے میراں پر چلا کچھ نہ بس
نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر
ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا
جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ
گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی
کہ بے رنج اور جان بازی کے اب
مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل
رہے ملک تن میں وہ نت کامراں
غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا
کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں
لڑائی کا ساماں ہو جمع سب
غرور اور طمع اور فضولِ کلام
لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو
نکل کر کے شیطاں وزیر عدو
ریا کو کہا کر عمل کو تلف
رہے روح کے جب نہ حسنِ عمل

نہ آیا مرے کوئی پرداؤ میں
نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ
لو میدان میں چل کے اُن کی خبر
نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر
کرو جا کے روح و خرد کو تباہ
حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ
ہماری بھلا جاں بری ہووے کب
گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں
مرا اور ترا کچھ نہ ہوئے نشاں
کیا نفس باغی نے پھر انتظام
لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں
حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں
ہوئے جمع میداں میں آکر تمام
لڑائی کو تیار سارے رہو
ہوا آکے میدان میں جنگ جو
کہا عجب کو مستعد یاں رہو
تو پھر آکے یاں اس کے ڈالو خلل

یہی چارا میر اب کریں جا کے جنگ ۔ خرد پر ہر اک سو سے برسادیں سنگ

آگاہی پائی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سُنی یہ خبر
کہ پھر نفس بد راہ نے اُٹھایا ہے سر
جمع کر کے سب دشمنانِ دغل

لگے ڈالنے ملکِ جاں میں خلل
غرض سوچ کر اس نے بالا اہتمام
کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیروں سے اپنے کیئے انتخاب
بھی چار سردار والا جناب
امیرِ سخا کو کہا اے جواں
بخل سنگھ کی لے تو خبر اس زماں
سخاوت سے ہو تو حبیبِ خدا
اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا
نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
نصیحت سے مردوں کی ہو فتحیاب
اور ہو خان و مال سب حسد سے خراب
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
جواں صدق اخلاص تیار ہو
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
کرے جا کے خوف و رجائے آلہ
اگر قہرِ حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
اگر ہو دے خوفِ خدائی تجھے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب
جو طاعت کرے تو تو ہے لطفِ رب
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
خدا نے دی توفیقِ طاعت تجھے
ہے لازم یہ شکرِ عبادت تجھے
نہ کر کارِ حق کو قیاس آپ پر
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
غرض آکے چاروں ہوئے گرمِ جنگ
چلے دونوں جانب سے تیر و تفنگ
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
ندی نالے خوں کے بہانے لگے
شجاعانِ دیں جب ہوئے جنگجو
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
ہوئی گرمیِ جنگ یہ کیا کہوں
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتے ہوئے
غرض غالب آیا وزیرِ خرد
ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد
جو اک لشکرِ دیں نے حملہ کیا
گئے بھاگ یک لخت بغض و ریا
کیا زور جب لشکرِ پاک نے
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم
گیا بھاگ سب لشکرِ نفسِ شوم
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام
جو دیکھا یہ شیطان ملعوں نے حال
لگا اس کی چھاتی پہ تیرِ ملال

چھپائی گو اس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حبِ جاہ اور حبِ دنیا اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیرِ عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا
تو سن کر کے حسرت سے سر کو دھنا
کہا لاؤ دستورِ بے نور کو

کہ تا دوں سزا خوب اس زرد رو کو
کیا کار کیا تو نے اے روسیاہ
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
تجھے چھوڑ اُس کی اطاعت کروں
کہ جس کی اطاعت سے ہے فتحیاب
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
کہ لڑکر کے اے نفس والا حسب
کرے تا خرد روح پر عرصہ تنگ
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع سے بڑا جال ہیں رنج مور
طرف داہنے ہو لشکر حب جاہ
ہر بھر چاہئے سپاہ اُدھر دوڑ کے

غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست
کیا فوج ساری کو تو نے تباہ
اگر ہے یہ سستی اے سست رائے
ہیں اب ہم میں اس کے ہر دم زبوں
یہ سن بولا شیطان وزیر لعین
بہت ان کو آتے ہیں لڑنیکے طور
نہ کھا غم نہ ہو جلکے اس کا مطیع
اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
زمین چوم کر الغرض عرض کی
ہیں دوں عقل اور روح کو جا ادب
ہراول طمع کو بلا کر کہا
طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال
کیا پیچھے تا ٹم غرور لعین
اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ
جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست

کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست
ہیں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
شہِ روح سے شاہ والا جناب
ہیں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
کروں لا کے اُس کو ہی تیرا مطیع
کروں لشکر عقل و روح کو تمام
عدو پر مجھے حکم ہو اس گھڑی
غرض پھیر آیا بمیدان جنگ
سواروں کو اپنے تو جا جلد لا
طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
کہ دشمن اِدھر سے نہ آجا کہیں
فضول کلام اب مدد کو رہے
اُدھر جلد جا دے دہیں کر کے جست

غرض اس طرح سے کیا بندوبست ∴ شہِ روح کو تا کہ دیوے شکست

بھیجنا وزیرِ عقل کا امیرِ توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقویٰ کو حُبِ دنیا کے اور علمِ فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
کہ جو جو تھے اس کے چہیتے پہلوان
کہو جلد تر اب ہے تاخیر کیا
کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹ اب

گیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس
شہِ نفس نے فوج سے چھانٹ کر
وہ آئے ہیں لیکر کے فوجِ گراں
بجا لا کے آداب بولا وزیر
شجاع اور دلیر اور اہلِ حرب

کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب
لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
عملدار کردار میں جو مرد ہوں

شجاعت کے احکام میں فرد ہوں
کرو مستعد جنگ کو بے دلیل
امیروں سے اپنے تو کر انتخاب
امیرِ توکل سپہدار کو
کرے دفع پیچھے سے فوج غرور
طرف دہنے جاوے امیر کبیر
کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام
امیر خموشی کو قائم کرو
سو آکے میداں میں پھر اژدحام
امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لڑائی تھی مردوں کو سیر چمن
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ

نکال اپنے لشکر سے تم پہلواں
نہ ہو دفع کرتے ہیں دشمن کی ڈھیل
کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو
طمع کے مقابل میں آگے کرو
طرف بائیں جا زہد و تقویٰ کی فوج
کرے جا کے جو حبِ جاہ کو اسیر
فضولِ کلام اس طرف ہے اگر
سخن بیہودہ کو کرے قتل جو
لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام
لگے کرنے میداں میں جان کو نثار
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
ہوا حملہ جب لشکرِ دین کا

مقابل کرو ایک کے اک جواں
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب
ہراول کو جو سخت مضبوط ہو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور
کہ تا دے مٹا حبِ دنیا کی کھوج
کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام
ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر
ملے جس جگہ پر فضولِ کلام
جواناں شجاعت دکھانے لگے
سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ
گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا

گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + لبوں پر ہوئی اس کے دشمن کی جان

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا ٭

شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا
سپہر تیغ و زر مال بے انتہا
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر
کہ فوجِ خرد کو کرے تا کہ زیر
ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ
تکبر کو لایا تواضع پکڑ
کہا لشکرِ اسلام یکبارگی
کریں جیسا چاہیں پھر انتظام

وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
کہا اب تو امداد کرنی ضرور
مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
ادھر لشکرِ روح سے با سپاہ
تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
خرد نے جو دیکھا کہ کارِ عدو
کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
غرض کر کے ہر طرف سے اژدحام

بلا بخشی کبر کو پھر دیا
تو خود جا کے لشکر میں آیا فتور
تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر
امیر تواضع ہوا جنگ خواہ
کمند ایک گردن میں ڈال اور جکڑ
ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو
کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام
مٹانے لگے نفس و شیطاں کا نام

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر
تبر خنجر و نیزۂ وہم سناں
ہوئے قتل سردار لشکر فرار
سیہ بخت و مکار و غدار کو
شہِ روح کے لاکے آگے کیا
کریں قتل یا قید میں دیجئے
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی
چلا جا طریقِ شریعت پہ تو

برسنے لگے اُن پہ تیر و تبر
برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف
عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار
گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال
کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا
بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے یار
دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی
یہ مکرِ شیاطین نہ آدے بکار

چھری گرز و شمشیر تیر و کماں
عدد کا لگا ہونے لشکر تلف
پکڑ لائے نفس تبہ کار کو
بنا کر کے اس کا بہت زشت حال
یہ حاضر ہے جو چاہیئے کیجئے
نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار
نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو
ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا
لگا سجدۂ شکر کرنے ادا
ہوا قید نفس اور لشکر تمام
ہوا اک یہی تن کے فرخندہ فر
وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام
تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا
وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں
کرے گا فساد اور فتنہ بپا
وزیرِ خرد نے بجا کر ادب
خدا عفو کے حکم کو بر ملا
کرو اب معاف اس کی تقصیر کو
رہے حکم کے طوق میں روز چند
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی

شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا
خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا
ہے شکرِ خدا دی فتح ہم کو عام
ہوا شرع کے حکم کا خوب زور
شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام
کہ حاضر ہو جلّاد تقوی کا شتاب
فساد اور فتنہ کا ہے گا نشاں
تو پھر ذبح کرنا ہو اس کا بحال
کیا عرض اے شاہ والا حسب
نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے
مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو
رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا
نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی

شہِ روح جا کر کے پیش خدا
کہ یہ دشمنِ بد پشیماں ہوا
وزیرِ خرد نفس کو زیر کر
گیا کفر اور فسق کا شر و شور
غرض نفس کو جب کہ آگے کیا
کرے قتل اس بد کو با صد عذاب
رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت پا
ہے بہتر کہ دو چار کریاں سے ٹال
ہے قرآں میں فرما دیا جا بجا
نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے
ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند
سفر کے لئے اپنا خادم بنا
مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے

کرنا حاکم ہو نہ تیرے اور توم رہے
کرے پہلے اس پر عطا شہر بار
دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
زہیر جنگ اور بندہ گی بیگ کی
ہوا اس میں بہ اتفاق ایک روز
نرے حق میں جو وعدہ وصل تھا
کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
رہا حق میں ہو پست توا ے غبی
نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
وزیرِ خرد سے کہ اے خوش ادا
عزازیل نے مجھ کو پر کھو دیا
وہیں اس نے آمجھ کو گمرہ کیا
ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
تو اک جگر بس کروں میں نزدل
جو روحِ طبیعی ہو تابع مرے
کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
کہا عقل نے نابکار دروغ
رکھے بادشاہی کی لوا ے کلاغ
بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
کیا اس مصیبت سے قید اس کو لا
پکڑ کر قلعہ بھی بغاوت کرے

جو مارے اسے تیر انقصان ہے
تو پھر پشت پر اس کے ہو دے سوار
رہا ہمت کی زنجیر پا اگر ہیں کر
ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
کہا عقل نے نفس سے اے عمو
گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
تو کر سامنے ہو کر کے اب شاہ کی
چھڑا دوں تجھے قید سے میں ابھی
شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
ہوا قید میں روح کے ناگزیر
ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام
مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
اسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
دیکین کروں تجھ کو اپنا شفیع
مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ
رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
کہ روح طبیعی کا ہے وہ مکان
تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
کہا نفس نے اے وزیر خرد
جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
امیری اسے دی ہے پھر اب بھلا
ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم

وہ کمر حکم ہم نہیں ہے جس سے رہے
غرض اس کی تقصیر کر کے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
رگا رہنے زنداں میں اور روز
پھر ایا ہے کیوں تو نے جنت سے رد
بس اب تو بہ کر اور ہوشہ کے ساتھ
عبادات و طاعات اللہ کی
وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
مخالف ہوں گر شہ کا کافر ہوا ہیں
کہ سلطان دلے مجھ کو کچھ اک اب
بلے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
اگر یہ شہنشہ نہ رکھے قبول
مجھے حکم رہنے کا ہو دے وہاں
مجھے شاہ ان دو سے دے اک مقام
یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
مفید ہے تیسرے بھی اندر دماغ
تجھے اس سے کیا جو کرے رد دکم
وزیر خرد نے کیا عرض جب
کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کہ تا ملک میں جا شرارت کرے
اسے پانی اور دانہ دیں بس دکھم

خبر رزق کی ہوتی تھی اس سے بس خوب کام
ہمیں پہاڑوں دوڑاؤں ہیں اسکو سخت
نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا
قبولا ہرا راہ حج و زکوٰۃ
ولے وقت بے وقت پاکر کے راہ
تو کرتا شرارت کچھ اس وقت پر
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اس کو شرع میں اصغر جہاد
ہیں تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا
جہاد اوپر جنت میں آلے خلال
رہے تیرا دشمن ترے گھات میں
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستہ
کہ جو شاہ لڑنے میں کامل ہے ہوشیار
کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
خبردار دونوں کے رہ حال سے
جو غفلت میں تیری گئی عمر سب
ڈر اس خوابِ غفلت سے ایجاں شتاب
کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مثال سے تو خوابِ غفلت کا حرف
رہے موت ہر دم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گزرنا ہے تجھے

سفر اور حضر میں رہے پھر مدام
وہ اکثر تو ہر وقت اور رات دن
تو ناچار یاد حق کی کرنے لگا
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا لگا
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
یہاں سے نبیؐ نے رجعنا[۱] کہا
بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
کہاں ہیں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
رئیسانِ لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہوا
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
جو ان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
تو مشغول اس کی ہے ہر بات میں
تو غافل ہے پھر کس لیے اے پسر

ہر روزگار ہو میرا طاعت کے وقت
رہے میری خدمت میں اور اس نے یقین
لگا کرنے طاعت صوم و صلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ لگتا تھا اس کا اگر
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
جو دشمن کرایا کافروں پر جہاد
بیاں کر دیا اس کا میں نے عیاں
کری عمر تفصیل میں حرف ہیں
کہ تا روزِ محشر میں ہو سرخ رو
کیا کر تو اس پر ہمیشہ عمل
نہ سو خوابِ غفلت میں بیدار رہ
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
کہ تا پا دے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیروں سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مگر
یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب
بری پر سزا اس کی دیتے رہو
تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بے درنگ
جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز

۱؎ حدیث شریف میں ہے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ۱۲

پہر سب ہوگا ہے دم مرنیکے کے وقت
نہ آدے گا کچھ کام اُس وقت داں
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دن رات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سُست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صاف

الٰہی آلٰہی آلٰہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تبلا یہاں کون ہے
طرف اپنے کو جیہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جسمیں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غم عشق سے ریش کر
کر دل سے فرار در جا سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

تجھے اس جہاں سے گزرنیکے وقت
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی ہیں کلام
کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
الٰہی بحقِ نبیؐ پاک ذات
اُٹھا کر اب امداد دستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصد التجا
مری نفس و شیطاں نے ماری ہے راہ
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
ہو آباد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوا ہم تیری جانب رجوع
عیاں اول آخر یہاں کون ہے
الٰہی گنہ سب کے اب بخشدے
نقیر اور حقیر اور نتبہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
مئے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتشِ عشقِ یار
کہ ہے مہر و قمر اس میں طلوع

سوا حسرت و افسوس کے اے میاں
سفر کے لیئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈالدے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفسِ بد سے نجات

لیا گھیر اب فوج اغیار نے
کرے قتل گر فوج اغیار کو
الٰہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
ترا مہر وحدت سے سب پر طلوع
الٰہی آلٰہی برائے آلٰہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلٰہ
شرابِ محبت کا دے تجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آ مجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

کہ دیکھوں ترا نا جمال ہر زماں
میں دیکھوں نقل کو اٹھا کر جدھر
بحقِ نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحقِ علیؓ اور عثمانؓ پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحقِ ابوبکر صدیقؓ دیں
رہے محو تجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلا خبر
الٰہی دعا میری ہو وے قبول
بحقِ عمرؓ شاہِ دالا یقین
پڑھو ان سب پہ امداد تو صبح و شام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطان سے وہ بے گماں
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد پر ضیا
سن دسال ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوست صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہادِ اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
۱۲۶۸
تھے بارہ سو اڑسٹھ ہوا جب تمام
الٰہی تو کر رحم شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطاں کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور
مؤلف و کاتب و خواہندہ پر

تمت

مثنوی تحفۃ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد ہے سزاوار احد
ہیں احد میں محو سب محدود حد

حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشاں
وحدت اپنی کی ہے کثرت سے عیاں

حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود

حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
اوّل و آخر نہاں و آشکار

۲ حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو
سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو

دو جہاں سے آئینہ رخسار جاں
ذرہ ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں

گر کرے اوصاف و تعریف صفات
ہیں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات

موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب
اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح ممدوح وہ خود آپ ہے

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا
اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا

ہے یہی تنزیہ توصیف غفور
وصف اوصاف خودی کر اپنے دور

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام
محو کر تو دوسرے کا دل سے نام

جتنی موجودات و مخلوقات ہے
سب اسی کی حمد میں ذرات ہے

آسماں شمس و قمر انجم تمام
عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام

بیخود و بیہوش و بے آہ و فغاں
کرتی ہے رو رو کے بس دریا رواں

فرش سے تا عرش موجودات سب
مست و لایعقل ہیں اندر عشق رب

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے
اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

حمد ہے اسکو کہ باچندیں و چوں
سب میں ہے اور سب سے بیچون و چگوں

حمد ہے اسکو کہ باصد زیب و فر
ہر زباں ہر شان میں ہے جلوہ گر

ہے وہ بے علت سزاوار ثنا
علت و معلول ہیں اسمیں فنا

کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیر یار
حامد و محمود ہے آپ آشکار

نقش کی گر حمد تونے فاش کی
در حقیقت حمد ہے نقاش کی

ہے صفات ذات اک کب فرق ہے
نور خود خورشید میں بس غرق ہے

یعنی موج اور بحر سایا در اصل
ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فصل

حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر
عقل اور اوراک کے جلتے ہیں پر

ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار
یاد تو اسکی کرے لیل و نہار

ہے یہی تعظیم و حمد کردگار
روبرو اسکے ہو تو بس خوار و زار

ہے یہی تشریف و تکریم خدا
حکم پر اسکے کرے جان کو فدا

قول پیغمبر ہے لا احصے ثنا
کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب
ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

عشق کی اسکے زمیں پیکر شراب
ہے بڑی بدمست و مدہوش و خراب

ہے زمین و آسماں میں جو کہ شے
عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے

دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہیں شراب عشق سے بیخود مدام

اصل ہے سودائے عشق ہے اسکی تمام — سب درخشاں جہاں رقصاں مدام
کیا ملک کیا انس وجن کیا وحش وطیر — عشق نبکی ہے ہر اک کی جسمیں سیر
مست انسان ہے شراب خاص سے — عشق میں دیتا ہے جاں اخلاص سے
مست جام عشق سے ہیں عاشقاں — فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں
مومناں مخمور از جام ظہور — کافراں ہیں مست پیکر آب شور
صومع و مسجد کنشت و دیر میں — شہر جنگل جار شر و خیر میں
گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور — پر ہے باطن میں وہی کیجیے جو غور
ہے جمال حق سے ہر دل آشنا — ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا
سارے عالم کا وہی معبود ہے — سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے
رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے — بانوا ہر اک ہے اس کے خوان سے
ایک جرعہ سے ہوا بیہوش ایک — گر گیا دریائے کو نوش ایک
غرق ہیں دریا میں سب جو بلۂ آب — مست ہیں مستی ہیں اور مانگیں شراب
ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب — در بدر پھرتے ہیں در گھر میں حبیب
مظہر ہادی شہ آگاہ ہے — مظہر اسم مضل گمراہ ہے
ہیں اسی خورشید کے سائے تمام — بر حجر بر شجر برد بر در دیوار و بام
چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں — تا کہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں
جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم — مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم
رکھیو تو فرق مراتب پر نظر — تا نہ ہو ایمان میں تیرے ضرر
ہوش کر تک ہوش سے بیہوش ہو — اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو

کوہ دشت و بحر و بر بالا و پست — سب شراب شوق سے اسکے ہیں مست
جملہ عالم کیا عقیل و کیا وحوش — ہیں شراب عشق سے سب درد نوش
انبیاء مسرور جام وصل سے — اولیاء مخمور بادہ اصل سے
اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست — اہل ظاہر دردِ کثرت سے ہیں مست
زاہد اسکے جام سے گم کردہ ہوش — رند اور اوباش اسکے درد نوش
مومن و ترسا و رند خرد خوار — عاشق اسکے ہیں نہان و آشکار
اس کا جویا ہے ہر اپنے طور پر — ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر
ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور — ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور
ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور — رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور
ایک سے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش — گر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش
الغرض ہر اک باندازِ خمار — بیخود و سرمست ہے جو بائے یار
غرق ہیں پانی میں اور پیاسے ہیں آہ — بیخود و سرمست ہیں اور بادہ خواہ
ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب — کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب
گرچہ اس دریا کی ہیں گو موجیں ضرور — ایک رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
عارضی ہیں چند مدت کو یہاں — ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں
کر نظر دریا میں موجوں کو گذار — تا کہ ہو معلوم تجھ کو سرِّ یار
یعنی مت بیحال اس میں قال کر — حال ہو گر تو کشادہ بال کر
بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام — تا خرابی میں نہ پڑ جا فہم عام
ہٹ ادھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو — کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو
عرض کر اس سے کہ اے جان جہاں — بے ترے ہرگز نہیں ہے جانمیں جاں
اے مرے معبود اے میرے الٰہ — ہے تو ہی مقصود دل بے اشتباہ

مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہ

اے مرے مطلوب دل مطلوب جاں — اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں
ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں — اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں
کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں — جان ہے جان ایک جانمیں جان نہیں
یا الٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر — تا کہ رہے ں تجھ سے تجھ کو اک نظر

اے مرے محبوب اے میرے حبیب — ہوں غم دوری سے مرنے کے قریب
بوسہ دے تو جان کو راہ وصال — جان لے تجھ بن ہے جان مجھ پر وبال
کب تلک یا رب رہوں تجھ سے جدا — جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب — تجھ سے کرتا ہوں دلے تجھ کو طلب

دونو عالم سے نہ مجھ کو کار ہے
پر تو ہی تجھ سے مجھے درکار ہے

یا الٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

مناجات دیگر

یا الٰہی تو ہے خلاق جہاں
مالک دارین شاہ انس و جاں

تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہے زور آور قوی اور سب حقیر

گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز
لیک بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز

دستگیر بیکساں ہے تیری ذات
مستغیث عاجزاں ہے تیری ذات

مونس غمخوارگاں ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگاں ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات
ہے غفور پر گنہاہاں تیری ذات

ہے مریض لادوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

آسرا بے آسروں کا ہے تو ہی
بے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی

ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا

ہے انیس وحشت فرقت تو ہی
ہے رفیق شدت غربت تو ہی

مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی
میرا حامی بے بسی میں ہے تو ہی

رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی میں حامی کار تو

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب
دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب

الغرض ہر کام کا میرے کفیل
ظاہر و باطن تو ہی ہے دلیل

لیک صد حسرت بایں لطف و عطا
میں کروں ہر دم تری جرم و خطا

پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر
کرتے ہیں مجھ کو گناہو پر دلیر

ہے یقیں گر عمر بھر عصیاں ہو اب
پیش خورشید کرم ہوں محو سب

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہو شب جرم و خطا روز ثواب

ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات
ظلمت عصیاں ہو نور صالحات

گر ترا دریائے رحمت جوش کھا
مثل خس دے سب گناہوں کو بہا

لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم

قطرۂ ناپاک سے مجھ کو بفضل
کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل

گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا

پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال
لایا بیت اللہ میں بے قیل و قال

گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی

تھا گناہو کی نجاست میں بھرا
ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا

کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر
کرکے اپنے لطف احساں پر نظر

اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر
کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
رکھیو مت محروم اب دیدار سے

لایا گر گلشن میں خارستان سے
دور مت کیجو اب اس بستان سے

گرچہ میں نالائق دربار ہوں
پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں

ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا
چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا

منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں
پر کوئی یاں کیا دوسرا بھی در نہیں

گر لگاڑا تو نے اے شاہ جہاں
پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں
آستاں تیرا ہو اور میری جبیں

یوں ہوس ہے اب تو اے پروردگار
ہو ترا کوچہ ہو اور میرا غبار

کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے
ہو تری خواہش یہ خواہش ہے مجھے

ہے مجھے شاہی گدائی میں تری
ہے تو اسب بے نوائی میں تری

خواری و رسوائی و ذلت مری
تیرے کوچہ کی ہے سگی عزت شاہ

عزت و ذلت تماجی شکر و صحو
ہے رضا و نارضا میں تیری محو

تو ہے گر راضی تو ہے عزت مری
تیری ناراضی ہے بس ذلت مری

الغرض پھر پھر کے آخر دربدر
اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر

مو بمو سر کو مرے اے بے نیاز
گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز

یوں ہی آنکھوں کو بھی میری سر بسر
جلوۂ دیدار سے روشن تو کر

گر مرے کانوں کو اسرار کا گھر
سر بسر سر میں ہوائے شنوائی بھر

چشم کو گر چشمۂ آب زلال / سبز تا ہو گلشن ذوق وصال
پاک ہونے سے مرا کر دے دماغ / بوئے دلبر سے معطر کر دماغ
محو کر بینی کو اندر بوئے یار / جس سے پہنچوں تا بباغ روئے یار
کر دی وسعت سے اب کر اب بابہا / محو ہوں جس سے خیال غیر سب
دو جہاں سے کر کے مجھ کو بے نیاز / دولت دیدار سے اپنے نواز
غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور / کر عطا چستی و چالاکی و نور
دور کر کبر و ریا عجب و غرور / بخش عجز و مسکنت اخلاص نور
بخش گنج فقر و درویشی مجھے / سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے
دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام / لوح دل سے محو کر ہستی کا نام
دھو مرے دل سے دوئی کا حرف نام / تا تمیز ما و تو اٹھ جا تمام
اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا / ہو رجوع اب جانب خیر الوریٰ
کر وسیلہ اسکو اے امداد تو / وصل سے حق کے ہو تا دلشاد تو
گر تو طالب ہے وصول اللہ کا / چل پکڑ دامن رسول اللہ کا
ہو کہ اے امداد اللہ کا وصال / بے وسیلہ اسکے چاہے ہے محال
ختم کر کے یہ مناجات نکو / کر وسیلہ ذات پیغمبرؐ کو تو
حامد و محمود حمد وح خدا / احمد مرسل محمد مصطفیٰؐ

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات / رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال / محرم خلوت سرائے لایزال
بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی / بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
مہرباں مثل پدر سب پر میاں / روز محشر شافع خورد و کلاں
عزت شاہی و فخر سروری / شان بخشش مسند پیغمبری
بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو / بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو
ہے امین فخر انا لک وہ / تاجدار کشور لولاک وہ
روشنی بسترش نور لامکاں / شمع بزم عالم کون و مکاں
رونق گلزار محبوبی ہے وہ / عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ
شہ سوار عرصۂ چرخ و سما / بار خوش پرداز معراج و علا
راحت و روح روان کائنات / زندگانی پرورہ جان حیات
باعث ایجاد عالم ہے تو ہی / موجب بنیاد آدم ہے تو ہی
گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو / یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات / دونوں عالم سے ہے مقصود اسکی ذات
ہے وہ بیشک بالیقیں نخل وجود / اول و آخر وہی اصل وجود
ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت / واسطے پھل ہی کے بوتے ہیں درخت
گر ہوا آخر ہیں وہ شاہ جلیل / پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل
گو ہے پیچھے بنیاد کے ظاہرا / پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا
گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر / کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر
جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا / پس ثمر ہی اول و آخر ہوا
کیا کمال میوہ میں نقصان ہے / جو وہ اول سابق بستان ہے
میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر / ہے وہ اول وہی آخر سر بسر
بس سمجھ لے اس سے تو اے ہمنوں / رمز نحن الآخرون السابقون
ہے وہی شاہ جہاں سب اسکے طفیل / ہے وہی مقصود کل باقی طفیل
پڑھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام / آل اور اصحاب پر اسکے تمام

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

چار یار اس کے ہیں چاروں خاص حق / ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ / دوست پیغمبرؐ کے اور حق کے ولی
چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر / ملک اسلام انسے ہے رونق پذیر
زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار / رونق باغ طریقت ہیں یہ چار
ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار / ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار

قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار
ملت حق کی ہیں یہ انہار چار

ہیں طریق حق کے چاروں رہنموں
ہیں یہ ایوان خلافت کے ستون

ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چہار
جو ہو باہر انسے ہے مردود خوار

بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن
ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن

جوکہ دو سمجھے انہیں احول ہے وہ
دو جہانمیں بے شبہ بیکل ہے وہ

جو کوئی انسے ہوا بد اعتقاد
ہے وہ دو عالم میں بلاشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہیں اہل بیت اور آل رسول
گلشن دیں کے ہیں سب مقبول پھول

ہے ہر اک ان سبکا بلاشک و یقین
مغز ملت جان ایماں روح دین

جسقدر ہو انسے الفت میں کمی
اس قدر ہے دین ملت میں کمی

ایک کا بھی انسے جو بدخواہ ہو
راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو

جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام
ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام

اک صحابی سے بھی گر ہو سوء ظن
ہے وہ بلاشک لائق گردن زدن

در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمیٰ بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے

بھیج تو ان سب پر صلوٰت و سلام
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

ہو گیا اے دوستو یوں اتفاق
باعث تحریر نظم پر مذاق

رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل
مجمع علماء و صلحا اہل دل

ایکدن پڑھتا تھا میں نفحات انس
لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس

جوش پر تھا بحر علم عارفاں
ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں

حاضرینکے دلمیں وہاں اے [illegible] حق
کھل رہا تھا گلشن عرفان حق

اولیا کا حال سن مسرور تھے
ماسوائے محو غرق نور تھے

رفتہ رفتہ قصۂ تحفہ کا ذکر
آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر

سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق
ہمت مردانہ اندر راہ عشق

بول اٹھا ہر اک بصد ذوق سرور
ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور

خاص کر قطب زماں شاہ وفا
آفتاب معرفت بحر صفا

کامل اکمل ولی بے بدل
عاشق ذات خدائے لم یزل

صاحب ارشاد و تلقین سبق
عاشق صادق شہید راہ حق

برگزیدہ دو جہاں مقبول رب
مشرب چشتی و فاروقی نسب

یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ
مجھ کو فرمانے لگے کرکے خطاب

نظم کر اس قصۂ پر درد کو
گرم کر اک بار ہر دل سرد کو

مثنویاں ہیں مجازی عشق میں
پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں

قصۂ تحفہ اگر منظوم ہو
رتبۂ عشاق حق معلوم ہو

ریختہ میں نظم کر اسکو تمام
تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام

جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال
عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال

دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا
ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا

تا بنیں گفتار عشق حق سے گرم
ہو کے بس دل سنگ ہو جوں موم نرم

عاشقان صادق بھی سنکر جاہ عشق
چاق اور چوبند ہو اندر راہ عشق

جان لیں تا عشق کی سب رسم و راہ
چاہنے کو اپنے کرتا ہے تباہ

عاشقاں رہتے ہیں سر ہتھیلی پہ دھر
ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر

عشق ہے جاں اک بلائے جانگداز
ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز

عشق کا سب سے الگ ہے رنگ و ڈھنگ
ہے ازل سے عقل میں اور اسمیں جنگ

عقل چاہے ہے کہ ہو عیش و فراغ
عشق چاہے رنج و غم سینہ پہ داغ

عقل چاہے ہے عزت جاہ و جلال
عشق ذلت خواری درد و ملال

عقل چاہے ہے عیش و ملک و سلطنت
عشق عجز و فقر و فاقہ تمکنت

عقل چاہے ہے عیش و عشرت خرمی
عشق درد و کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر

عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں
عشق لیجاتا ہے کوئے یار میں

عقل چاہے ہے قبا و پیرہن
عشق کرواتا ہے سامان کفن

عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب
عشق کہتا ہے کہ سہ رنج و تعب

عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں
عشق لیجا جنگل و کہسار میں

عقل چاہے ہے دولت مسروریاں
عشق چاہے ہے سو بلاؤ خواریاں

عقل لیجا گلشن و گلزار میں
ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں

عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عشق کو ان سے ہمیشہ سے ہے جنگ

عقل میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ
عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ

ہو گئے حضرت عشق کا جب دم ظہور
عقل سر سے جائے اور دل سے سرور

عشق کیا ہے درد و غم کی کان ہے
غیر دلبر کا عدوئے جان ہے

کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق
تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق

درد میں اس کے دوا ہے سر بسر
مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر

مارنا اس کا جلا دیتا ہے جاں
توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جاں

رنج میں اس کے ہے گنج بیکراں
مرگ ہے اس کی حیات جاوداں

عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار
نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار

اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ
خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ

کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
فقر اور فاقہ کو سود دولت تو مان

عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
خواری و زاری کو حرمت سمجھ

عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں
ہے ستم میں اسکے سو شفقت جہاں

قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق
اور طبیب درد بیدرماں ہے عشق

اول آخر ظاہر و پنہاں ہے عشق
دونوں عالم جسم ہیں اور جاں ہے عشق

رجوع بقصہ

ہے بیان عشق توبس بے بدل
اب کرو ارشاد حافظ پر عمل

انکے فرمانکو میں نے بے عذر
رکھ لیا سر پر سعادت جان کر

گرچہ مجکو شعر گوئی میں نہ تھا
دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا

توڑنا موتی کا ہے آسان تر
نے کہ حکم بادشاہ بحر و بر

لیکن ان کے گوہر ارشاد کو
حفظ دل میں لیا رکھ شاد ہو

دفت فرصت دیکھتا تھا یہ کہ جو
حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو

پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت زماں
تا لکھوں اس نظم کو باشوق جاں

لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ
ہوگیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ

ہوگئے پس حضرت حافظ شہید
شام غم ہم کو ہوا اور روز عید

فرقت جاناں سے بس ہوکے تنگ
جان جانا پہ فدا کی بیدرنگ

خوش نہ آئی اس جہانکی رنگ و بو
چلدئے بس جنت الفردوس کو

ہم بیچاروں کو تڑپتا چھوڑ کر
سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر

وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے
زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے

وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور
پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر

نار نعمت میں ہیں وہ مشغول واں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں ہم یہاں

جام کوثر سے ہوئے وہ لب بلب
چاہتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب

آپ تو جاکر گیا جنت میں گھر
کر دیا سرگشتہ ہم کو در بدر

آپ تو راحت کے ساماں لے گئے
مایہ رنج و الم یاں دے گئے

آپ تو ہے رنج و غم منزل عروس
جا کیا تخت شہادت پر جلوس

لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم
رکھدیا سر پر ہمارے کوہ غم

عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں
ایک لخت ہم کو گئے بس بھول یوں

عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا
حق الفت اور قرابت سب گیا

دعوۂ حب و قرابت کر گیا
خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق نہ تھا

بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا یوں
ساتھ اپنے لے گئے ہم کو نہ کیوں

گرچہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے کفش برداری میں رہتے شاہ کے
شاہ کو زیبا ہے کہیں نہ ہارو دی گو بہت خادم نہیں تھوڑے سہی

دربیان محرومی وندامت برحال خود حسرت مفارقت بزرگان ویاران طریقت واظہار غم جدائی ایشان

آہ واویلا دریغا حسرتا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا
صاف تھے جو چلدیئے صاف اور پاک
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار
نرگس وریحاں کو جا آہو چرے
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہوئے شہ پر نثار
گوہر مطلوب ہر اک نے لیا ۸
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
ہوگئے وہ محو نعمت اسقدر
آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں
دلکی دلمیں رکھ کے چپ رہتا ہوں میں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر قلم
عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں
گر نہ عاشق ہے تو سن عاشق کا ذکر
عشق کی باتوں میں ہے وہ زور فن
ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر
تا مزا دیویں مری باتیں تجھے
دلے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے

مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
مثل تلچھٹ رہگیا میں زیر خاک
بوم ویرانہ میں ٹکراتا رہا
زاغ نوحہ گر ہے خارستان میں
سگ ہے بہر استخواں کو پوئیں خار
اور شتریاں خار بن چرتے رہے
مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر
ہم سے دوں ہیں نفس کے ہاتھوں میں خوار
غوطہ خور ہیں بحر حرماں میں رہا
حال دل جس سے کروں اظہار آہ
خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
جو سنے میری مصیبت کے تئیں

پہنچا ہر اک منزل مقصود پر
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر
گھر کیا قمری نے شاخ سرو پر
ماہئ حق نے تو لی دریا کی راہ
جا ملا دریا سے آب سیل بار
دست شہ پر جا ملا شہباز پر
پر تھے جن کے سوئے بستاں اڑ گئے
حیف ہے صد حیف یاران طریق
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
دور ساغر وصل کے چلتے ہیں واں
تے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغینہ قدس سرہا

گمرہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں
دور کر کے ماسوا کا اس سے فکر
مردہ دل زندہ ہو اندر کور تن
گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر
عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے
غرق کردے بحر وحدت میں تجھے

راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجا کہ شاید بوئے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق

ساتھ والے چلدیئے ہیں رہگیا
رہگیا میں ہی پڑا بس دور تر
رہگیا سایہ کی جو نمیں خاک پر
جھاڑیوں میں لٹکی ہے چمگادڑ ادھر
موش سوراخ زمیں میں ہے تباہ
رہگئے مشکی کے اندر سنگ و خار
کھول پر کر گس پڑا مردار پر
مرغ بے پر لقمہ گربہ ہوئے
جا ہوئے دریائے مطلب میں غریق
جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ ۸
زہر پائے رنج ہم کو مل گئے
آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں
غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار
قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں
حضرت حافظ کی وصیت مجھ کو یاد
قصہ تحفہ کروں یار و رقم
حق سے ملنے کا سمجھ اسے راہ جو
گرچہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر
خشک مغز ونکا ہو جس سے دماغ
جمع کر کے رکھ مری باتوں پہ دھیان
کھینچ لیجا تجکو بوتا کوئے عشق
سننے سے بھی تخم خود بوتا ہے عشق

نہیں بہت عاشق کہ بے دیکھے جمال
بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید
کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول
دید تابع دل کے ہے نے دل تبع
حسن محبوبانہ عالم سر بسر
دید تھا اسکو تو دل ہوتا جو دل
اس سے زیادہ چاہیے تفصیل گر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
تا لگی اوصاف حق عاشق سنے
راحم و رحمان رحیم و برد بار
عاشق و معشوق محبوب جہاں
ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات
ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا
ہے منور باکمال و باجمال
لا و ہو دو نو نفی اثبات ہیں
تا کہ بخشد لا و ہو قوت ترا
کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
سب ہیں تیری عشق بازی کے مزے
ایک صد افسوس حسرت بے حساب
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ
کر تو پیدا دل میں اپنے درد عشق
گوش دل سے سن سری سقطی سے نقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

سوچ اس نکتہ کو کرکے دل جمع
عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر
چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل
آئینہ دل صاف کر اور کر نظر
سن کہ وصف اسکا کرے ہیں جاں نثار
دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے
رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار
طالب و مطلوب مرغوب جہاں
ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات
ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما
جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال
نافی غیر اور مثبت ذات ہیں
مے بردتا پردۂ عزت ترا
ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
اور امام اور اولیا اقطاب سب
وصل حق کی چارہ سازی کیلئے
ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب
مل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ
تا تپ غفلت کو کردے سرد عشق

یومنون بالغیب ہے مقبول حق
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر
گر ہے دل پر گل سے کم کب دل ہے وہ
سر کی آنکھیں دلکا پردہ ہے مقر
انبیاء اس واسطے آئے یہاں
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین
عالم الاسرار ستار العیوب
اول اور آخر وہی اور جزو کل
ہے وہ ظاہر باکمال استتار
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شان میں
فرد مطلق لا الہ الا ہو
کیوں ہے اس سے گمرہ غافل سدا
حق سے باحرص و ہوا تو کب ملے
حضرت آدمؑ سے تا آخر نبیؐ
وہ صفات و حال و خوبی جناب
تا کہ تو یہ دیکھ سنکر حال و قال
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر
مرکب تو بہ عصیانہ راہ لے
میل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک

سنکے پائی عشق سے بس گوشمال
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید
عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزول
یومنون بالعین ہے مغرور حق
عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر
عکس پر جو اصل سے مائل ہے وہ
کھول دلکی آنکھ سر کی بند کر
تا کریں اوصاف حق تجھ پر عیاں
خالق و رزاق و رب العالمین
غالب و قہار غفار الذنوب
ظاہر و باطن وہی معبود کل
ہے وہ باطن سخت و ظاہر آشکار
جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں
بیچگوں بیکیف روشن چار سو
لا و ہو کو کر تو ورد دل سدا
ترک جب لا کو کرے تب تو ملے
وصف حق کرتے چلے آئے سبھی
جس میں تصنیف ہو گئیں صد ہا کتاب
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک
جسکے سننے سے تجھے آوے کچھ عقل
ایک شب کی ہو کہ تھی غم سے بھری
نے رہا ورد وظائف اور نہ خواب

شروع داستان وبیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر / سب عبادت کا ہوا ویران گھر
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز / لذتِ سجدہ نہ کیفیت نماز
نے رہا ورد و وظائف نے درود / نے تہجد کی تلاوت کی نمود
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب / لیک کیفیت تھی اک دل میں عجیب
ہجر کی لذت کو عشاقانِ رب / وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب
اضطرابی اور بیتابی کا لطف / کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف
ذوقِ بیخوابی کا تو چاہے اگر / کوئی بیخوابوں میں کر اک شب گزر
چاہئے گر کیفیت سوز و گداز / خدمتِ عشاق میں رکھ تو نیاز
اضطرابی بیقراری کا مزا / جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو / عاشقِ بیتاب جانے ہیں نہ تو
درد سے نامرد کی نکلے ہے جاں / مرد کے حق میں حیاتِ جاوداں
۱۰ جو پڑے آتش میں ہو جلکے فنا / ہے سمندر کی وہی عیش و بقا
خون ہو فرعونیوں کو آب نیل / قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل
زخم گرز و تیغ و تیر آبدار / ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار
کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار / اس لئے عاشق کریں غم اختیار
خار میں گل گل ہیں گرد میں / غم میں شادی اور شفا ہے درد میں
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب / گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب
نیستی میں ہستی پستی میں علو / زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو
بیخودی و نیستی غم کی بہار / دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار
بے گھری و بے زری و بے پری / بیخودی و بیخودی و بے بری
نیستی و پستی و مرگ و فنا / ذلت و رسوائی و رنج و عنا
پوچھ رونے کا مزا یعقوب سے / کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے
سر کے رکھ دینے کا نیچے تیغ کے / پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے
جنگلوں میں ٹھوکریں کھانیکا لطف / اور پہاڑوں بیچ ٹکرانیکا لطف
زخم کھا کر خاک و خوں میں لوٹکر / جان دینا بے خطر باذوق تر

قبض ایسی ان کے دل پر آگئی / مہر عرفاں پر گھٹا سی چھا گئی
فوج بیتابی نے کر کے اژدہام / لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
تھی نہ بیہوشی نہ غفلت نہ نہار / لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
ظاہر اچھوٹا اگر ورد نماز / تھا مگر یوں میں عجب سوز و گداز
عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں / ایک سا لذت مزا دونوں میں لیں
لطف بیخوابی کا بیخوابوں سے پوچھ / حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
لطف بیخوابی کا ہے مطلوب گر / عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
کرتا ہے روشن دو چشم طالباں / سرمۂ گرد قدوم عاشقاں
لذت درد قلق رنج و بلا / وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
جانے کیا بیدرد لذت درد کی / درد رنج و غم غذا ہے مرد کی
زہر ماروں کو ہے گرچہ ممات / سانپ کے حق میں ہے پر آبحیات
سوزش خورشید شاخ تر کو دے ثمر / خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
نار ہو گلزار ابراہیم پر / لیک ہو نمرود پر قہر و شر
درد و غم ہے زندگی عاشقاں / مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقاں
جانتے ہیں عاشقان بیقرار / رنج میں گنج اور خزاں میں نوبہار
رنج میں راحت فقیری میں غنا / مسکنت میں سلطنت و بے غنا
رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور / ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور
موت میں جینا بقا اندر فنا / عاشق جانباز کو ہے بے عنا
خاکساری رنج و عبادت ناسزا / عاشقوں سے پوچھ ان سبکا مزا
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر / بے قراری انتظاری درد سر
لذت اور کیفیت ان سبکی ذرا / عاشقانِ باوفا سے پوچھ جا
سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ / لطف تن چرنیکا ذکریا سے پوچھ
آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ / درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
فرش سے تا عرش پھرنے کا مزا / پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
پوچھ سبکا شہیدوں سے ذرا / لذت و کیفیت و ذوق مزا

ہو کے بیجاں جاں فدا کرنیکا لطف
پوچھ جانبازوں سے وہ مرنیکا لطف

روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ
شمع سے جا موم کے جلنے کو پوچھ

ابر سے رونے کو خور کے سوز کو
باغ و اثمار جہاں سے پوچھ تو

گر بجی دل چشم تر ہووے نہ گر
باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر

عشق کی باتوں نے مجکو اے عزیز
کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز

عشق نے انکے کیا مجھ پر اثر
نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر

عشق کی باتوں کا سن کر شور و غل
خواب غفلت سے گئی بس آنکھ کھل

ہندوے شب کا جو گزرا حد سے جور
ترک خود اس کا ہوا قاتل بزور

اٹھ وضو کر کے بصد عجز و نیاز
کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز

چل کہیں موقوف ہوتا یہ ملال
گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال

آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا
دربدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا

گذراتا بازار میں ہو غم بسر
اور دل مضطر تھا جوں کوزہ میں شر

ہو گیا صحرا میں تسکیں کے لئے
اور اٹھے دلسے بگولے آگ کے

گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ
اور غم کا آپڑا سر پر پہاڑ

جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب
تھا ترقی پر جلن اور اضطراب

غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار
بے ہوائے وصل کب یار گلعذار

ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار
باغ میں ہووے اگرچہ سو بہار

دیدۂ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار
بے نظارہ نرگس بیمار یار

ہو فغاں بیدل کے دلسے دور کب
تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب

جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار
کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار

مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو
دلمیں آیا چل بیمارستان کو

دیکھ کر ہمدرد و ہم موضوں کا حال
ہو دل غمگیں مرا شاید بحال

جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب
غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب

آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک
مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک

ہو گئے اوصاف جو سب رنگ برنگ
اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ

پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا
خاک میں ملنے سے کیا نم کو ملا

سیم و زر کے خاک میں رلنے کو پوچھ
کیمیا سے مس کے جا جلنے کو پوچھ

گریۂ ابر اور سوز آفتاب
باغ عالم اس سے ہے با آب و تاب

عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر
گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر

سربسر مجکو اسکی حالت میں چھوڑ
عشق مجھکو لیگیا کس طرف موڑ

ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر
جس طرح ہو آہو پیش شیر نر

یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات
یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات

الغرض کی رات اس طرح بسر
ہو گئی جب صبح ظاہر سربسر

صبح کا جسدم ہوا روشن چراغ
نکلا چل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ

چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم
اضطرابی اور بیتابی و غم

ماہ کی جوں کو بگولا گھر بہ گھر
شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر

گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی
تھی زیادہ اور دل کو بیکلی

سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب
جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب

اور مزار اہل دل پر بھی گیا
پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا

آتش درد فراق بیدلاں
کب بجھے بے آب وصل دلبراں

کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب
جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب

ہووے کب قمری کا کو نہ غم دراز
گلشن و گلزار سے بے سرو ناز

جائے کب عاشق کے دلکا پیچ و تاب
ہو نہ گر زلف صنم کا سایہ یاب

لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو
تا نہ وہ ہم بستر جانانہ ہو

الغرض تدبیر کیں میں سو ہزار
پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار

کیونکہ یوں ہیں بھی جو بس بیمار دل
دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل

نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل
جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل

ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار
جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار

جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار
فرق کیوں ہوتے بہتر آشکار

گر کریں اوصاف کو اپنے صاف
پھر رہے کا ہمکو ایسا اختلاف

آخرش دلمیں یہ اپنے ٹھان کے
جا کے دار دغہ سے ہیں اس کے کہا
تا کہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹک
دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی
دیکھ کر احوال اہل ابتلا
کوئی کو لھے اور کراہتا ہے کوئی
کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب میں
شور ہا بلبل نمط نالاں کوئی
کوئی بیکر دار دنے تلخ فراق
سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی
ہو تپ ولرزہ سے کوئی بیقرار
ہو گئے مرض لا دوا سے بے اماں
دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب

رجوع بقصہ وکیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ

باادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی
غنچہ دل میرا کچھ بارے کھلا
صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی
کوئی حیراں، کوئی پیچ و تاب میں
مثل بسمل خاک میں غلطاں کوئی
زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق
تابش دل سے رکھ آہوں کی روی
پی رہا ہے شربت زار و نزار
جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں
ہو گیا موقوف میرا اضطراب

بعد ازاں اسنے دیا جو در کو کھول
دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار
کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ
ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک
کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار
اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل
درد سر پہ کوئی بیتابی کا لیپ
کوئی پیچش سے نشہ کی ہو تباہ
زندگی سے ناامید ہو کر بہوش
غنچہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار

در پہ جا نکلا بیمارستان کے
کھول در بیمار خانہ کا ذرا
ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹک
کھل گیا گویا در دل بے غلول
کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار
کوئی کہتا ہے کہ ہوں باحق تباہ
مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک
زخم دل پر مرہم تصویر یار
کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل
کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کھیپ
گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ
کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش
گلشن بیمار خانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ وبیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر
چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم
چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز
بیٹھی ہے ایکطرف کو جوں شیر مست
قید میں بھی تھی یہ اس پر آب و تاب
دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب
دیکھ یہ الفت بھری صورت مہیب
اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں
دست بر دل نغمہ خوش بر زبان

دیکھتا کیا ہوں کہ اک رشک قمر
قامت اسکا گلبن باغ حرم
خال اسکا تخم شوق پاک باز
دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست
کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب
کھا تا تھا نار نظر سو پیچ و تاب
ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب
شاخ طوبی اسے ہی لپٹا سانپ جوں
عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں

تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز
زلف اسکی دام راہ سالکاں
بیٹھنا اسکا وہ باحسن و وقار
دیکھ کر کے حسن کی جس کے بہار
تھی دو آنکھیں اسکی جوں روشن چراغ
بوئے خوش اس سے مرے اندر دماغ
اور دو مضبوط لوہے کے کڑے
مجکو جو دیکھا تو اسنے اس گھڑی
روئی اور درد کرکے بھر کر آہ سرد

باالباس خوب و زیبا اک کنیز
لعل لب اسکا ہے جان تشنگاں
چرخ کو دیتا ہے پھر جیسے قرار
نرگس و آئینہ تھے حیران و زار
ذوق مستی سے کہ تھے اندر دماغ
پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ باغ
مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے
دی لگا آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی
چند شعر اسنے پڑھے باسوز و درد

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر
ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ
کیا خطا اس بیخطا نے کی کہو
کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے
ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے
جملہ زنداں چونکہ در زنداں شوند
قید آب و گل میں آدم کو کیا
بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ
تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں
حرص جو قید قناعت میں ہو بند
بخل کو اندر سخاوت کے چھپا
بند یاد مرگ میں کر طول امل
کر تواضع میں تکبر کو تو بند
عشق حق میں بند کر تو حب غیر
کر خودی کو تو خدا میں محو نیک
تاکہ ہوان کو بایں قید نکول
بند کرکے تاکریں اسکا علاج
جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا
اے مسلمانوں نہیں مجنون میں
سنکے اس سے ظاہری بیہودہ قال
نقل ہے جانتے تھے موسیٰ طور پر
کر رہا تھا یوں بصد زاری و آہ
ہے کہاں تو جلوہ کر بتلا مجھے
راتدن میں تیری خدمت میں رہوں
تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں

پڑ تا تھا دل پر سرے جوں تاب خور
بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ
قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو
ہے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے
اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے
متقی و زاہد و حق خواں شوند
جوہر انسان جب ظاہر ہوا
تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ
تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں
ہو غنا قلبی وہی اے ارجمند
تا حبیب اللہ ہو تو بر ملا
تا رہے اکرم نہ تو بے نیک عمل
تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند
تا ہو باغ وصل حق میں تجکو سیر
تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک
گوہر مقصد زر مقصد حصول
تا صحت پر ہووے ٹک اسکا مزاج
رو پڑی اکبار اور سر کو دھنا
اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں
ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال

تا لبش بُربی دلسے اس کے میں
پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا
کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو
بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز
اسکے مالک نے کیا بند اسلئے
طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند
نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند
کان میں جب قید ہوویں زر و سیم
نفس سگ زنجیر تقوی میں ہو قید
طمع کو محو توکل کر شتاب
بولنے کو بند چپ رہنے میں کر
حلم میں حق کے چھپا تو عجب کو
کور یا کو محو تو اخلاص میں
کر صفات حق میں گم اپنے صفات
اسلئے درویش فقرا ہوش مند
اسکے مالک نے بھی اس امید میں
ہووے شاید عقل و ہوش اسکا بجا
دردناک اک کھینچکر کے دل سے آہ
سمجھو تم موسیٰ کا چرواہا مجھے
یونہی تجکو بھی دیوانی جان کر

تمثیلاً بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں
چیلیں میں تیر بلیئے اچھی سیلوں

ہے بتا کس جا تو اے جان جہاں
خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے
ڈھونڈ کیڑے ونکی تری ماروں جوئیں

جانا یہ اتنی ہو سبب سبب یہ وجہیں
کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا
ابر میں کیسے چھپا یا ماہ کو
تھی یہ ایک مولیٰ کی شائستہ کنیز
تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اسے
عالم و دانا ہو تا اور ہوشمند
شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند
پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم
آہو عرفاں کو جب کرتا ہے قید
تا بجب اللہ کا پاوے خطاب
ہمکلام حق سے ہو تو تا اے پسر
ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو
تا ہو حق کے بندگان خاص میں
ما سوا سے پاوے تو تاکہ نجات
چلہ عزلت میں ہوویں آپ بند
اس کنیزک کو کیا ہے قید میں
تا نفع لے اس سے وہ بے انتہا
بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ
جس کے دلسے بیخبر موسیٰ رہے
کردیا قید اور نہ لی دلکی خبر
ایک چرواہا پڑا راہ میں نظر
اے رحیم والے کریم والے الٰہ
تاکروں قربان تری خدمتیں جاں
اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے
اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

۱۳

ہو اگر بیمار تو اے کردگار
جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار

ہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے
کرکے خدمت خوب دوں راحت تجھے

پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو
اور کروں سونیکو بستر رات کو

اے مرے رب جاں مری تجھ پر فدا
اور سب اولاد گھر بار مرا

ہے کہاں تو تا تری خدمت کروں
سیئوں ہر کپڑے تیرے اور بخیہ کروں

دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر
دودھ گھی لاؤں ترے شام و سحر

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر
اور بہت گھی دہی مسکہ پنیر

لاؤں میں تیار کر آگے ترے
روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے

اور کا ہرگز نہ کھانے دوں طعام
اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مدام

رنج و غم ہرگز تجھے ہونے نہ دوں
تیری راحت کے لئے محنت بھروں

تیری خدمت سے نہ ہو فرصت مجھے
میری خدمت سے ہو نت راحت تجھے

اے خدا تجھ پر ہو قرباں میری جاں
اور سب بکریاں اور خانماں

اسطرح بیہودہ کہتا تھا شبان
پوچھا چرواہہ سے موسیٰؑ نے کہ ہاں

کسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا
بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا

اور کئے جس نے زمین و آسماں
عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں

اور کئے جن و بشر اور دو جہاں
ہے اسی سے غرض یہ میری بجاں

بولے موسیٰؑ ہائے تو نے کیا کیا
ہو گیا کافر مسلمان کب رہا

ہے یہ کیا بیہودہ ہذیان کفر و جہل
بند کر منہ کو سمجھ اسکو نہ سہل

اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو
ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو

کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ
کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ

کھانا پینا پھرنا تیرا ہے کام
اور یہ کب خورشید کو زیبا ہے کام

گر نہ روکا اس سخن سے حلق کو
آگ آکر پھونکدیگی خلق کو

گر کہے تو حرم کرتے ہیں سبھی
آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی

گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں
ہو گیا کیوں دل سیاہ مردودیاں

جو تو جانے ہے کہ عالم ہے خدا
پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا

دوستی بے عقل کی ہے دشمنی
ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی

کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو
یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو

جسم و تن حاجات بشری تو قرار
دیتا ہے اندر صفات کردگار

کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم
کپڑا وہ پہنے کہ ہو جس کے جسم

وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما
چیلہ پہنے جو کہ ہو محتاج پا

وہ منزہ ذات حق دانا ہے راز
پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز

بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو
صفت اسکی صفت حق ہیں بات ہو

اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا
اس طرح کی گفتگوئے ناسزا

نے کہ در حق جناب کبریا
بے بدل بے مثل بیچون و چرا

اولیا کو کہنا بے ادبی کی بات
دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مات

گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ
گرچہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ

وہ کریگا قصد تیرے قتل کا
گرچہ ہو خوش خو حلیم و پارسا

فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح
مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح

ہاتھ و پا ہیں ہمکو آسائش تمام
اور خدا کے حق میں آلائش تمام

لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا
ہے وہ خالق والد و مولود کا

ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو
جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دو

کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے
خلق ہے اور خالق اسکو چاہیئے

بولا چرواہہ کہ تم نے یا نبیؑ
سی دیا منہ میرا لب پر مہر کی

اور پشیمانی کی آتش سے بھلا
جان و دل میرا دیا تم نے جلا

کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آہ
پھاڑ کر کپڑے لیا جنگل کی راہ

بیخود و سرمست با آہ و فغاں
نالہ و زاری ہوا کرتا رواں

عتاب الہی بر موسیٰ علیہ السلام در مقدمہ چرواہہ

آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا
میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا

میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو
یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو

ہو سکے جینک نہ لے نام فراق
رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق

ہندیوں کی اصطلاح ہند مدح
سندیوں کی اصطلاح سند مدح

حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم
حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم

حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد
حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد

نے کیا میں حکم تا لوں فائدہ
بلکہ سو بخشش کروں بندوں پہ تا

میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قفل کو
دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو

ہو زباں یا دل حقیقت یا مجاز
چاہتا ہوں سب سے میں سوز و گداز

موسیا آداب والے اور ہیں
اور سوز و تاب والے اور ہیں

گر گناہ انسے ہو مت عاصی کہو
جو ہو ابر خوں شہید اسکو نہ دو

گم ہو سمت قبلہ جب کعبہ میں ہو
پا برہنہ غم ہے کیا غواص کو

ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں
ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں

معنی دو ہوں اور ہو وے بات ایک
ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک

حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار
حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار

پس بری ہے پاک و ناپاکی سے ہم
اور اگر انجانی و چالاکی سے ہم

انکے کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک
بلکہ وہ خود آپ ہو جاتے ہیں پاک

دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز
لفظ بیجا سے زباں ہو گرچہ باز

دل میں اپنے عشق کی آتش لگا
سر بسر فکر عبادت کو جلا

سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج
کان ویراں پر نہیں عشر و خراج

ہے وہ خوں پانی سے افضل بے شبہ
سو ثوابوں سے ہے بہتر یہ گنہ

رہبری مت ڈھونڈ سر مستوں سے تو
جامہ چاکوں کو نہ کروا تو رفو

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا
عاشقاں را مذہب و ملت جدا

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چرواہہ

یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا
پیچھے چرواہے کے دوڑے بر ملا

اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے
تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے

15

رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا
مژدہ دیگر اس سے موسیٰ نے کہا

اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ
جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ

اے معاف یفعل اللہ ما یشاء
بے محابہ تو زباں کو کھول جا

مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے سر پے
اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے

کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب
شہد وحدت نے کئے ہیں بند لب

ہو گیا ہے تجھ کو اب حکم خدا
کھول تو اپنی زباں کو بر ملا

کفر تیرا دین ہے اور دیں نور جاں
تیری برکت سے ہے عالم میں اماں

بولا اے موسیٰ نہیں ہیں وہ رہا
ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا

پا گیا میں گو مگو کی بات کو
آفریں تجھ کو ہو تیری بات کو

حالکو میرے کہاں پہنچے کلام
اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق
لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق

ہو سکے کب بند عاشق کی زباں
گرچہ بھید اس کا نہاں ہیں مرد ماں

جبکہ سمجھیں انبیا کم راز عشق
کسطرح ہوں عام پھر ہمراز عشق

بے کئے معلوم میرے دل کا بھید
کر دیا مجنوں سمجھ کر مجھ کو قید

ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست
لیک ہوں میں اپنے مستانہ کی مست

رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں
سب سے غافل اسی سے پر آگاہ ہوں

عشق سے اسکے ہوں میں مست و خراب
مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب

لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش
وہ ہی بر لاتا ہے اب مجھ سے خروش

ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ
شمع روئے یار کی پروانی آہ

مست ہوں پر دل مرا ہشیار ہے
جان آسودہ مگر تن خوار ہے
ہوگیا البتہ یہ مجھ سے گناہ
جان کی خاطر کیا تن کو تباہ

ہے گناہ بس یہ کہ میں رکھتی ہوں چاہ
غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ
اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ

عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر
تن بدن سے ہوگئی ہوں بیخبر
شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیان
اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں

آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال
نوچتی ہوں اس لئے میں سر کے بال
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار[1]
پھوڑتی ہوں سر کو دیوار و نسے مار

چہرۂ گلگوں کا اسکے کر خیال[2]
ہیں طمانچوں سے کروں ہوں منہ کو لال
خنجر ابرو کو اس کے یاد کر
کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر

یاد کردہ خال روئے گلعذار
داغ دلسے ہوتی ہوں باغ و بہار
چشم میگوں[2] اسکی جب یاد آگئیں
جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھرا گئیں

نوک مژگاں[4] کا خیال ہو اسکے جب
سینہ چھن چھن کر مرا چھلنی ہو سب
یار کے شیریں[5] دہن کو یاد کر
نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر

یاد آویں جب در دندان یار
گوہر اشک اسپہ کرتی ہوں نثار
ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب
تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب

یاد کر کے قد و قامت[6] یار کا
کرتی ہوں شور قیامت کو بپا
یاد کر کے دلبری[7] کی چال ڈھال
خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال

دور ساغر[8] یاد کرئے یار کا
زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ
کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیان
کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں

یاد آوے جب سراپائے صنم[9]
جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم
یار کی ہمبستری کو یاد کر
لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر

کرد و دندان لب خنداں کو یاد
گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شاد
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے
عقل سے یکلخت بیگانی مجھے

۱۶ کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے
کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے
حال زار من نمی داند کسے
ہستم اندر آتش غم چوں خسے

حال سے میرے کوئی واقف نہیں
ہوں میں اندر آگ کے جیسے روی
ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک
ناک والا ہو کئی نکٹو میں ایک

اسکو سب نکو بنادیں سر بسر
عقل و ہوش اسکا اڑا دیں سر بسر
گرچہ اپنے کام میں عاقل ہو نمیں
خلق کے نزدیک پر جاہل ہو نمیں

جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم
سنکے ہنسدیتا ہے مجکو یک قلم
نے مرا غمخوار نے مونس کوئی
کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من
اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں
کب یہ میرے واقف اسرار ہیں

جسمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ
ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ
اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد
ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد

درد کا میرے نہیں کرتے علاج
کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے دماغ
بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج
وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج

جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار
کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک
جائے مرہم زخم پر چھڑکیں نمک

ہے یہ کس حکمت میں درمان بخار
دیں ٹھنڈائی کی جگہ دارو ئے حار
تشنگی بجھنیکا کا کیا یہ بھی ہے راہ
جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ

ہے کوئی آتش بجھانیکا یہ کھیل
ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل
بے مروت یہ کہیں تم نے سنی
دوستی کی جا کرے جو دشمنی

[1] مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سوری کہ سالک از کیفیت آں طلاع می شود [2] مراد تجلیات کہ در بیخودی و خواب میشوند ۱۲ [3] مراد صفت بصیری للہ تعالی نظر و عنایت بر لالیان خود [4] مژگان مراد اشارت الہی باقی صفحہ آئندہ پر

جانتے ہیں درد عشق اس سے ہو دور ۔ اور ہے میری زندگی اسمیں ضرور
درد جاناں کسطرح چھوڑوں بھلا ۔ زندگی ہے کیسے منہ موڑوں بھلا

مایۂ راحت ہے مجکو اس کا غم ۔ مونس وحشت ہے مجھ کو اسکا غم
درد کی میرے دوا ہے اسکا درد ۔ اور تپ ہجراں کی دارو آہ سرد

عشق جان محرم ہے میریجان کا ۔ زخم غم مرہم ہے میری جان کا
عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جانکی ۔ دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی

برو ہے درد عشق سے جو جام دل ۔ ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل
گریۂ آنکھوں میں ہے زخم انتظار ۔ دھوتی ہوں انکو نسے اسکو بار بار

میں نہیں مجنوں ہوں بس ہوشیار ۔ آتا ہے طعنہ جنوں سے مجکو عار
پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں ۔ جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں میں

ہیں مسخر میری عقل و فہم عام ۔ اور جنوں میرا ہے اک ادنیٰ غلام
مانند نم در قید زنجیر جنون ۔ بہ کہ باشم اہل عقل و دو فنون

شیخ نے جو نکتۂ تحفہ سنے ۔ عشق کے دل میں دُر تحفہ چنے
درد کی سن گفتگو غش کر گئے ۔ جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے

دل جلا سن گفت دل آویز کو ۔ دی اجازت اشک گوہر ریز کو
تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی ۔ دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی

یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا ۔ اُسکے وصف نیر ہے یہ رونا ترا
اسکو پہچانے اگر تو نیک بخت ۔ یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت

اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بتا ۔ نور ہے یا عقل ہنس نیرا بجا
گر بہ بینی یک نفس حسن و درود ۔ اندر آتش افگنی جان دو جود

اس کے وصفو نیر ہو جب عالم فنا ۔ عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا
جان و دل دیں جب مجازی عشق میں ۔ کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں

اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال ۔ تاکہ ہو معلوم جانبازی کا حال

حکایت بطریق تمثیل

نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے ۔ جو بصورت پاک طینت نیک پے ۱۷

صورت و سیرت میں بس کامل تھا وہ ۔ خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ
حسن کا اس کے کروں میں کیا بیاں ۔ تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشاں

پڑھتا تھا اک میر کے مکتب میں وہ ۔ تھا پڑھا ذہن و ذکا میں سب میں وہ
میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں ۔ شکل و صورت میں تھا یکتائے زماں

گلبن نو حسن کے گلزار کا ۔ آشیانہ طائر انظار کا
ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں ۔ میر کے لڑکے کی اور اسکی بجاں

شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر ۔ ایک دم رہتا نہ بے ابن امیر
ناگہاں اک روز امیر بوفاق ۔ آ گیا مکتب میں حسب اتفاق

حال سب لڑکوں کا پوچھا آن کر ۔ آخر اس لڑکے کو مفلس جان کر
حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا ۔ اور معلم سے یہ مضمون کہہ دیا

یعنی ہو گی آخرش اے اہل بر ۔ صحبت اسکی میرزادے کو مضر
الغرض استاد نے مجبور ہو ۔ جا کہا درویش کے فرزند کو

کہنے سے استاد کے ہو چشم تر ۔ اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر
پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں ۔ ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبوں

تھی نہ اسکو کوئی بیماری شاق ۔ کھا گیا تھا میرزادے کا فراق
آتش فرقت میں اسکے روز و شب ۔ جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب

عاشق دلکو تھا نہ شب سونا تھا وہ ۔ خون دل پیتا تھا اور رونا تھا وہ
کھانے پینے نے دیا اسکو جواب ۔ خواب و راحت نے کیا آرام خواب

(صفحہ گذشتہ سے آگے) بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲ ؎ ۵ دہن مراد صفت متکلمی و اشارت الٰہی است ۱۲ ؎ ۶ مراد صفت معبودیۃ و سزاوار پرستش ۱۲

؎ ۷ مراد جذبہ او معشوقی عاشق را ۱۲ ؎ ۸ ہر چیز کہ دراں چیز مشاہدہ انوار غیبی داد ایک معانی می کنند ۱۲ ؎ ۹ مراد جامع جمیع اسماء و صفات ۱۲

بھوک زیادہ ہو تو کھا دل کے کباب　　پیاس غالب ہو تو دے آنکھوں سے شراب
حالکو اس کے کوئی اگر پوچھتا　　ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر　　اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر
جا مری جانب سے یوں اکبار کہہ　　کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا　　تیری الفت میں مرا دل پھنس گیا
جان لے القصہ میرا بیگماں　　جسم تڑپے ہے یہاں اور جاں وہاں
میر کا لڑکا یہ سن کر ناز سے　　بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے
گر ترا دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب　　بھیجنے میں کون چیز حائل ہے اب
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا　　میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا
بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ　　اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا　　حسب فرمودہ پسر اندر گیا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال　　اور زمیں پر ہے پڑا وہ نونہال
۱۸ اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا　　میر کے لڑکے نے پھر سنکر ذرا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ　　ہو گیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ
دیکھے دل آرام اس کو ہو گیا　　جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا
سنتے ہی خادم گیا واں جلد تر　　اور اس جاندادہ کی لایا خبر
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا　　سانپ کے کاٹے کے جوں چپ سو گیا
ہو گیا وہ جاں بحق تسلیم آہ　　سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب　　چلگیا جب تیر ہٹ سکتا ہے کب
لیکے مسکین نے اشارہ دلربا　　دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا
دلدیا لاکھوں خریدے ہیں دماغ　　اک کلی دیکر لیا پھولوں کا باغ
خلق دے مخلوق پر جان بے عنا　　عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا
شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا　　عاشقانِ حق نہ ہو کیونکر فنا
حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار　　حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار
گوی شو میگر دید پہلوئے صدف　　غلط غلطاں در خم چوگان عشق

نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول چال　　غم کے کوئیں پڑا رہتا نڈھال
اندر اندر کھا کے رنج یار سخت　　رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو　　یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
آ کے خدمتگار نے بعد از سلام　　میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام
تیری فرقت میں ہوا بیمار میں　　اب کوئی دم کا ہوں مہماں یار میں
لوٹکر کے میرزادے کا غلام　　آیا اور بیمار کا لایا پیام
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر　　کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر
دل ترا رہتا ہے گر مجھ بن اداس　　بھیجدے تا کیوں نہیں دل میرے پاس
سن کے عاشق نے پیام دلربا　　ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور　　جلد رکھنا میرزادے کے حضور
جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا　　اور زمیں پر اک طرف لڑکا پڑا
وہ طباق اسجا سے جلدی سے اٹھا　　میر کے لڑکے کے جا آگے دھرا
اس طبق کو دیکھا جو رومال اٹھا　　دل تڑپتا پایا اس میں بربلا
وہ تو دل کو دیکھ کے راحت پا گیا　　دلکو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر　　جا کے اس جانباز کی لا تو خبر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا　　جانکو جاناں پہ قرباں کر گیا
عشق اپنا کام کر کے چل گیا　　گلبن نو ہائے گل میں مل گیا
اپنے کہنے سے پشیماں ہو کے وہ　　ہو گیا بیہوش بس رو رو کے وہ
عاشق صادق تھا اور اہل کمال　　دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال
اک اشارے میں دیا دل بے خلل　　کر گیا اس شعر پر گویا عمل
جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال　　کیوں نہ مٹے جاں عاشقان ذوالجلال
عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم　　کیوں نہ ہوں مجنوں ہیں اسیر یکقلم
حسن یوسف پر زنان مصر مست　　ہو کے کاٹیں جائے لیموں اپنے دست
عاشقان صورت وہم و خیال　　کب ہوں مثل عاشقانِ ذوالجلال
عشق حق میں تو جو دے اک جانکو　　پاوے بدلا دس سے لیکر سات سو

عشقہائے کز پئے رنگے بود   عشق نبود عاقبت ننگے بود
تھرتھرا کر گر پڑی بے ہوش ہو   آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو
شیخ نے اسکو پکارا اے کنیز   بولی لبیک اے سَرِیِّ باتمیز
نام جو لیتی ہے میرا بر ملا   مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نرد   آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو   پر بتا ہے کون تیرا ماہرو
کونسے محبوب کی عاشق ہے تو   کونسے مطلوب کی شائق ہے تو
کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ   ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ
کونسے ہے سرو قد کی پائمال   عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی   گیند کی جوں ہے جو غلطاں ہر گھڑی

حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک   کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش   پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
یوں کہا پھر شیخ نے اے باادب   کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں   اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
کھل گئے سب دل میں اسرار جہاں   ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ   کونسے بت نے تری ماری ہے راہ
کونسے دلدار پر مائل ہے تو   کسکی تیغ ابرو کی کمال گھائل ہے تو
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب   ہے تو کس چاہ ذقن میں غرق اب
پیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو   ہے نشہ میں پیچ بتا کس نل کے تو
کونسے شمشاد کی قمری ہے تو   کونسے آزاد کی قیدی ہے تو

کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا   کون ہے محبوب تیرا گل بتا

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق ومحبوب خود راکہ محبوب من معبود برحق وقادر مطلق است

عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں   ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور   حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور

19

عشق سے پر جان جسنے کی مجھے   یاد میں اپنے بہر مو کی مجھے
مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا   نور عرفاں سے مرا دل بھر دیا

خالق کونین پر عاشق ہوں میں   مالک دارین کی شائق ہوں میں
دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہوں میں   اپنے اسجاں بخش کی مردہ ہوں میں
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز   اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
اپنے اسیر آب سرد گل ہوں میں   گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں میں
جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ   جسکی یکتائی کا شہد اللہ گواہ
ہے وہی معبود برحق میرا دوست   ہے وہی موجود مطلق میرا دوست
ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب   جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب
جسکی پی کر کے مئے حیرت زمین   ہے پڑی بدمست بیجان و خریں
جسکے جام عشق سے ذرات مست   فرش تلے عرش موجودات مست
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور   ہے اسی کی پرتوہ کا سب ظہور

دلربا جسنے دیا دل اس کو میں   آپ کو چھوڑ آ گئی مل اس کو میں
اپنی ہستی بخش پر ہوں میں فنا   میری ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
اپنے ہوں افروختہ پر سوختہ   اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب   جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
ذاتِ برحق بادشاہ بیبدل   فرد مطلق لایزال ولم یزل
ہے مرا محبوب سر کن فکاں   جان عالم جان جاں روح جہاں
ہے مرا معشوق وہ بلا شبہ شک   عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک
ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور   آدم و جن و ملک حور و قصور
ہے وہی دلبر مرا وہ ہی حبیب   اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب
حسن محبوبان عالم سر بسر   عکس حسن حق ہے یوں خود سنگ پر

جس برانداز وہ ہے یہ خوبی خلق
عکس محبوبی ہے محبوبی خلق

سایہ اپنے اصل کو جب چلگیا
خاکمیں عشق مجازی رل گیا

سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا
عشق حقیقی اسکو حاصل ہوگیا

یعنی جب معشوق اسکا مرگیا
بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا

چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے
عشق تھا جسپر کہو وہ کیا تھی شے

پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا
رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا

اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق
چھوڑ دریا کو ہوا قطرہ میں غرق

آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب
اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب

عشق بر مردہ نباشد پائدار
عشق را بر حی و بر قیوم دار

عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار
زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار

ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے
شکل ہستی ہے و لے نابود ہے

غیر حق کب ہے وہ ہے موجود یار
اول و آخر نہان و آشکار

۲۰ احول کو دور کر کے کر نظر
ہے وہی خورشید ہر جا جلوہ گر

شمع گر لاکھوں تجھے آویں نظر
ایک ہی جب نور ہر جا دے نظر

آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ
عقل جزوی اس تکثر سے ہے دنگ

دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا کہ سو
ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو

یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے ہیں نہ تو
ہے وہی نور منزہ چار سو

اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں میں
ہے یہی بہتر کہ چپ رہتا ہوں میں

قطرہ میں دریا سماوے کس طرح
ذرہ میں خورشید آوے کسطرح

اڑ گیا جب زر ہوئی ظاہر مسی
اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہنسی

ہووے گر عاشق مجازی کو کچھ عقل
ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل

جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز
تب حقیقی عشق میں کر ترک و ناز

ہوگئی باہر بدن سے روح جب
ہوگیا عشق مجازی سرد سب

پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا
جس پہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا

کھلگئی جب آنکھ تب فریاد کی
عشق ناقص میں عمر برباد کی

دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر
غش کیا اور کی نہ سورج پر نظر

جب خیال ماسوا باطل ہوا
عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا

عشق زندہ در روان و در بصر
میشود ہر دم ز غنچہ تازہ تر

عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر
دل میں اور آنکھوں میں با صد کر و فر

بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر
ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر

ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک
دو۲ نظر آنے میں احول کو ولیک

ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور
گرچہ زنگار نگ ہے ان کا ظہور

ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک
عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک

پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر
حق کے اسماء و صفات ہیں جلوہ گر

وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو
وہ بھی ہے ناچیز اے امداد جو

ذرہ کہ ۲دو نہ پڑھ اور دو۲ نجان
جان اسمیں آپکو محو نہان

ہے ہمائے وحدت اب پرواز پر
آوے کب دام سخن میں اے پدر

بادا اندر مشک آسکتی ہے کب
آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب

کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ
نور میں ظلمت کو ہو کسطرح راہ

شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن
رہ گئے حیران و ششدر بے سخن

رجوع بقصہ

سکے اس سے بلبل میٹھے کلام
قند وحدت سے ہوئے شیریں کام

یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا
روئی اور رکھ ہاتھ یہ دلبر کہا

بعد ازاں اک ادھر کو گر پڑی
شیخ نے جانا گئی مر اس گھڑی

دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ
اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ

کر کے اس سے گوہر معنی بگوش
شربت توحید کو بس کر کے نوش

جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ
بند مجھ آزاد کو بس کر دیا

ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے
چند شعر اپنے مناسب حال کے

صاحب بیمار خانہ سے کہا
پھر حق کر اس دلبہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ — آہوئے صحرائے وحدت کو تو چھوڑ
قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو — تا ترے برلادے حق امید کو

کرتو آزاد دو عالم کو آزاد — دوجہاں میں تاکرے حق تجھکو شاد
سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ — انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ

پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں — اب چلی جاتیرا دل چاہے جہاں
عرض کیا تحفہ نے اے والا گہر — میرے جانب کاٹھکانا ہے کدھر

قید میں ظاہر کی ہیں کیا قید ہوں — قید باطن کی ولے پابند ہوں
شہر معنی ہو نہیں آزاد دو کون — بند کرسکتا ہے اب مجھ کو کون

طوق زنجیر اور یہ زنداں میرے اب — اک اشارے میں فنا ہوتے ہیں سب
کیا نہیں تم نے سنا ہے خوشخصال — قید میں منصور کی فوت کا حال

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

قید میں جسدم کیا منصور کو — فانی حق غرق بحر نور کو

ساتھ اس کے تھے تین سو اور چند — اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند
بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ — تم اگر چاہو تو دو میں سبکو چھوڑ

یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو — کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو
یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس — قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہراس

ہاں اگر چاہو تو دوں ہیں تمکو چھوڑ — اک اشارے میں تمہارے بند توڑ
پھر اشارہ جو کیا انگشت سے — بند دست و پا سے انکے گر پڑے

قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص — بند اور زنجیر سے بالکل خلاص
عرض کی سب نے کہ اے شیخ بلند — کس طرح جائیں در زنداں ہے بند

اور ہیں درباں دروں پہ مستعد — پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد
یوں کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر — کہہ کے یہ اور کی سوئے زنداں نظر

شیخ کے کرتے ہی زنداں پر نظر — ہو گئے پھٹکر کے دیوار و میں در
پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل — اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل

بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر — یوں کہا جاتا ہے مجھ کو دار پر
ہے مرے سینہ میں اک سر نہاں — دار پر جاکر کروں گا میں عیاں

۲۱

بعد اس کے حکم سے دل دار کے — ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے
اس طرح میں بھی ہوں حکم حق میں بند — امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند

میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند — کردیا ہے بند میں بندہ کے بند
اس مرے محبوب نے کردی مجھے — اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے

اس کی مرضی پر رہونگی دلسے بند — ہو چلا میرا یہاں گر بند بند
گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی — ورنہ صابر ہوں نہیں گھبراؤنگی

شیخ سری نے کہا ہنسکر کے یوں — ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوفنوں
اس سخن سے ہوگیا اب آشکار — میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز — کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز

تاجر دل خستہ سینہ سوختہ — پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ

آگیا باہر سے اندر ناگہاں — جانب زنداں بندی بے اماں

آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا — ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا
پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سری — سنکے یہ خوش ہوگیا وہ اس گھڑی

شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا — فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا
بولا برکت سے دعا کی ان کی اب — مشکلیں آسان ہونگی میری سب

بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر — رکھدیا پھر شیخ کے پاؤں میں سر
شیخ بولا ہوش کر اے باتمیز — مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز

ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار — شاہ معنی کو کیا ہے وخوار
لائق تعظیم پر تو ہو ستم — اور ہو نا لائق معظم محترم

ابلہاں تعظیم مسجد می کنند — در جفائے اہل دل جد می کنند
کب سے مسجد جز درون اولیا — کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کبریا

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز
باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز

ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار
خار کو جانے ہیں گل اور گل کو خار

چاہ کو جانے ہیں راہ اور رہ کو چاہ
شاہ کو مسکیں کہیں مسکیں کو شاہ

نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک
ایک کو سمجھیں ہیں سو اور سو کو ایک

غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم
نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم

خوار کو سلطان سلطاں کو ذلیل
دانا کو ناداں اور ناداں کو عقیل

سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل
اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل

عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں
اور جو ہیں مجنوں انہیں عاقل کہیں

خلق جسکو جانتی سردار ہے
پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے

اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل
ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل

اس کنیزک کو کہ ہے سلطان جان
کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان

کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار
کیوں کیا اس آئینہ کو پر غبار

جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی
خاک میں زر کو ملاتا ہے کوئی

کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا
قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا

گر بیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو
اول اور آخر سے یکسر مو بمو

حال کیا کیا رکھتی تھی اور کیدھر رجوع
یہ جنوں اسکو ہوا کیونکر شروع

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

ہو گئی ہے کب کب سے یہ زحمت اسے
کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے

اشک سے لعل و گہر کرکے نثار
شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار

سنیئے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش
عشق کے کیجے در تحفہ بگوش

سنیے ساتھ اس کے کہانیکو مری
اس بلائے ناگہانی کو مری

کان دیجے تا مرے دلکا دھواں
نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں

ایکدن پھرتا تھا میں بغداد میں
آگیا اک کوچۂ بیداد میں

۲۲ خلق کا دیکھا وہاں اک اژدہام
گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام

ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم
ہے کہا اک فتنۂ تحفہ کی دھوم

بکتا ہے اک شاہد خورشید فام
جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام

دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن
سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن

وصف اس گلرو کا جب مجھ پر کھلا
دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا

جلوہ آں ماہرخ از راہ گوش
برد از تاجر بردان عقل و ہوش

الغرض میں بھی عزیمت کر بڑھا
بہر تسخیر پری آگے بڑھا

دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر
کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر

نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں
جسکی ہے تعریف میں قاصر زباں

ہیں خریدار اسکے صد ہا پیش پا
قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں رسوا

سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا
اس کی قیمت دونگا میں سب سے سوا

یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار
آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار

لے لیا میں مول آخر کو بجاں
فتنۂ دوراں آشوب زماں

آیا خوش ہو کر کے پھر میں جلد تر
خانۂ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر

خوبی و حرفت کا تھا بس اسکے غل
خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل

سر سے پا تک رکھتی تھی زیبائی پنا
پر عیاں چہرے سے سودائی بنا

اظہار شدن عشق تحفہ و زور شور او

شوق کی پیکر کے اکدن تنگ کو
تھی لگی گانے بجانے چنگ کو

تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس
کون تجھ بن بیبس و بیکس کا کس

چارۂ بیچاری کا بیکس کا رفیق
مایۂ بے مایہ کا بیکس کا شفیق

دستگیر ناتواں عاجز نواز
مستغیث عاجزاں چارہ ساز

دادہندۂ بیدلاں عاشق نواز
مرہم زخم دلان پاک باز

اے مرے دلبر مرے جانکے حبیب
ہے مرے نزدیک دور و نکے قریب

پردۂ دل میں مرے لی تو نے جا
خلق کے در پر مجھے دی تو نے جا

پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا
خلق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا

بندگی تیری ہے میری زندگی ۔۔۔ غیر کا کر دفع بند بندہ گی
دو جہاں کا دلسے میرے غم گیا ۔۔۔ تخم الفت تیرا دل میں جم گیا
بیکسوں کا تو ہے کس بیکس ہوں میں ۔۔۔ دستگیری کر کہ بس بیبس ہوں میں
کہہ کے یہ پھر بے تحاشا رو پڑی ۔۔۔ کھولدی منہ کا نسے مرجان کی لڑی
ماسوا کی آرزوئیں توڑ دیں ۔۔۔ آرزوئیں دلسے اپنے چھوڑ دیں
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ ۔۔۔ سر میں اس زیبا کے سودا اڑ گیا
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر ۔۔۔ پار دل کے ہوگیا سینہ کو چیر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ ۔۔۔ کونسے بت نے ہے مارا اس کو آہ
گذرا اس حالت میں اسکو ایک سال ۔۔۔ کھانا اور پینا تھا اس پر سب بال
انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ ۔۔۔ بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ
آہ نالہ سے اسے الفت کمال ۔۔۔ اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال
گاہ سر دھنتی تھی دیواروں سے پھوڑ ۔۔۔ گاہ جا جنگل میں دروازوں کو توڑ
نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال ۔۔۔ گہہ طمانچوں سے کرے تھی منہ کو لال

ہے قسم تیرے جمال پاک کی ۔۔۔ دام غم میں تیرے جیسے ہیں پھنسی
ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی ۔۔۔ غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص ۔۔۔ کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو ۔۔۔ اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا ۔۔۔ تاجر اور ساتھ اسکے سب چھوٹا بڑا
تیر عشق پہنچا کسی خوش ماہ نے ۔۔۔ زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
لیک کی ہر چند سب نے باہنر ۔۔۔ جستجو اسباب کی ادھر ادھر
ماری تیغ عشق کس معشوق نے ۔۔۔ زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
عیش دنکو تھا نہ سونا رات کو ۔۔۔ لب یہ خنداں نے زباں سے گفتگو
تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو ۔۔۔ تار دامن میں نہ چھوڑے بات کو
شور افغاں کی کبھی تھی دھوم دھام ۔۔۔ گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ ۔۔۔ مجکو سونے دے نہ خود سوتی تھی یہ
کام تھا گریہ ہے اسکو روز و شب ۔۔۔ جان میری اس سے آگئی ہے بلب

۲۳

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان زور شور او در غلبہ عشق الٰہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو ہزار ۔۔۔ ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار
کرکے بس آہن دلی سب نے بدرق ۔۔۔ کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں ۔۔۔ عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ ۔۔۔ عقل و حس اپنے سے بیگانی ہے یہ
کھانا پینا ترک اس کا ہوگیا ۔۔۔ خواب اور آرام اس کا سو گیا
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب ۔۔۔ لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہے خواب
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا ۔۔۔ عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا
ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا ۔۔۔ اپنے دلسے پروانہ جان کو جلا
ہے محبت اس کو وحدت سے سدا ۔۔۔ دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا

جبکہ بگڑا اور بھی اس کا مزاج ۔۔۔ بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج
چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال ۔۔۔ پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال
جس کا سب مضمون سوز و درد تھا ۔۔۔ گریہ و افغان و آہ سرد تھا
دشمنی ہے خویش داری سے اسے ۔۔۔ ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے
کھا کباب دل لگی ہے بھوک اگر ۔۔۔ جب پیاسی ہو پیئے خون جگر
راحت اور آرام اس پر شاق ہے ۔۔۔ اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ ۔۔۔ رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
غش ہے اپنی بیخودی مستی ہے یہ ۔۔۔ مرتی ہے نت نیستی پستی ہے یہ
اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے ۔۔۔ شور و غل میں شہرۂ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے سے عشق
اشک کو میاں خودی دھونے سے عشق

اور جو پوچھو سب مری پونجی ہے یہ
گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ

رکھتا تھا امید تالوں میں بطور
ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال
اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال

شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر
جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر

فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال
قال سے اسکی ہو عالم اہل حال

ذوق میں آ کر کے یہ گاتی ہے جب
مست ہوتے ہیں در و دیوار سب

واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں
جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں

ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ
صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ

جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو
ہوتی ہے برپا قیامت چار سو

اسکی اس حالت نے اے والا خطاب
کر دیا ہے عاشق میرا سب خراب

با ہمہ حال اسکو ہیں سوز و نار
ہے خریدا کیے درہم بیس ہزار

کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر

جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے دھوم
شوق کا خلقت کی ہے اس پر ہجوم

یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
دل کو اک نغمہ میں لیجاتی ہے یہ

جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق سے دو دو پہر سر کو دھنے

لحن داودی اسے حق نے دیا
اور دم عیسی اسے حق نے دیا

بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
جائے گلزار ارم کو بے درنگ

مرغ دل پراں ہو جب کھولے زباں
ہو صدا سے اسکی حیراں کل جہاں

اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال
اس سے واقف ہے خدائے لایزال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

سنکے سری نے کہا تحفہ سے یوں
حال دل کچھ تو بھی کر اپنا بیاں

روئی اور ہنسکر کہا اے شیخ دیں
کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی

یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام
لے لیا اس کو جو ہے الفت کو میں

سب گناہوں کو مرے کر کے معاف
فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں

زہد نا مرغوب ناچیز و حقیر
ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں

سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر
نے گل پژمردہ دے گلشن تجھے

لیکے تجھ سے کوزۂ آب خراب
سجدۂ سر جو نہیں جز خاک و خوں

چشم نم لے دے یم رحمت تجھے

حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی
تھی زباں محبوب اپنی اسمقام

پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں
کی عطا جنت مجھے بے اختلاف

سیر باغ وصل میں مشغول ہیں

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول

جو کہا مانا نہیں رغبت سے اسے
ایک جنت تا کیا جو اس کا ہو رہا

لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند

بیچ ہے کیا تاجر بیاں کرتا ہے جوں
دست بر دل دیدۂ تر کھولی زباں

بیچ کہا تاجر نے گرچہ بیچ نہیں
جنکے معنی میں نے ہندی میں لکھے

کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول
ہو گئی حاضر پکارا جب مجھے

ہو گیا وہ وارث ہر دو سرا
زہد ناقص تلخ ذیرہ مثل قند

فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر

ذکر عطا ہائے انتہائے الٰہی در عبادت بندگان خود

بدلے اک دن کے دے خرمن تجھے
جام کوثر دے ہے یا مشک و گلاب

بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں
آہ دل لیدے دم وصلت مجھے

لیکے شاخ خشک دے بستان تر
لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور

ہیں جو اعمال جوارح خاک باد
دست تا بالا و پردے اور زباں

پوتھ لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں
لے ہے مشت خاک دے ہے سیم و زر

بدلے اک دینار کے دے کان زر
لے ہے گندہ بیروے حور و قصور

لیکے دے نعمائے جنت نامراد
دل کے بدلے جان جاں کون جہان

لطف احساں کا ہو اس سے کب بیاں ۔ بخشدے ادنی کو اک ملک جہاں
تخت پر بخشش کے جو ہو جلوہ گر ۔ بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر

پشہ کو شہباز کے دے بال و پر ۔ روبۂ مسکیں کو طاقت شیر نر
ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ ۔ قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ

وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا ۔ وہ ہوا اسکا تو سب اُسکا ہوا
ہوش کر اے یار بہر وصل جاں ۔ مزرعہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں

چند ایام اندر عمر مستعار ۔ کر کے طاعت لے حیات پائدار
وہ حیات جاوداں بے انتہا ۔ گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا

پیش عقبیٰ دنیا اک ساعت ہے بس ۔ ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے بس
ہے کہاں افسوس تیری ہوش و عقل ۔ سانس تیری رائیگاں کرتی ہے نقل

مت کران انفاس خوش کو خوار و زار ۔ غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشیار
تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد ۔ آخر ہو مثل عقیمہ نامراد

خوش تو سب چھوڑ کر مر جائے گا ۔ جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا
تو حیاتِ جاوداں چاہے اگر ۔ پہلے مر مرنیسے جاگا ورنہ مر

آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا ۔ مرحبا سر کو جو ہو اس پر فدا
مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی ۔ ہے یہ مرنا زندگی پائندگی

عہد و پیمان ازل کو یاد کر ۔ ذکر حق سے ملک دل آباد کر
غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر ۔ پاس کر انفاس کا اے بیخبر

پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور ۔ تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور
ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا ۔ عمر کی دولت سے لیجا گا چورا

ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق ۔ تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق
غیر حق کو دل سے اپنے دور کر ۔ نور کے جلوہ سے دل معمور کر

ذکر کر مذکور تا ہو وے عیاں ۔ نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں
ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور ۔ ذکر سرّی نور ہستی سے نفور

۲۵ ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں ۔ رویت اور دیدار ہو اُس دن وہاں
ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز ۔ ذکر روحی جوہری ہے اے عزیز

جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر ۔ اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر
ذاکر اور مذکور ہو جا ایک بار ۔ غیر حق کی کب رہی باقی شمار

ہو ترے دلمیں جہاں جان عیاں ۔ جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں
یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا ۔ نم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما

پیش خورشید کرم اے جان غم ۔ ہیں یہ دونوں ماہ خور ذرہ سے کم
الغرض برق تجلی نہاں ۔ پھونک کر کردے تجھے بس بینشاں

بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں ۔ ہو ترے ہر جز دے جو کچھ عیاں
جب کرے عشق احد دلسے ظہور ۔ میم احمد درمیاں سے ہو وے دور

دل سے جسدم عشق کا شعلہ اٹھا ۔ جز احد کے کون اے احمد رہا
بند کر امداد اب آگے زباں ۔ قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھکر کے حال و قال ۔ پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال
خاطر نادر میں اپنے باکمال ۔ بو یا ایک اسکی تمنا کا نہال

اور کہا دلمیں کہ بڑیوں سے گہر ۔ مول لینا ہے بہت آسان تر
دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر ۔ اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر

حقہ پر لعل سر بستہ ہے یہ ۔ لے تو اسکو کھولدے زر کی گرہ
گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں ۔ لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں

شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا ۔ بیچ ہیں تحفہ کو دوں اسکی بہا
بیچنا ہے تو اگر لے تا ہوں میں ۔ جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں

جسقدر زر چاہئے تجھ کو سو لے
لیک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے

عرض کی سنکر کے تاجر نے کہ آہ
ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ

میں تو لٹکر ہو گیا اس پر فقیر
کب ہے تم پاس اسقدر دولت کثیر

تم ہو خود مسکیں کہاں تم پاس زر
جو خریدو گے اسے اے بہرہ ور

جو کہ نقد و جنس میرے پاس تھا
سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا

ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
نے کنیز اک ہاتھ میں ہے اب نہ زر

یہ رہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا
مثل عاشق بیدل و بیدل رہا

آہ صد افسوس اب میں کیا کروں
کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں

شیخ نے اس سے کہا ٹک صبر کر
لاتا ہوں میں اسکی قیمت بے خطر

بعد ازاں اٹھکر کے با آہ و بکا
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا

گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک دانگ
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہا اللہ

جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر
رات بھر روئے بصد سوز جگر

عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار
حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار

پاس میرے کچھ نہیں پر اے جواد
ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد

کردے اسدم اپنی رحمت کی نظر
مجھ غریب و مفلس و نادار پر

کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر

سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور
وعدہ کر آیا ہوں میں اس پر ضرور

ہو مرا یارب تو اب حاجت برار
کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار

بہر حق ہو بحر رحمت موجزن
کر مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن

شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
آگیا دریا کرم کا جوش پر

لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در

کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
باللباس فاخرہ روئے منیر

ہے کھڑا در پہ باآداب تمام
اور شمع روشن لئے ہمرہ غلام

اور کئی ہمراہ خادم با ادب
تھیلیئیں پُر زر لئے ہاتھوں میں سب

کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب
ہوں میں احمد بن مثنی اے جناب

شیخ نے اس سے کہا اسوقت تو
کسلیئے آیا کہا اے نیک خو

مجکو اس رات اے ولی باخدا
خواب میں یوں پہنچی ہاتف کی ندا

یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
جا کے سری کی نظر کر اس زماں

دے کے سری کو کر اسکا جی خوشی
جان تو اس کی خوشی میری خوشی

آپ کے پاس ان لئے آیا ہوں میں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں

شیخ نے سن مژدہ راحت فزا
سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا

صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
باہر آئے شیخ با شوق دراز

میر کو لے ساتھ اپنے با شرف
لیگئے تشریف تحفہ کی طرف

ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن میں
لیگئے اسکو بیمارستان میں

دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چار سو

شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا

یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں

غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا
بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا

چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب
فضل رب کا اسپہ ہے ہر روز و شب

ہے خدا کا قرب اسکی جان میں
نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں

شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
اور یہ کی اس سے مناجات اسگھڑی

یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا
تونے عالم میں مرا شہرہ کیا

حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا

خلق میں مشہور کر کے اے خدا
کردیا مجھ کو بلا میں مبتلا

بند محکم میں ہے جو ہے مشتہر
ہے یہ بند آہن سے بھی بس سخت تر

خلق میں جو ہو گیا مشہور تر
کھل گئے سو آفتوں کے اسپہ در

غیرت و رشک و حسد غصہ و خشم
بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

ہر طرف سے اس کے اوپر کر ہجوم
آن کر برسے ہے جیسے ابر جھوم

گر تو ان آفات سے چاہے پناہ
دامن عزلت پکڑ اور امن چاہ

مرکز عزلت ہو گمنامی کی راہ
آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ

جسنے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار
کیا قدر جانے وہ گمنامی کی بار

شب قدر سے قدر کم ہونیکی پوچھ
عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ

قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو
بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو

آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں
آنسوؤں کی سیل چہرہ پر رواں

شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں
جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہوں میں

شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر
عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر

میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب
قیمت اسکی دلسکیگا کوئی کب

قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا
اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا

پھر بڑھائے اور درہم چند بار
بڑھتے بڑھتے پہنچے تا چالیس ہزار

روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات
خواب میں حق نے کہا مجکو یہ رات

یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور
پاس میرے خویش بیگانہ سے دور

جانسے میری طرف مائل ہے یہ
ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ

ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ
کر سکے کون اسکا اب بیع و شرا

اب اگر دنیا کی دولت دو تمام
کب فروں اسکو میں اے نیکنام

خالصاً للہ اب میں بالیقیں
کر دیا آزاد تحفہ کے تئیں

اور جو کچھ ہے سیم و زر اسکے سوا
وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا

کر دیا سب کچھ رہ حق میں نثار
تا کروں حاصل رضائے کردگار

حق کی مرضی پر لٹا تاجر نے گھر
باندھ لی مولیٰ کے رستہ پر کمر

میر نے جو حال تاجر کا سنا
ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا

اور کہا گویا کہ رب العالمین
خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں

جو رہا محروم اس حرکت سے میں
جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں

مجھ سے راضی ہوتا گر پروردگار
مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار

شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ
تم رہو اسباب کے میرے گواہ ۲۷

پاس میرے مال و زر جتنا ہے اب
خالصاً للہ دیا میں سب کا سب

چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سریر
راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر

الغرض دولت لٹا کر میر نے
رکھا بار فقر سر پر میر نے

دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر
باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر

بڑھ گیا تحفہ کی برکت کا اثر
کر دیا یکلخت سب کو راہ پر

عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا
گھر دئے ہمسایوں کے سب ہی جلا

عشق کے دریا میں خود تھی غوطہ زن
پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ زن

بیان تاثیر صحبت کاملان وتحریص صحبت وخدمت ایشاں

کر لیا اپنا سا سب کو یک بیک
جو گرے کان نمک میں ہو نمک

خود کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر
صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر

پکڑے خربوزہ سے خربوزہ تو رنگ
رنگ عارف کیوں نہ دے پھر تجکو رنگ

ہوئی بس اکسیر کامل کی نظر
سنگ و آہن جس سے ہووے لعل و زر

تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں
تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں

ہو تو ان شیر دنکے قدموں پر نثار
پھر شکار معرفت کا کر شکار

ہووے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ
تاکہ ہو حاصل تجھے آب حیات

خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار
صحبت نوری سے دیکھے سو بہار

گر چہ ہو تو سنگ و آہن سے تبر
صحبت کامل سے ہو لعل و گہر

ڈھونڈ حق کے یار کو اے مرد کار
تا خدا تیرا ہو یار اور غمگسار

رات اندھیری اور رہ میں گھاٹیاں
بے شمع جانا بلا کی ہے میاں

بحر مقصد بیکراں اور دور راہ
رکھ ستاروں پر نگاہ تا ہو پناہ

خدمت کامل کو کر تو اختیار
دین و دنیا کے ہوں تا سب راست کار

ناتوانی بندہ شو سلطاں مباش
زخم خو چوں گوی شو چوگاں مباش

خاک پائے کاملاں ہوائے پسر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر
تحفہ بندِ بندگی سے جب چھٹی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال
عقل کی چادر کو کرکے چاک چاک
اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا
درد و رنج و غم کو کرا اپنا رفیق
وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا اب
اس سے اسپر روتی یا ہنستی ہوں میں
جانتی ہوں اس سے اسکو خاص تر
جبتلک ہوگا نہ دلبر کا وصال
ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ
تا نہ دیکھوں شعلہ رخسار ماہ
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل
گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال
کہہ کے یہ اور اٹھکے بازاری و آہ
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازیں
چھوٹتے ہے جیسے قفس سے جانور
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے

۲۸

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن او از خلق

شیر غراں کی طرح وانسے اٹھی
ٹاٹ کا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال
عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
پکڑا شہر نامرادی کا طریق
کردیا آزاد حق نے تجھ کو جب
واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہوں میں
دل سے مائل ہوں میں اسپر سر بسر
پائے فرقت میں رہوں میں پائمال
جبتلک دیکھے نہ روئے گل کو آہ
میں رہونگی غم سے جل جل کر تباہ
غنچہ ساں پرخوں رہے گا میرا دل
پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
چھوڑ کر سب کو لیا جنگل کا راہ
باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں
اڑ گئی جھٹ ہوتے ہی گھر سے بدر
ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے ورے

جسم سے پوشاک بھر کرکے جدی
جائے اطلس کر لیا تن پر پلاس
پہن عریانی کا اک کرتہ لیا
باندھی بیتابی کے پٹکے سے کمر
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں
آہ بھر کر عرض کی تحفہ نے یوں
بھاگتی ہوں اس سے میں اسکیطرف
جبتلک اس تک نہیں پہنچونگی میں
ماہی بے آب کو کب ہو قرار
تا نہ دیکھونگی لب دندان یار
اسکے سودائے محبت میں تباہ
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس
اے برادر بے نہایت درگہی است
وانسے دامن جھاڑ کر وہ چاک جیب
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جابجا
ملگیا خشکی سے ناگہ حسب خواہ
بلبل بیلیں جو تھی پنجرہ میں واہ

بہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
کھودیا ان سب کا روحانی مرض
ہوگئے اکسیر سے جوں مثل زر
تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
ترک دل سے کردیا راحت کا پاس
مفلسی و فقر کا توشہ لیا
اور مصلی عجز کا مونڈھے پہ دھر
شیخ سری نے کہا پھر اس سے یوں
واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اور رونا اس سے ہے اسی بر صرف
جان کو اپنی یونہی کھوؤنگی میں
ہو نہ جبتلک بحر تک اس کا گزار
میں رہونگی خون دل سے اشکبار
جان اور تن کو کروں گی میں فدا
لیک مستسقی کی کب بجھتی ہے پیاس
ہر چہ بروے میری بروے آلیست
ہوگئی مثل پری اکدم میں غیب
پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
ماہی بے آب کو دریا کا راہ
کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ و ملاقات شدن شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

دام میں قید آہوئے وحشی جو تھا
اب نشاں اسکا کہاں پائے ہو تم

وہ ہوا صحرائے لق و دق میں گم

جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
کردیا پھر عزم بیت اللہ کا

شیخ و تاجر میر تینوں ہو بہم | متفق ہو کر کیا قصد حرم
مر گیا ان میں سے رستہ میں امیر | حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر
میر تو ان سے گیا مر راہ میں | شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں
اک صدا پر درد آئی کان میں | جس سے ہوتی انکی پڑا آجانمیں
اے مرے معبود اے محبوب دل | اے مرے مقصود اے مطلوب دل
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو | دل سے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو
پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو | تیرے آب وصل بن کب سیر ہو
جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطرار | بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار
جا کے دیکھا اکطرف اک خستہ تن | سر بسجدہ خاکمیں ہے نعرہ زن
سر اٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو | اور کہا اے شیخ سری خوش تو ہو
سن کے بولی لا الہ الا ھو | جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو
تم گئے کیا بھول اے سری مجھے | میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے
شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر | مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر
ہو گئی ہے زہر سے جیسے خیال | ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال
ہو گیا قامت الف سے اسکا نوں | مار مردہ کی طرح کاکل نگوں
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر | نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر
تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا | کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا
عرض کی تحفہ نے اے والا قدر | شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر
ہیں وہ پایا خاک میں عزلت کی رل | خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل
سیم و زر کے جوں مجھے اے نکتہ سنج | ملگیا کان نہاں سے ایک گنج
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ | دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ
دفع درد و غم مرا سب کر دیا | عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا
شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر | دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر
یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت | ہیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ | آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا

جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو | چلدئے پھر تینوں بیت اللہ کو
دولت دنیا بھی کر کے سب فناہ | جاں بھی جان آفریں پر کی نثار
ایکدن باشوق دل اور سینہ صاف | کر رہے تھے کعبہ کا طواف
تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ | یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو | شادی دل ہے شب اندوزاں کا تو
درد ہے تیرا شفا بیمار کی | زخم تیرا ہے دوا دل زار کی
عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض | آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض
سنکے اس سے شیخ مضمون دعا | مثل سیل اشک اس جانب چلا
سنکے اسدم شیخ کی آواز پا | چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا
شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا | جسکے نالہ سے مرا دل خوں ہوا
رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا | آشنا کے بعد ہونا آشنا
میں ہوں تحفہ جسکو کی تمنے رہا | پائی پردہ سے تیرے میں سو نوا
ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن | خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن ٢٩
سرو سیمیں قد ہوا اس کا خلال | بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال
قطرۂ خوں تھے ہزاروں چشم پر | ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر
کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بعد ازاں | خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں
جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو | تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو
اسم اعظم سے تمہیں ہوگا عیاں | کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں
قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں | لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں
خلق سے جسدم ہوئی ہوں میں نہاں | جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں
تخت پر اپنی محبت کے بٹھا | تاج الفت کا مرے سر پر دھرا
قربت حق سے ملے انست مجھے | غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے
تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں | مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں
حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ | ہمقریں ہیگا مرا جنت میں وہ
شیخ بولے وہ کریم بے ریا | خط آزادی تجھے جس نے دیا

تاجر دل خستہ الفت میں تری — چار چشم ہے شوق زیارت میں تری
سنکے تحفہ نے دعا اک دل میں کر — مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر
جان منت دی جان اسنے رائیگاں — جان جا: اں پر فدا کی اسنے جاں
چھوڑ کر اسے دل یہ روبہ شانگی — سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی — دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی
جان دی بیساختہ مثل پتنگ — ساتھ اس شمع کے جلکر بیدرنگ
بعد ازاں تجہیز اور تکفین کر — خاک میں دونوں کو سونپا سر بسر
رحمت حق ہو جیو شام و سحر — ان شہیدوں کی روان پاک پر
بارہ سو تھے اور اکاسی سال ہجر — ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر

ہے طواف اندر تری امید پر — لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مرگئی — عشق کے سب کام پورے کرگئی
عمر طاعت میں گزاری یار کی — مرد وار آخر کو جاں بھی وار کی
غم تو اپنا کر نہیں گر تجھ کو غم — جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
بیدلی سے وہ بھی گر کر خاک پر — مرگیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں — انا للّٰہ الیہ راجعون
شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن — بعد راہی ہوئے سوئے وطن
رحمت حق ہو سدا ان پر نثار — دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار
ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام — تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم لوذعی و فاضل یلمعی جناب مولانا مولوی اشرفعلی صاحب مدرس اول بدست آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں — آہ وہ دلبر مرا دلدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں — آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں
آہ سنے کون مرا درد و غم — آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے — آہ مرا یار ہی جب یار نہیں

آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا — آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جسے دل دیا بس رنج لیا — آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ کہوں کس سے میں احوال دل — آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ اے امداد نہ کر آہ آہ — آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں

ہے منزّہ وہ نوازِ کون و مکاں
ہے توہی پروردگارِ دو جہاں

ہم سے طاعت کب تری آوے بجا
کُن سے پیدا جسنے موجودات کی

ہو گئے دو۲ حرف سے کُن کے عیاں
اُسکے پر اوصافِ قدرت ہیں عیاں

ہے توہی پیدا کنندہ انس و جاں
ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

اُس وجودِ پاک کی ہو حمد کب
حکم کاف و نوں کے ہوتے ہی ہوا

یا الٰہی تو ہے بیچون و چگوں
خوانِ الوانِ عام ہے سب پر ترا

تجھکو جو لائق ہے اطاعت اے خدا
جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب

کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں

شکرِ احساں پر کروں تیرا سدا
ہووے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفے اصلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ
کس سے ہووے نعتِ ختم المرسلین

ذاتِ پاک احمدؐ ہے والشمس والضحےٰ
سرورِ عالم محمدؐ شاہ دیں

ذاتِ پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر
کر نواب کام و زباں شیریں ذرا

جز بذاتِ پاک رب العالمیں
جسکے یہ ذرّے ہیں سارے اولیا

پیشوائے اوّلین و آخریں
ہوتے کب ارض و سما جن و بشر

آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام
نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبےٰ

ذاتِ احمدؐ ہے وہ بحرِ بیکراں
ہے سزاوار اُسکو تاجِ سروری

حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر
اُسپہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ

پڑھ تو انپر سو۱۰۰ درود اور سو۱۰۰ سلام
ہیں وہ مقبولِ جنابِ کبریا

جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
زیب اُسے ہے خلعتِ پیغمبری

وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
تجھکو ہو جسکی شفاعت سے نجات

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسوارانِ جہاں مردانِ دیں
تیسرے عثمانؓ با علم و حیا

صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا
تو بھی جان و دل سے اے امداد اب

چار یار مصطفےٰ اہلِ یقیں
چوتھے ہیں حضرت علیؓ شیرِ خدا

ہے ان ہی چاروں سے دیں کو ارتقا
رہ فدا انپر سدا ہر روز و شب

اوّلاً ابو بکر صدیقؓ اہلِ دیں
اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم

اُن سے راضی ہے خدائے دو سرا
جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا

دوسرے عادل عمرؓ والا یقیں
ہیں ہدایت کے فلک پر وے نجوم

اور خوش ہیں انسے حضرت مصطفےٰؐ
ہے وہ مردودِ جنابِ کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیاء حضرت

مولانا و اولانا قطب میاں دو آب نور الاسلام حضرت خداوند میاں جیو نور محمد جھنجھانوی

نام سے مرشد کے اے امداد آ ۔۔۔ دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقا
ماہیِ دریائے توحیدِ خدا ۔۔۔ مظہرِ حق مصدرِ سرِّ خدا
شاہِ دیں سرخیل جملہ اولیا ۔۔۔ تاج بخشِ اصفیا و اتقیا
رہنمائے زبدۂ اربابِ علم ۔۔۔ رہبرِ ہر قدوۂ اصحابِ علم
اخترِ چرخِ ہدا ماہِ عطا ۔۔۔ بحرِ علمِ معرفت نجم الہدا
یعنی پیر اور مرشد اور مولی مرے ۔۔۔ حضرت نور محمد نیک پے
ہیں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق ۔۔۔ سر سے پا تک مصدرِ انوارِ حق
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا ۔۔۔ کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما
خاص جلوے کی چمک جسپر پڑی ۔۔۔ چرخِ غیبی کا ہوا ماہِ جلی
پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا ۔۔۔ ہو گیا ذرّے سے خورشیدِ ضیا
آگئے اُنکے ذرّوں کے ذرّہ مثال ۔۔۔ ہے وہ خورشیدِ فلک بے قیل و قال
اِن میں اُن میں فرق ہے بس بیشمار ۔۔۔ اِن سے حاصل کارِ خیر اور اُن سے یار
دیکھ لے ہے چشمِ دل کی کھول کر ۔۔۔ ہر جگہ نورِ محمد جلوہ گر
عکس سے اُس نور کے تا اے پسر ۔۔۔ روئے جاناں پر پڑے تیری نظر
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال ۔۔۔ فیضِ باطن ہے دلے اُنکا بحال
اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے ۔۔۔ نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
جب ہوا پیدا وہ نورِ معرفت ۔۔۔ شبلیِ دوراں ادہم کی صفت
بارہ سو انسٹھ (۱۲۵۹) میں کر کے انتقال ۔۔۔ اس جہاں سے جا ملے با ذوالجلال
مولد و مرقد شریف اُن کا پسر ۔۔۔ خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر
شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدا ۔۔۔ مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا
متصل اُس شہر کے اے نیک نام ۔۔۔ ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی ۔۔۔ ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
اعتقادِ دل سے جو جاوے وہاں ۔۔۔ اُسپہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں
کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی ۔۔۔ ہو ویں ظاہر اُسپہ اسرارِ خفی

سرورِ عالم شہِ دنیا و دیں ۔۔۔ عاشق و معشوقِ رب العالمیں
واقفِ اسرارِ حق دانائے راز ۔۔۔ بے نیازِ عالم سے حق سے بانیاز
پیشواؤ شاہ شاہانِ جہاں ۔۔۔ مقتدائے جان جانانِ جہاں
حامیِ دینِ متیں خیر الامم ۔۔۔ دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم
قبلۂ ارباب و اصحابِ یقیں ۔۔۔ کعبۂ عبّاد و زہّاد اہلِ دیں
حضرت نور محمد اولیا ۔۔۔ پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
دیکھ ٹک جلوہ ذرا اُس نور کا ۔۔۔ جس سے ہیں پُر نور یہ ہر دوسرا
جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو ۔۔۔ ملکِ غیبی کا ہوا سلطان وہ
چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے ۔۔۔ قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتووں کا اُسکے کیا ہووے بیاں ۔۔۔ ہے ہر اک اُنمیں سے خورشیدِ جہاں
کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خورشیدِ جاں ۔۔۔ اور وہ ہے آفتابِ آسماں
روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار ۔۔۔ نور سے اُنکے ہو حاصل روئے یار ۳
چاہئے تجھکو اگر وصلِ خدا ۔۔۔ سایۂ نورِ محمد میں تو آ
الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے ۔۔۔ جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے
بلکہ سو چند اس سے ہے نور و ضیا ۔۔۔ کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
سالِ تاریخ تولد اور وفات ۔۔۔ اُنکی دونوں مجھسے سُن اے نیکذات
ہجرتِ نبوی کا اے فرخندہ فال ۔۔۔ بارہ سو (۱۲۰۱) پر تھا زیادہ ایک سال
جسکو ہووے شوق دیدارِ خدا ۔۔۔ اُنکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
گر نہ آوے تجھکو کوری سے نظر ۔۔۔ پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار ۔۔۔ اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
سید محمود ہے نامِ شریف ۔۔۔ ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف
اُس جگہ ہے مرقدِ پاک جناب ۔۔۔ سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب
دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقیں ۔۔۔ اُسکو ہو دیدارِ ربّ العالمیں
کیوں پھرے ہے جا بجا سر مارتا ۔۔۔ سایۂ نورِ محمد میں تو آ

جو نہ ہو قدرت تجھے اس نور تک — انکے خلفا سے تو جا دامن سے لگ
ہیں مرید اور طالب انکے بیشمار — جنکی برکت سے جہاں میں آشکار
ان کا رتبہ کب تجھے آوے نظر — ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر
طالب صادق ہے جو تو اے میاں — دوں پتا خانہ کا میں انکے نشاں
ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں — نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں
صحبت انکی جان پارس اے فنا — جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا
دیکھتے ہی انکے دم میں اے اخی — سو برس کا بت پرست ہووے ولی
ہیں خلیفہ انکے گرچہ بے شمار — لیک انمیں ہیں ۲ دو اعلیٰ باوقار
نیر برج کرم ماہ عطا — گوہر درج نعم بحر سخا
عالم و زاہد ولی اہل مقام — متقی و پارسا و نیک نام
دوسرے شیخ محمد مولوی — علم و زہد ان کا ہے عالم پر جلی
وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا — بحر عرفاں کے ہیں دونوں آشنا
۴ دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں ۲ دو — بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو
ملک غیبی کے ہیں ۲ دو شمس و قمر — نور سے دیکھ انکے روئے سیمبر
اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے

ہیں بہت انکے خلیفہ اور مرید — پا سکے ہے انکو کب تو اے سعید
لیک ان کا مرتبہ دیکھے ہے وہ — چشم بینا دل مصفا جسکے ہو
الغرض گر تجھکو اب منظور ہے — دوں پتا بعضوں کا ان میں سے تجھے
راہ حق تجھکو اگر مطلوب ہے — قصبۂ تھانہ بھون کی راہ لے
فیض انکا عام ہے اک خلق پر — چھوڑ گھر اور جلد لے جا انکا در
ہے نگہ میں اسقدر ان کی اثر — سنگریزے جس سے ہوں رشک قمر
اس طرح کے چھوڑ کر مردان مرد — چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد
ان میں سے دو شخص ہیں اہل ہدا — ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ
صاحب ارشاد و تلقین و ہدا — عاشق حق نائب خیر الوریٰ
یعنے ہیں حافظ محمد ضامن اب — فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب
بحر ہے مواج دونوں علم کا — ظاہری و باطنی با اہتدا
مجمع البحرین ہیں عرفان کے — جن سے باغ دو جہاں سرسبز ہے
دیکھنے کو مصحف رخسار جہاں — چشمۂ عینک ہیں دونوں ایکساں
شمع ۲ دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے — راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے
قعر گمراہی میں بلاشک جا پڑے

مناجات بجناب باری تعالےٰ

ان کی برکت سے مجھے بھی یا خدا — اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا
میں بھی تو اس نور کا سایہ ہوں آہ — دور مجھکو ڈال کر مت کر تباہ
نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا برا — تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا
اپنی رحمت سے بلا یا دور کر — پر نہ چھوڑوں گا کبھی میں تیرا در
دیکھے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار — اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار
تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے — پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے
ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے — اب جو آیا ہوں تو مجھکو بخشدے
آہ و زاری سے اٹھا دست دعا — مانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا
نے گدائی تاجداری چاہیئے — پر ترے کوچہ کی خواری چاہیئے

ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا — کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا
گرچہ نالائق ہوں بدکار اور برا — کفش بردار ہوں مگر اس نور کا
مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں — دوسرا در مجھکو اب ملتا نہیں
مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا — پر نہ مجھکو تجھ سوا ہے دوسرا
مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس — ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس
شامت اعمال سے اپنے مگر — ایک مدت تک رہا ہوں دور تر
کیا کروں میں عذر تقصیرات کا — تیرے آگے عجز و زاری کے سوا
تجھکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں — اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں
کر مجھے یوں اپنی الفت سے تو مست — جن سے ہو دیں سب خیال غیر پست

دی مجھے اب ہوش یارب اسقدر
تجھ پہ دیوانہ رہوں آٹھوں پہر
ذکر ہووے نور اہوئے سدا
فکر ہووے نوری ہووے سدا

غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو
تیری الفت سے یہ دل معمور ہو
فکر باطل دل سے میرے دور ہو
مظہر انوار سے پر نور ہو

دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی
ایک دم آرام نا پاؤں کبھی
شغل ہووے درد و غم کے جام سے
ایکدن بیٹھوں نہ میں آرام سے

درد و غم کو اسقدر یارب عطا
جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا
سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب
عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب

کر عنایت بیخودی اب مجھ کو دو
آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
درد الفت دے وہ اب دل کو مرے
درد میرے کو دوا ہو درد سے

خاک راہ دردمنداں کو مجھے
جان بریاں چشم گریاں کر مجھے
دے وہ گریہ کو مرے شور اے غفور
جس سے ہو جا چشم طوفاں کا تنور

تاکہ کردوں غرق اس میں غیر کو
ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو
کر عطا ایسی طپش دل کو مرے
ماسوا جاناں کے سب کو پھونکدے

داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار
تاکہ آوے سیر کو وہ گلعذار
خانۂ دل کو مرے ویران کر
گنج الفت اسمیں بھر دے سربسر

زنگ غیر آئینہ دل سے دور کر
تاکہ دیکھوں اسمیں روے سیمبر
دام الفت میں پھنسا کر جلد تر
دو جہاں کی قید سے آزاد کر

جام وحدت سے مجھے یوں مست کر
حرف غیریت کا ہو دل سے بدر
دوست سے کر پر مرا یوں لحم و پوست
پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست

دے رہائی مجھکو یارب آپ سے
آپکو میں اپنے پاؤں آپ سے
کر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے
غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے

ہر رگ و پے میں سماوے شاہ جاں
دور ہو حرف دوئی از درمیاں
ما و من کا مرض دل سے دور ہو
تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا وہادینا و مرشدنا قطب میاں دو آب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

5

جلوۂ نور محمد نے اب آ
دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا
خود دکھا برق تجلی کا جلال
خرمن تن میں مرے دی آگ ڈال

دیکھکر اس شعلۂ رخ کی بہار
ہر بن مو سے مرے نکلے شرار
ان شراروں کو اجازت دوں اگر
خاک کردیں ماسوا کو پھونک کر

دیکھتے ہی لالۂ رخ کی پھبن
داغ دل سے ہو گیا باغ و چمن
پھنسکر اسکی زلف میں امداد میں
دونوں عالم سے ہوا آزاد میں

تھی شب معراج نے وہ زلف تھی
جو تجلی اس نے پائی نور کی
بحر عرفاں لطف سے اس نور کے
موجزن امداد کے سینہ میں ہے

ایک چشمہ بھی جو اس سے کھول دوں
غرق اس میں دونوں عالم کو کردوں
اک حباب اس بحر کا ہے یہ سما
اک ذرہ ہے یہ خور اس نور کا

گر دکھاؤں اسکا ذرہ سا ہوار
دو جہانکو اسپہ کر ڈالوں نثار
جو دکھاؤں اس تجلی کی چمک
پھونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک

یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو
ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو
ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو

اس جگہ خاموش رہنا چاہیے
سر باطن مت زباں پر لائیے
رکھ قدم امداد اس جا تھام تھام
غور فہم عام پر کر و السلام

لطف و احسان اسکا لکھ سکتا ہے کب
سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب
دیکھ یاں مت مار دم امداد اب
بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب

خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں
مجھ پہ جو جو گذرے تھا اس آن میں
پھرتا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو
اپنے اس دلبر کی کرتا جستجو

ذوق شوق محبت الٰہی کا بیان

اے خدائے مالکِ ہر دوسرا
درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا

تیری دوری سے بہت بیتاب ہوں
رنگ پر جوں ماہیِ بے آب ہوں

بیقراری ہے بہت اے کبریا
ڈھونڈھنے تجکو کہاں جاؤں بتا

تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ
جس سے پہنچوں تجھ تلک اے بادشاہ

بن بلائے تیرے اے شاہِ جہاں
تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں

واسطے اپنے ذرا صورت دکھا
تاکہ جی قیدِ دوئی سے چھوٹ جا

اس دوئی نے کردیا دور اسقدر
آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر

بحرِ وحدت سے مجھے لاکر یہاں
ڈالا یوں کثرت میں اے جانِ جہاں

دور کرکے مجھ سے کثرت کے حجاب
جلوۂ وحدت دکھا مجھکو شتاب

تاکہ قیدِ ما و من سے چھوٹ کر
اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر

پھر میں اپنا اُس کو کرکے راہبر
تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر

وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا
جز وجودِ پاک کے کوئی نہ تھا

بحرِ وحدت میں یہ جاں تھی غوطہ زن
کچھ دوئی کا تھا نہ واں رنج و محن

ملک میں ہستی کے اے امداد آ
گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا

قیدِ ہستی میں پھنسا تو اس قدر
اصل کی اپنی نہیں تجھکو خبر

عہد و پیماں جو کئے تھے تو نے واں
کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں

عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا
جس لئے پیدا کیا تھا تجھکو یار

وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار
۲ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان وحلوا کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عاملی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

٦

سن تو اے شکستۂ راہِ قدیم
اور اے گم کردہ راہِ مستقیم

گوش جاں سے سن تو بلبل سے ذرا
یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا

ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی
پوچھ باتیں اُس سے اُس دلدار کی

آفریں اے بلبلِ بستانِ جاں
کہہ مرے دلدار کی تو داستاں

آفریں اے بلبلِ دستان سے
آفریں اے قاصدِ بستانِ سے

قاصدا جلدی خبر مجھ کو سنا
کہتا ہے حق میں مرے کیا دلربا

مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا
اور مائل بھی ہے کچھ سوئے وفا

یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے
سچ بتا جو کچھ اُسے منظور ہے

آفریں اے پیکِ فرخ فالِ من
آفریں اے مایۂ اقبالِ من

آفریں اے بلبلِ خوش خواں تجھے
ماسوا سے کردیا فارغ مجھے

ہیں نوائیں کیا تری آتش بھری
آگ جس سے یوں مرے دل میں لگی

سوزِ دل سے میری باآہ و فغاں
ہر بنِ مو سے نکلتا ہے دھواں

آفریں اے ہدہدِ شہرِ سبا
آفریں اے قاصدانِ دلربا

آفریں اے طوطیِ شکر شکن
تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن

کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم
لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم

نجد کے یاروں کی دے مجھ کو خبر
تاکہ ہو دیں مست سب دیوار و در

پھر سنا بہرِ خدا اے نامہ بر
زمزم و خیف و منا سے کچھ خبر

ہے دل و جاں دونوں غم میں مبتلا
تاکہ چھوٹیں سنکے حالِ دلربا

مسکن و ماوی سے پھر میرے ذرا
دے خبر بہرِ خدا بہرِ خدا

پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے
کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے

کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب
عہد و پیماں توڑے کیوں یکلخت سب

کہہ ذرا بہرِ خدا اک حرف تو
از زبان آں نگارِ تند خو

جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے
وہ بیاں کر مجھ سے ہوں قرباں ترے

ایکدن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم
مثل بو و گل تھے آپس میں بہم

ایکدن وہ تھا کہ ہم سے دلربا
گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا

خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم
مارتے راہِ وفا میں تھے قدم

آخرش اک شب بصد رنج والم
میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم

سر بزانوئے غم سے اس کے بیٹھ کر
کھینچتا تھا دل سے آہ پُر شرر

جاں لبوں پر حسرتِ گفتار سے
دل بھرا نومیدیٔ دیدار سے

وہ قیامت قامتِ پیماں شکن
آفتِ دوراں بلائے مرد و زن

فتنۂ ایام و آشوبِ زماں
غارتِ سوزِ صد چو من بے خان و مال

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ منیر
خود بخود ہوتا ہے یاں رونق پذیر

ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب
لب گزاں ڈالے ہوئے رخ پہ نقاب

زلفِ مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے
اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے

بے محابا پاس میرے آن کر
پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر

یہ کہ اے شیدا دلِ محزوں مرے
دے بلاکش عاشقِ مفتوں مرے

آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال
کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال

میں کہا اس سے قسم اللہ کی
جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی

بیٹھ کر اک دم سرِ بالین پر
اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر

ساتھ اپنے لیگیا وہ خود پرست
عقل و دیں میرا وہ سارا ایک لخت

میں نے تب اس سے کہا اے خوش ادا
پھر میں کب دیکھونگا تجھ کو یہ بتا

یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو
خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سُؤرُ المؤمنین شفاءٌ یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال میں
پھنس رہی غفلت سے اس جنجال میں

اے ندیم اب بہرِ حق اٹھ تو سہی
کچھ نہیں طاقت ہے اب مجکو رہی

اے ندیم اب کفش پا سے دور کر
بہرِ موسیٰ ہے وہ آتش جلوہ گر

دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن
جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن

اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب
غیرِ حق ہو جس سے جلکر سب کباب

وہ شراب اب مجکو دے تو اے لبیب
راہ بر ہو جو کہ در راہِ حبیب

دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر
مست ہوں پینے سے جسکے اس قدر

جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر
کچھ نہ آوے غیرِ دلبر کے نظر

وہ پلا مجکو تو اب بہرِ خدا
تاکہ فارغ ہوں ز قیدِ ماسوا

اور مئے خمر الجنا ہے لاؤ تم
چھوڑ پیالوں کو لگا دو منہ سے خُم

اٹھ توجہ کر ذرا بہرِ خدا
کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا

خوف مت کر اب تو اے صاحبِ شعور
کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور

تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب
حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب

آہ صد افسوس یہ عمرِ عزیز
کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز

علمِ رسمی دور کر مجھ سے اخی
عمر علمِ رسم میں گذری مری

علمِ رسمی سارا قیل و قال ہے
اس سے کچھ حاصل نہ خط اور خال ہے

دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر
کچھ نہیں حاصل ہے اس سے بجز خطر

طبع کو افسردگی بخشے مدام
مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

خرچ تونے علم تن پر کیا
ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا

علم سے کر لے صفائی دل کی یار
ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار

علمِ حق ہے جانِ علم و عاشقی
بالیقیں ہے مکرِ ابلیسِ شقی

عاشقی کا علم حق ہے اور درست
اور سوا اسکے ہیں سارے علم سست

جسکے دل میں ہو نہ الفت یار کی
ہے بلاشک وہ تو قابل نار کی

ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر
ہے خدا کی مار اس پر بیشتر

جسکے دلمیں ہو نہ مہرِ گلرخاں
کہنہ انبہ ہے وہ پُر از استخواں

راز باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز ۔ گو ترے شاگرد ہوں سو فخر راز[۱]

جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر ۔ اسکے لائق ہے جدا ہو تن سے سر

جس کسی کے ہو نہ دلمیں مہر یار ۔ اسکے لائق ہے کہ ہو پالان کا بار

علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث ۔ جو سوا اس کے پڑھے ہو وہ خبیث

سن تو اس ہفتے ہیں اے مرد خدا ۔ اب پڑھے گا علم تو کون سا

یہ علوم اور یہ خیالات صور ۔ فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر

دل کو علم عشق سے خالی اگر ۔ دیکھتا ہے بے حیا ٹک غور کر

حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل ۔ سنگ استنجا دیوانہ در بغل

چند خوانی حکمت یونانیاں ۔ حکمت ایمانیاں راہم بخواں

علم معقولات بے بنیاد ہے ۔ مغز کو خالی کرے گا تا بکے

دل کو روشن کر با نوار جلی ۔ کیوں بنا ہے کاسہ لیس بو علی

ان کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو ۔ خوک اور کتوں کا جھوٹا کھاتا تو

۸ سور ارسطالیس سور بو علی ۔ کب شفا حضرت نے فرمایا اخی

کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا ۔ جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا

کب تلک افسوس زاری بیشمار ۔ شرم کر حق اور نبی سے ابتو بار

کب تلک اس فکر باطل میں بھلا ۔ تو رہے گا مبتلا اے بے حیا

سن دف و نے سے وہ نگی مرد عرب ۔ کہتا تھا کیا خوب از رو طرب

تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا ۔ عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذالقا

اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے ۔ یعنے اس مضمون کو جی جان سے

کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار ۔ جز خیال اور وسوسہ اے نابکار

جق جق و لق لقی میں یہ عمر عزیز ۔ تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز

ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ ۔ جان اور تن کو کیا ناحق تباہ

ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب ۔ کچھ نہیں عقبیٰ میں اب تمکو نصیب

ساقیا یک جرعہ از جام قدیم ۔ دے تو اب امداد کو بہر کرم

علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے ۔ راز باطن اس سے کب تجھ پر کھلے

جو نہ ہووے مبتلائے ماہ رو ۔ نام اسکا لوح انسانی سے دھو

الغرض اس علم رسمی میں اخی ۔ کھو چکا تو عمر اپنے کام کی

عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر ۔ سات دن باقی ہیں اسمیں ٹھیک کر

فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم ۔ ہندسہ یا رمل یا اعداد رسوم

ہو ہو دل خالی ز عشق دلبران ۔ سنگ استنجا شیطاں اسکو جان

سنگ استنجا شیطاں ہے وہ دل ۔ دل نہیں پر ہے سرشت آب و گل

لوح دل سے فضلہ شیطان دھو ۔ اے مدرس درس عشقی ہم بگو

پڑھ چکا تو حکمت یونانیاں ۔ حکمت ایمانیوں کو بھی تو جاں

بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف ۔ ابتو فضل عشق سے پڑھ یک دو حرف

فخر رازی اور ارسطو بو علی ۔ ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی

سرور عالم شہ ہر دوسرا ۔ کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا

جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا ۔ کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا

سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر ۔ دل کو تو آلودگی سے پاک کر

کب تلک بیہودگی سے گفتگو ۔ تو کریگا اب بتا اے زشت خو

فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو ۔ درد و غم کا تیرے حامی کار ہو

گوش جاں سے سن ذرا اے نیکخو ۔ قول اک مرد عرب کا مجھ سے تو

ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم ۔ دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم

ہو ولے تم قوم اے مردان کار ۔ مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار

جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام ۔ عمر باتوں میں گئی ناحق تمام

پر کبھی تم نے نہ ذکر اسکا کیا ۔ جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا

چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا ۔ لے لیا ہے آہ رستہ نار کا

لوح دل سے دھو اسے اے نیک ذات ۔ علم جو دیوے نہ عشقی میں نجات

تا کرے شق پردۂ پندار کو ۔ یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

[۱] مراد ازاں امام حجۃ الاسلام فخر الدین رازی، مستند تا آنکہ در دل تو محبت نگار خاں نخواہد بود سر باطن منکشف نخواہد شد اگر مثل فخر الدین رازی ہزار تلمیذ تو بود ۱۲

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا
گوشۂ خلوت میں تو بیٹھا اگر
جس طرح پریاں جو رہتی ہیں چھپی
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در
جو تو چاہے عزتِ دُنیا و دیں
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے
بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد
علم بن مت بیٹھ گوشے میں فتا

ہو وہ قیل وقال سے عزلت گزیں
خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا
پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر
دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی
تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر
خلوتے از مردم دُنیا گزیں
ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر
سارے ناموں کا وہی سردار ہے
اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد
اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا
اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف

تجھکو خلوت میں ہے عزت اے فتا
دامنِ عزت سے پامت کر بدر
جو تو دیو نفس سے پاوے اماں
اس طرح جب دُور ہو تو خلق سے
ہو وے حاصل کب تجھے راہِ خدا
جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا
چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فتا
ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی
گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر
اور برا ہے علم بھی بے زہد کے
غور سے سن اسکو اے مرد شریف

اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہے کیا
کیوں پھرے ہے چوں گدایاں دربدر
جا پری کیطرح سے ہو جا نہاں
نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے
جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا
ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا
اسلئے مقبول ہے پیشِ خدا
لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
لیک علم اور زہد ہو ویں جمع گر
تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دُنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوش خصال
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنے اک پسر
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر
اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر
کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر
ہو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہیں
ایسے نالائق سے کیا امید ہے
بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر
ایک گھوڑا خوب سا لے دیجئے
سنکے اُسکے باپ نے پھر جلد تر
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا

عالم و فاضل ولی صاحب کمال
صورتِ ظاہر میں مانند قمر
رنج تھا اس بات سے اُس شیخ پر
بھاگتا تھا پڑھنے سے ادہر اُدھر
کرتا تھا برعکس اُس کے وہ پسر
دُور ہو جا پاس سے میرے کہیں
دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے
ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر
اور خرچِ راہ کچھ دیدیجئے
کر دیا تیار اسباب سفر
ساتھ اُسکے کر دیئے اور یوں کہا
پھر نہ منھ اسطرف کو اُسنے کیا

عالم و زاہد سخی اہل کرم
گرچہ ظاہر میں تھا از بس خوبرو
الفتِ پدری سے پر اے نیک پے
کرتا تھا صحبت بدوں کی اختیار
آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا
میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف
دُور ہو گھر سے نکل اے بیحیا
عرض کی اُسنے کہ حضرت خوب ہے
تا کے جبتک میں کہیں نوکر نہ ہوں
ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا
جا تر احافظ خدا اے بد گہر
شہر شہر و در بدر پھرنے لگا

متقی و پارسا و محتشم
لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو
علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار
باپ نے اُس کے کہ سن اے بیحیا
گا و خر بھی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف
نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا
جلد مجھ کو آج رخصت کیجئے
قوتِ بسری اُس سے میں اپنی کروں
اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
نوکری کی جستجو کرنے لگا

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں
اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں

اُس امیرِ نیک کی اے خوش ادا
نوکری کا تھا قلم جاری سدا

عرض کی اُس نے جوں ہی جاکر کہا
نام اُس کا جھٹ سواروں میں لکھا

پھر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری
فوج ساری کا ہوا افسر یہی

عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا
بے غم و بے رنج و بے محنت سدا

اُس پسر کی جس گھڑی اے نیکنام
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ
نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ

پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر
فقر و فاقے سے وَ دلِ خستہ جگر

دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا
رات کو جا ایک مسجد میں پڑا

الغرض کی رات مسجد میں بسر
ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر

سوچنے دلمیں لگا اپنے جواں
یا الٰہی اب بتا جاؤں کہاں

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل
جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل

اِس جواں کے دلمیں یہ آیا خیال
دیکھ تو تو بھی ذرا چلکر کے حال

کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مردِ خدا
ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا

غار کے اندر ہی اندر وہ گدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا

اِسلئے اُس غار سے باہر اخی
وہ فقیر ہر گز نہ نکلے تھا کبھی

تھا معین ایک دن ہر سال میں
باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں

خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے
جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے

تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید
واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید

الغرض اُس دن اُسی معمول پر
جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر

اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا
آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا

اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے
بس دعائے خیر سب چھوٹے بڑے

اور درویش بھی با التجا
اُن کے حق میں مانگا حق سے دعا

شام کے ہوتے ہی وہ پیرِ ہدیٰ
اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا

سوچنے جی میں لگا اپنے جواں
میں بھلا اب دل بتا جاؤں کہاں

کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر
صاحبِ حشمت امیرِ بے نظیر

دے تھا غرض نوکری کی اُسکو جو
اُسکو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ

ایک مدت تک سواروں میں رہا
ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا

چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں
صاحبِ حشمت امیرِ کامراں

ایک مدت تک رہا اس رتبے پر
جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر

کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر
دم کے دم میں ہو گیا زیر و زبر

نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ
دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ

پھرتے پھرتے الغرض با سوز و درد
اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد

تا مسافر جان کر اُس شخص کو
دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو

صبح ہوتے ہی وہ مردِ بے نوا
باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

تھا اسی حالت میں وہ مردِ گدا
دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا

اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن
جانبِ صحرا رواں ہے بے محن

ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا
بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا

عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا
اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا

حق تعالیٰ نے اُسکو قدرت سے مدام
بھیجدیتا تھا اُسی جا پر طعام

اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا
غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا
آپ کو دکھلاتا سب کو دیکھتا

منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا
اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا

اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں
لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں

یہ جواں بھی تھا وہیں حیراں کھڑا
دیکھئے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا

دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر
دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر

اپنے اپنے مدعا کے واسطے
لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے

الغرض اُس دن صبح سے تا بشام
منتظر رہا اُس کوہ کے گرد اژدحام

خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی
رہگیا واں وہ جوانِ اجنبی

آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا
تو کریگا شہر میں جاکر کے کیا

گر بسر جیوں توں یہاں اِس رات کو
جب گئی تھوڑی سی رات اسکے تئیں
گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار
حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت ست
چلکے اُس درویش کی خدمتمیں اَب
کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے
دلمیں اپنے پختہ کر کے یہ خیال
دیکھکر درویش بولا اے جواں
اور مجھ کو چاہیئے ہے کچھ نہیں
میری خدمت میں رہا کر تو سدا
ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد
جو تجھے خدمت پسند آئی تری
جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے
جہل تن میں اک بلائے جان ہے
تو بھی لے امداد اگر ہے ہوشیار
ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند
جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ
الغرض پھر وہ جواں باصد خوشی
جو کہ فرماتا تھا پیر اُسکے تئیں
ایک دن درویش نے اس کو اخی
اُس جواں نے خوش جو پایا پیر کو
یہ کہا درویش نے اے نوجواں
اِس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے
دونوں باتوں کا مجھے دیجیے جواب
یہ کیا تھا عہد میں نے اُس گھڑی
اِس سبب سے رات دن میں بر بلا

صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو
دلمیں اُسکے یہ خیال آیا وہیں
کر تو درویشوں کی خدمت اختیار
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت ست
سیکھ کچھ راہِ خدا اے بے ادب
آخر اک دن یار مرجانا تجھے
غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
کیا ترا مطلب ہے کہ مجھسے بیاں
راہِ حق بتلائیے میرے تئیں
تا ترا مقصود بر لاوے خدا
ہر کہ خود را دید اُو محروم شد
ایکدم میں تجھکو کردونگا ولی
جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے
صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار
آخرت میں اُسکا ہوا انجام بد
غیر کو ناحق کیا یار و تباہ
پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی
جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہیں
سامنے اپنے بٹھایا باخوشی
عرض کی اُسنے کہ اَے فرخندہ خو
جو ترا دل چاہے کہ مجھ سے بیاں
دُور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے
تاکہ ہو موقوف دِلکا پیچ و تاب
جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی
برخلافِ نفس کرتا ہوں سدا

کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھکر زیرِ بستر
کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خلل
صحبتِ درویش سے مسرور رہ
دوست درویشوں کا ہووے جنتی
واسطے دنیا کے کیوں اَے بیخبر
آخرت کے کار سے غافل نہ ہو
اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے
عرض کی اُس نے کہ اَے پیر ہُدا
یہ کہا درویش نے اے نوجواں
بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں
جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ
جہل سے اپنی وہ درویشِ غبی
جہل سے دلمیں نخوت اور غرور
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دُور
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ
جبتلک زندہ ہے جاہل خوار ہے
جہل کا اُسکی کروں میں گر بیاں
پاس اُس درویش کے رہنے لگا
ایک مدت جب گئی اُس کو گذر
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا
ہو جو گستاخی مری اسدم معاف
عرض کی اُسنے کہ یہ جو آپ کی
دوسرے یہ ناک میں بتّی جو ہے
یہ کہا درویش نے اے یار غار
میں کرونگا نفس کے برعکس کار
ناک کی بتی کا سُن مجھسے سبب

پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر
اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل
اور ساری خلق سے بس دور رہ
دشمن اُنکا ہے بلاشک دوزخی
ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے دربدر
دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو
جا کے قدموں پر پڑا درویش کے
ہے مجھے مطلوب اَب راہ خدا
گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں
خدمتی محروم اب جاتا نہیں
کی خودی جس نے رہا محروم وہ
آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی
رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دُور
جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور
جاہلوں کی ہووے صحبت مثلِ آگ
عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے
قہقہہ مارے ہر اک پیر و جواں
اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور
اُس جواں سے وہ فقیر بینوا
عرض خدمت میں کروں میں صاف صاف
آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی
اِسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
جب کہ کی میں نے فقیری اختیار
گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
نفس نے اکبار کی خوشبو طلب

یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے   عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہئے
تا کہ آوے نفس قابو میں تمام   ایسے ایسے اسلئے کرتا ہوں کام
بند میں نے آنکھ کو یوں کر لیا   حق کی نعمت ہیں نہ ہو اسراف تا
اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی   گرچہ میں نے بند کر لی دوسری
اس قدر سنکیا نمائی موم کی   حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی
عالم و فاضل ہے پر میرا پدر   اس سے میں اکثر سنی ہے یہ خبر
اس جنابت سے نہ ہوگا پاک وہ   گو کرے سو بار تن کو شست و شو
اور تیرا عضو سارا اے عزیز   خشک رہتا ہے سدا کر لے تمیز
دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی   ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی
اسکے اوپر آپ کو اب اے فقیر   کہتا ہے تو صاف پاک اور بے نظیر
اس طرح کے زہد و تقوی سے نرے   یہ تیرا خادم بہت حیران ہے
زانوں میں رکھکے سر اپنا فقیر   مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
ایک عرصہ تک تامل میں رہا   پھر یہ اپنے دلسے اسنے یوں کہا
اٹھ یہاں سے کر کے تو بہ جلد تر   اے جنابت کو بدن سے دور کر
الغرض نہا دھو کے اٹھ کر با نیاز   کی ادا اس وقت جو اسنے نماز
وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی   پہلے اس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
علم دیں جا کر کے پڑھ تو شہر سے   پھر سکھا یا کر یہاں آ کر مجھے
اس جواں نے سنتے ہی جھٹ بر ملا   جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا
ہو گیا درویش پھر تو بے خلل   عالم و زاہد و ولی بے بدل
ہونا علم اور زہد آپس میں بہم   رکھ سکے کب رہ میں عزلت کے قدم
زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیخ سے   ماسوا دلبر کے دلمیں جو ہے شے
یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے   اور دلمیں خوف و ڈر ظاہر کرے
انما یخشیٰ ہے انکی شان میں   کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں
یخشیٰ اللہ کو نشان علم جان   انما یخشی[لہ] قرآن میں پڑھ جواں
یعنی فرماتے ہیں یہ حضرت نبی   جانتا ہوں ہیں جو تم جانو کبھی

ہیں نے بدلے عطر کے لی ہے پسر   گوہ کی بتی ناک میں اسدن سے دھر
اور رستی تو دوسرا مجھ سے یہ اب   آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب
کیونکہ دو سے دیکھتے ہیں جسقدر   ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر
بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر   تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر
سنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا   گرچہ میں جاہل ہوں اے مرد خدا
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی   خشک رہ جائے اگر اک بال بھی
کیونکہ دھونا فرض ہے گا جسم سب   گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب
یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے   خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے
کس طرح تیری نماز ہووے درست   جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست
ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ   دین و دنیا جو کرے دونوں تباہ
سنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا   دلمیں کر انصاف اور چپ رہ گیا
شیر کے آگے ہوں جوں روباہ پیر   اس جواں کے سامنے اسدم فقیر
کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا   اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا
غسل کامل اور وضو کو چست کر   باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر
وہ مزہ اور حظ اسے حاصل ہوا   جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا
ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا   اس جواں کو پاس اپنے یوں کہا
شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے   اسلئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے
سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور   ہو گیا درویش راہ راست بر
ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا   جب ہوا مقبول درگاہ خدا
علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے   دھو دے زنگ گمرہی دلسے ترے
ہو جو ہے دلمیں سوا حق کے بھرا   زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا
ڈرتے ہیں حق سے وہ مردان خدا   علم حق جن کو کیا حق نے عطا
یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وے   عالم و عامل ہیں جو بندے مرے
دل کو علم خوف سے آباد کر   جا حدیث لو علمتم یاد کر
ذکر کیا سنسنے کا بلکہ بر ملا   روتے روتے غم سے دو نالے بہا

۱۲

لہ یہ اشارہ ہے طرف آیہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی خدا کے بندوں میں علما ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲-

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا

درد و غم سے کرکے پُر اک جام لا
جلد دے امداد کے منہ سے لگا

تاکہ دریا بار جا دل میں سما
درد سے ہو درد اُسکے کی دوا

علم کا ان سہر زاغ و باغ بود
ہمچو مرد و زورا چراغ بود

اِس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
نے زباغ و زاغ و اسپ و گاؤ خر

فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبیؐ
فقر سے ہو زیب و زینت علم کی

علم کی عزت بلاشک فقر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے

فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی
حشمت دنیا ہے ذلت علم کی

فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے
مومنوں کا فقر ہی معراج ہے

مولوی کو بے گماں لاریب ہے
اُسکو اسبابِ جہاں سے زیب ہے

علم کا نقصان ہے حضرت مولوی
حشمت و مال و منالِ دنیوی

قاقم و خز کب تلک یوں پہن کر
ہوگا تو آراستہ اے نامور

اور کب تک مُرغ و ماہی سے اخی
تو کریگا زیب و زینت خوان کی

آپ کر انصاف اے صاحب کمال
ہو میسّر کب تجھے یہ از حلال

اِسقدر مال و منال اے باادب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب

تو مشقت گر کرے ہو ہو نڈھال
آدے کب کچھ ہاتھ میں مالِ حلال

اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور
جَو کی روٹی اور کچھ دالِ مسور

موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو
اِس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو

اور نیز اِسقدر مال و منال
جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال

مال و ملک و دولت و باغ و بہار
مسند و تکیہ و خانہ زر نگار

نان و حلوا قند و شکر قورما
ہو میسّر بے شبہہ کیونکر بھلا

جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا
عالم و فاضل ہیں ہم با اتقا

علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا
اور کھانا پھر نہ ہو اِس طرح کا

ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہ ناک
تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک

آخرش تجھ کو کرے دیں سے بری
یہ تن آرائی و یہ تن پروری

مال و ملک و دولت و باغ و چمن
سب یہ گردن میں پڑینگے طوق بن

ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہہ ناک
خاک کھا اور ڈال تو دانتوں پہ خاک

اور یہ لقمہ آخرش اے نیکنام
زہر قاتل ہو ترے حق میں تمام

تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے
نورِ عرفاں دل سے وہ بیروں کرے

تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شبہہ
دین اور ایماں ترا کھاتا ہے یہ

ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے سُن
اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھُن

تو بُرائی اور خباثت بدر گی
شبہہ کے لقمے کو سُن مجھ سے اخی

یعنی اِک دانہ اگر ہو شبہہ ناک
اُسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک

سیکڑوں تعظیم اور عزت سے جا
بودیں کعبے کے حرم میں برملا

تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
اور گاؤ چرخ سے بو نا کرے

اور سینچیں آب زمزم سے اُسے
حضرت ابراہیمؑ آکر پے بہ پے

اور اُسکے کاٹنے کے واسطے
آہن نو سے اگر دانتی بنے

اور پیسیں حضرت خیر النساءؓ
حجر اسود سے بنا کر آسیا

اور گوندھیں اُسکو حوریں جنتی
با خوشی کوثر کے پانی سے اخی

اور خمیر اُسکے پہ پڑھنے بے عدد
فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

اور جلادیں لا کے حضرت جبرائیلؑ
لکڑیاں طوبیٰ کی جھٹ بے قال و قیل

اور پھونکیں آگ اسکی دمبدم
حضرت عیسیٰؑ نبیِ محترم

اور پکاویں حضرت مریمؑ اُسے
نوحؑ کے تنور میں اے نیک پے

اور اگرچہ تو پڑھے اے ہوشیار
اُسکے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار

گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل
پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

باوجودِ ایسی کراماتوں کے یار
وہ خباثت اُسکی ہو پھر آشکار

۱۳

آتش خاصیت اُس کی جب کھلے
وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے

راہِ طاعت میں تجھے بیجان کرے
خانۂ دیں کو ترے ویران کرے

راہِ جنت کی چھوڑا کر بے خلاف
راہ دوزخ کی بتادو تجھ کو صاف

درد دیں کا ہے تجھے اپنے اگر
جلد اُسکا کر علاج اے بے خبر

ورنہ ہو گا دین تیرا سب تباہ
کر علاج اسکا ذرا بہرِ آلہ

کر کے محنت اور مشقت باکمال
جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال

اس ہواؤ حرص سے تو در گزر
کر قناعت پیشہ مت پھر دربدر

جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے
تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے

ہو نہ گر کمخاب و مخمل گلبدن
اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن

نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ
اور بریانی متنجن نان پاؤ

ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک
تجھ کو کافی ہے پیاز و نانِ خشک

سونے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر
مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر

اور نہ ہووے گر پیالہ زرِ ناب
کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب

اور سنہرے آبخورے گر نہ ہوں
پی سکے ہے یار پانی چلوؤں

اور نہ ہوویں اسپ گر زریں لجام
پا پیادہ چل سکے ہے چند گام

گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو
چل سکے ہے پا پیادہ یار تو

جو نہ ہووے دُور باش از پیش و پس
دُور باشِ نفرتِ خلق از تو بس

یعنے گر ہوویں نہ تیرے باوقار
آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار

اس سے بہتر ہے کہے تجھ کو ضرور
سارا عالم ہر طرف سے دُور دُور

اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار
کر سکے ہے زندگی در کنج غار

ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھری
رہنے کو کافی ہے خس کی جھوپڑی

اور نہ ہوویں فرش گر ابریشمیں
بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں

مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو

واسطے داڑھی کیکر کنگھی نہ ہو
انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو

اس جہاں میں ہے تو چند اک روز کو
بَن کے پھل سے کر بسر اوقات کو

الغرض جس چیز کا چاہے یہاں
ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگماں

جس کا چاہے تو جہانمیں ہو عوض
تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض

اور جہانمیں بے عوض ہے جان تو
قدر اپنی عمر کی پہچان تو

عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار
اسکو ہاتھوں سے نہ کھو اے ہوشیار

ساقیا بہر خدا وہ جام دے
چھوٹے کر حرص و ہوا کی قید سے

تا کرے امداد جا کر بے محن
یار کے کوچے میں قربان جان و تن

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً انصاف اور اخلاص کے ساتھ

خرچ جاں اپنی کر واے عاشقو
دوستی میں اپنی گر تم راست ہو

جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے
تن کو جانے ہے کہ سنگِ راہ ہے

ٹھوکریں کھاتا ہے سب کی وہ سدا
جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا

گیند دولت کا وہ آخر لیگیا
جان دی جس نے پیائے دلربا

دو جہاں سے اُس نے بازی جیت لی
یار کے قدموں پہ جسنے جان دی

گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار
گاؤ نفس اپنے کو تو اوّل تو مار

کر جوانی میں نثار اے دوست جاں
جا عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ پڑھ جواں

یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو
اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو

کر جوانی میں تو قرباں آپ کو
یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو

جو ہوا بوڑھا گراں جانی نہ کر
بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر

سب ہوئے بر باد ایام شباب
بہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے شتاب

دن جوانی کے ہوئے آخر تمام
کچھ کیا حق کیلئے تونے نہ کام

گذرا سِن پنجاہ سے اور اک سجود
نے کیا تا کام آوے اے جہود

ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی
کام کی جو بات تھی ہر گز نہ کی

عمر تیری کام کی گذری نہ آہ
ایک بھی سجدہ نہ تونے کر لیا

تاکہ کام آتا وہ تیرے یومِ دیں
وہ کیا ہرگز نہ تونے اے لعیں

اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال
کر شروع آہ وفغاں تیز بنال

جو کیا نالہ نہ در فصلِ بہار
کرادا اُس کو خزاں میں زینہار

اب بھی تو بہر خدا اے بے خبر
اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر

عجز سے رو کر خدا کے روبرو
توبہ واستغفار کر ہر لحظہ تو

جو جوانی میں کیا تونے نہ کام
کرادا اُس کو بڑھاپے میں تمام

تاکہ تو جانے زیاں کا سُود یار
تجھے کہنہ تو نقد اور توبہ اُدھار

غرق دریائے گناہی تا بکے
وز معاصی روسیاہی تا بکے

غرق دریا میں گناہوں کے بھلا
تو رہے گا کب تلک مجھ کو بتا

اور بدیوں سے تو اپنی روسیاہ
کب تلک رکھیگا اے حال تباہ

گوشِ جاں سے پنبہ غفلت نکال
جدِّ امجد کا تو سُن پھر مجھ سے حال

حضرت آدمؑ کہ دادا سب کے تھے
اور خلیفہ تھے خدا کے جا نلے

اور فرشتوں نے اُنہیں سجدہ کیا
دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا

اِک گنہ کرتے ہی سُن اُن کو کہا
مذہبی مذنب نکل اب یاں سے جا

تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ
داخل جنت ہو تو اے روسیاہ

اِک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال
حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال

جو کرے صد ہا گنہ شام وسحر
کس طرح جنت میں ہو اُسکا گذر

حد سے گذرا انتظار اب ساقیا
کر مدد یہ وقت ہے امداد کا

عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے
اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان میں بیان ہے مُراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الوَطنِ مِنَ الاِیمان کہ کیا غرض ہے اس سے

۱۵

قید میں عصیاں کی جو قید ہیں
سحرِ غیبی سے وہ نا امید ہیں

جو گناہ ہو کے پڑے ہیں جال میں
یار کے دیدار سے محروم ہیں

تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی
قید میں ہیں نفس اور شیطان کی

لذتِ تن میں پڑے ہیں جو کہ بد
اُنکی گردن میں ہے حَبلٌ مِن مَسَد

بندِ تن کو توڑ زنداں سے نکل
یار کے کوچہ کو اُٹھکر جلد چل

اُٹھ تو جبہ کر سُوے ملکِ نعیم
یاد کر اوطان اور عہدِ قدیم

اُٹھا کہیں بہر خدا اٹک سوچ تو
یار کے کوچے کو اور اس عہد کو

یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر

ظاہر اور باطن یعلم اے نیک تن
کہتے ہیں ایماں سے ہے حبِّ وطن

یہ وطن ہند وعراق وشام کے
وہ وطن ہے اور جسکا نام لے

یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی
کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ

دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا
ہو خطا سے کب تجھے ایماں عطا

ترکِ دنیا کو کرے ہے یار جو
دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ

چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار
اُس وطن کو نفس پر ہو کر سوار

نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن
جنکو رغبت ہے سُوئے اصلی وطن

ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر
رکھتے ہیں وہ راہِ اصلی پر نظر

اس وطن میں ہے تجھے جاں اک سفر
جیوں مسافر چاہیئے کرنا گذر

دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار
کرلیا تونے وطن ہی اختیار

شہرِ تن میں اسقدر تو آپھنسا
اس وطن کو کردیا دل سے جدا

اس وطن میں ہے جو بیخود ہو وطن
تو پڑا کب تک رہیگا خستہ تن

موڑ منھ اور تن سے جانکو شاد کر
اپنا تو اصلی وطن آباد کر

چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا
کوئی ویرانے میں رہنا ہے بڑا

ہے یہ دنیا غانہ سو ویران یاد
اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار

ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر
اُلوؤں اور جغدونکے رہنے کا گھر

ہے یہ جنت واسطے کفار کے
ظالم وفساق وبداطوار کے

اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں
عیش اور آرام زنداں میں کہاں

فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر
تاکہ تو اس قید سے ہووے بدر
آشیانہ ہے ترا عرش بریں
تو پڑا ہے قید میں اندر زمیں

چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار
اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا
دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا

کب تلک اے شاہباز پر فتوح
تو رہیگا دور از اقلیم روح
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر
ایسے ویرانے میں کھولے بال و پر

کب تلک اے ہدہد شہر سبا
تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
کر کے کوشش بند پا سے دور کر
اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر

کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل
گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے نکل
تا عزیز مصر ربانی ہو تو
جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو

اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر
ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر
ایک دانے کیلئے اے زشت خو
جال میں تو نے پھنسایا آپ کو

واسطے تصویر بیجاں کے میاں
آپ کو رسوا کیا اندر جہاں
بھر رہے دل میں خیالات جہاں
ذکر و فکر حق بھلا اس میں کہاں

لوح دل سے سب خیالا تو نکو دھو
جان سے اک یار پر مفتون ہو
یار ہر جائی نہ بن اے بیوفا
خالصاً اک دلربا سے دل لگا

جب نہ تجھ کو ہو پسند ہر جائی یار
کیوں نہ ہو بیزار اس سے کردگار
ایک سو ہو کر یہ سن مجھ سے مثال
تاکہ ہو معلوم تجھکو سب یہ حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی نر

تھی اک عورت خوبصورت نازنیں
سیم تن نازک بدن اور مہ جبیں
زلف و رخسار و لب اسکے رشک حور
جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور

ایک دن با ناز با صد کر و فر
ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر
اتفاقاً سوختہ دل اک جواں
دیکھ اسکو ہو گیا عاشق بجاں

اس پری کا دیکھ کر حسن و جمال
ہو گیا وہ مثل تصویر خیال
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار
ہو گیا گل محو اندر روئے یار

اسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر
عشق کا اسکے ہوا زن پر اثر
یوں کہا زن نے اسے اے سادہ رو
حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو

کیوں کھڑا ہے کسکا تجھ کو دھیان ہے
کس لئے آئینہ ساں حیران ہے
جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر
کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر

اس جواں نے یوں کہا جان جہاں
چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں
عشق تیرا لگیا اے میر بیجاں
ہوش و عقل و صبر اور تاب و تواں

عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا
کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
یہ کہا زن نے اسے اے بیخبر
ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر

حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار
جسپہ ہیں شمس و قمر دونوں نثار
دیکھ اسے مڑکر ذرا اے سادہ رو
آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رو

سنکے یہ اور چھوڑ کر اسکو وہ خام
ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر
دھول اک سر پر لگائی جلد تر

اک طمانچہ اسکے منھ پر مار کر
یہ لگی کہنے اسے اے خیرہ سر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو
اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو

غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا
ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بیحیا
کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا
غیر کو کیوں دلمیں پھر دیتا ہے جا

کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقاں
غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہاں
جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر
ہے حقیقت میں وہ منکر سر بسر

اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو
کعبے میں چاہے بنانا دیر کو
رکھتا ہے دلبر تو داغ حب غیر
اور چاہے کوچۂ دلبر کی سیر

غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال
چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال
دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا
کس لئے احول بنا ہے بے حیا

جو سوا حق کے ہے دے سبکو جلا
ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا
جز وجود مطلق اور ہستی پاک
دھیان میں تیرے جو آوے ہے سب خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں　　ہے یہ اک نور منزہ اے جواں
اول و آخر نہان و آشکار　　ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار

ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر　　ایک صورت جان لے اے بیخبر
ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال　　اس تکثر سے ہے حیران عقل حال

ہے کہاں سے کثرت آئینہ جاں　　ہیں سب اسماء و صفات اے نکتہ داں
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں اب　　قید وحدت سے ہوئے ہیں بند لب

اس نشکر نے بند لبوں کو کر لیا　　گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا
ساقیا اس دشت وحشت سے چھڑا　　یار کے کوچے کا دے رستہ بتا

جام وحدت دیکے ساقی جلد تر　　ماسوا کی قید سے آزاد کر
تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بند تن　　بحر درد عشق میں ہوں غوطہ زن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور بہ ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہیں طریق عشق میں صدہا بلا　　اے دل غمگین غم میں مبتلا
عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم　　آفت و درد و بلا و رنج و غم

محنت و خواری و ذلت اور حذر　　انتظاری بیقراری درد سر
کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں　　ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں

نے عزیز و نے قریب و نے شفیق　　نے کوئی غمخوار انکا نے رفیق
ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر　　آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

لیک عاشق ماہران عشق ہیں　　ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں
عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں　　بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں

جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام　　بود سے اپنے ہیں بے خود لا کلام
تو بھی اے امداد اپنے سے نکل　　ہو کے بیخود کوچہ دلبر کو چل

خار و خس کو غیریت کی آگ دے　　با فراغ دل تو تنہا راہ لے
سن نہ ہووے ہیں ترے کب کا ہوا　　مت ہو تو اس میں تجھے ہے فائدا

ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری　　بہتری ہے بیخودی میں اے اخی
راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے　　جسم و جاں کو پہنچے غم گر پے بہ پے

رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی　　جبکہ حاصل ہووے مقصود ولی
بکریوں کا دیکھ گلہ جس طرح　　بھیڑیا ہوتا ہے خوش اور با فرح

بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار　　بھیڑیے کی آنکھ میں باغ و بہار
ہے اسی صورت سے حال عاشقاں　　سو بلاؤ درد و غم میں بے گماں

انکو حاصل باد جمال یار ہے　　گرچہ تن ان کا مثال خار ہے
عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی　　سر بسر ہے درد و غم آلودگی

عیش و عشرت جبتلک چھوٹے نہ تو　　غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو
ہو نہ جب تک تجھپہ آسائش حرام　　رکھ سکے کب عشق کے رستے میں گام

کب بھلا حاصل تجھے ہو راہ عشق　　مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام تے　　عشق کی رہ ہے رہ حمام تے

توشہ ہے اس راہ میں تقوی اترا　　نان و حلوا طاق میں رکھ اے فتا
نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال　　باغ و زراعت و حشمت و اقبال حال

نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن　　تیری گردن میں پڑے جو طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ　　جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ

نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار　　مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل　　اور فریب نفس و علم بے عمل

نان و حلوا کیا ہے سن اے بد قماش　　یہ سعی تیری ہے از بہر معاش
واسطے دنیائے دوں کے ہوشیار　　زیر منت ہو گا کس کس کے تو بار

بے بقا کیواسطے اے خود پسند　　ہو گا کس کس کا تو یاں احسانمند
عیش اور آرام تیرا اے جواں　　لیگیا یک لخت یہ حلوا و نان

تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا　　در بدر رسوا پھرانا ہے سدا
دھو دیا لوح توکل سے سبھی　　نام تیرا جان اے مرد غبی

گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر — کیوں پھرے سرمارتا ادھر ادھر
کان میں تیرے پڑا بھی ہے لئیم — حرفِ الرزق علیٰ ربٍّ کریم
یعنی ہے رزاق وہ پروردگار — رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر — پھرتا ہے پھر کس لئے تو در بدر
جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر — صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا — تا کہ دے تجھ کو دکھا راہِ ہدیٰ

اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دُنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبناں میں تھا ایک عابد مقیم — غار میں جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری چق و بق — غار میں بیٹھا کرے تھا یادِ حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار — رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر — نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ — اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مردِ خدا — یاد میں اللہ کی مشغول تھا
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا — فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا — بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہرِ امتحاں — ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام — وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر — سیکڑوں آنے لگے دلمیں خطر
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ — فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا — اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جیوں تیوں بسر — ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر
آخرش اُٹھکر وہ با صد اضطراب — غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر — اور لگا پھر دیکھنے ادھر ادھر
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر — دُور سے قریہ اُسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اُتر کر وہ اخی — گاؤں کے اندر گیا با صد خوشی
سُن تو اُس قریہ میں رہتے تھے تمام — گبر اور قوم نصاریٰ لا کلام
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا — یہ کہا کچھ دو مجھے بہر خدا
گبر نے دو روٹی اس عابد کو دی — لیکے اُس کو وہ چلا با صد خوشی
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکاں — تا کرے افطار روزہ اُس سے واں
گاؤں سے باہر نکلکر وہ جواں — غار کی جانب ہوا جس دم رواں
ایک کتا گبر کے دروازے پر — رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
بھوک کے مارے یہ تھا احوالِ سگ — رہگئے تھے استخواں اور پوست و رگ
گرچہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی — کھینچتا گر گردہ پر کار بھی
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر — جان دیتا تھا وہ اُس پر بے خطر
جو زباں پر آتا تھا لفظ خبر — وہ سمجھ کر خبز دے تھا اُس پہ سر
کتا بو پا کر کے عابد کی ذرا — دوڑ کر جھٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
جب لگا عابد کو پہنچانے ضرر — ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو — لیکے دوڑا اُسکو وہ مرد نکو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا — دوڑ کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی — تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈالدی
دیکھ اُسکو پھر ہوا عابد رواں — اُسکی ایذا سے کہ تا باوے اماں
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا — چھڑ چھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
پیچھے اُسکے مثل سایہ وہ چلا — بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا — میں نہیں دیکھا ہے تجھسا بیحیا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا — کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا
سو وہ دونوں تجھ کو اب میں دے چکا — پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو ستا
اور کیا چاہتا ہے مجھ سے اے پلید — کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید

قدرت حق سے وہ کتا ناگہاں
گفتگو کرنے لگا جوں مرد ماں

یہ لگا کہنے کہ اے مرد خدا
غور کر ٹک میں نہیں ہوں بیحیا

بچپنے سے اب تلک اے نامور
رہتا ہوں اس گھر کے دروازے اوپر

گھر کا اسکے بن رہا ہوں درباں
بکریوں کا اسکے ہوں میں پاسباں

گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ ناں
اور گاہے دے ہے مشت استخواں

اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے
کچھ نہیں اسدن کھلاتا ہے مجھے

گذرے ہیں مجھپر بہت شام و سحر
روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر

گاہ ہوتا ہے کہ پہر پہر تو
نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو

ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں
خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں

پرورش پائی جو میں اسدر اوپر
اور کے در پر نہیں کرتا گذر

گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہوں میں
در پر اسکے پر پڑا رہتا ہوں میں

اسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر
صبر سے رہنا ہے گاہے مجھ کو شکر

کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا
ساتھ اسکے میں بصد رنج و عنا

الغرض یہ عاصی اسکے درسوا
اور کے در کو نہیں پہچانتا

اور تجھے جو ایک دن اے نوجوان
نے ملا تقدیر سے حلوا و نان

پس بنا ہے صبر میں آئی شکست
غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اس رزاق کا در چھوڑ کر
گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر

کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر
مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر

واسطے روٹی کے اپنے دوست کو
چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو

اور دشمن اسکے سے کی دوستی
کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی

اب ذرا منصف ہو اے مرد خدا
بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا

سنکے یہ عابد گرا بیہوش ہو
پیٹ کے سر ہوگیا بے ہوش وہ

اے سگ ملعون نفس امداد کی
یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی

صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے
گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے

ساقیا میری خبر لے جلد آ
نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچا

نفس و شیطاں نے کیا مجھ کو اسیر
ہو کہیں بہر خدا تو دست گیر

اس میں مذمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مرد غبی
واسطے زر کے بنے تو متقی

شانہ و مسواک تسبیح و ریا
جبہ و دستار و قلب بے صفا

زہد کا دعوی ہو تجھ کو بے شمار
جاہ و عزت کیلئے اے نابکار

لے بنا تقوی کی صورت بے نظیر
تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر

ہے گماں تجھ کو کہ ایسے مکر سے
سارے عالم کو مطیع اپنا کرے

ہے توقع تجھ کو اے مرد غبی
تا کہ اس جھوٹی فقیری سے زری

معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں
لائیں نظریں پاس تیرے بیگماں

یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز
ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز

ہیں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں
جانتے ہیں سب کی خوبی و زیاں

یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو
اس سے وہ واقف ہیں بیشک ہو بہو

پر یقیں ہے تجھ کو اب بیشک یہی
حال سے میرے نہیں واقف کوئی

اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا
لاف تقوی اور عدالت کی سدا

فکر ہیں ہر دم ہے تو اس بات کی
جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی

کار تیرا سر بسر لیل و نہار
کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار

واسطے زر کے بنے اے نابکار
متقی و عاقل و پرہیزگار

نان و حلوے کیلئے تو اے لعیں
کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دیں

جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر
دین و ایمان سے پڑا تو دور تر

دیں دیا تو نے لیا نان حرام
مکر و حیلہ بہر تسخیر حرام

مال کھاتا شاہوں کا با مکر و شید
چھوٹے غفلت سے نہ تیری عمر زید

لے فریب و مکر سے شاہوں کا مال
ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال

پھر یہ تقوی اور عدالت باوجود
ایسے وصفوں کے ہے قائم اے جہود

ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار
یہ عدالت اور تقوی نابکار

سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہے — جو نہیں نقصاں کسی شئے سے اسے
نے خلل اسکو کسی شے سے عزیز — جوں وضوے محکم بی بی تمیز
کچھ نہیں نقصاں فریب و مکر سے — اس عدالت اور تقوی کو ترے

حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن تک اے عزیز — جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
شہر ہرا میں تھی حسن اک بیوہ زن — کہنہ رند و حیلہ ساز و پر فن
نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار — کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اسے لیل و نہار — تھی سدا رغبت بہت اے نامدار
صبح سے لیکر کے تا وقت عشا — باوضو رہتی تھی اے مرد خدا
بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور — رات بھر کرتی زنا فسق و فجور
ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی — گرچہ پھر بوڑھا چمار ہووے کوئی
آنا جو اس بیحیا کے پاس یار — آگے اسکے پڑتی تھی دامن پسار
لے نماز شام سے تا بامداد — نامرادوں کو سدا دیتی مراد
اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات — ایکدم بھر بے قلم سے نیک ذات
جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں — جھٹ رقم کرتی وہ اس پر بیگماں
رند اور اوباش کے مقصود کو — خوب بر لاتی تھی وہ اے خوبرو
اسکی چکی شیخ کے مانند یار — پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار — کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار
جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز — ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز
بے وضو بے غسل بے نیت سدا — خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا
اسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر — باوضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر
ایسی بدذاتی سے پھر وہ بیحیا — آپ کو کہتی تھی میں ہوں پارسا
۲۰ ایک دن اک رند نے اس سے کہا — کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کار سے تیرے مجھے — حیرت آتی ہے بہت اینیک پے
باوجود ایسی جنابت کے سدا — خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ محکم وضو — کر بیاں کچھ حال اسکا مجھسے تو
یہ وضو تیرا حسن اے نیکو سیر — سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سد سکندر سے دوچند — جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند
ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے — ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو — سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو
یوں ہی تقوی اور عدالت تیرا یار — سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر — بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر
ساقیا آمد سے گذرا انتظار — جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کرکے تا ناموس کے دامن کو چاک — آتش دل سے میں ڈالوں سر پہ خاک

اس میں مذمت ان درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد ان کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خودپسند — مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلئے ہے صبح شام — تا کہ ہو مشہور علم اور فضل تام
بہر اظہار فضیلت اور عمل — آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
توبہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے — خلق میں مشہور ہونے کیلئے
علم و فضل اپنا جتانے کیلئے — سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال — مرد و زن کیواسطے ڈالے ہے جال
تا کہ ہوں تابع ترے کچھ عام ہیں — سو فریبوں سے تو لایا دام میں
جاہل و نادان دبے عقل و شعور — جال میں تیرے پڑے اے پر غرور
معتقد تیرے ہوئے ولے پر ضرر — کون شوئی کا نہیں جنکو شعور
جاہلوں میں بیٹھ کر بن بن سدا — علم و فضل اپنا جتایا خوب سا

خوب ہی تقریر کو دیگر کے زیب — جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب
راہ جنت کا بتاوے اور کو — آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
شہد و شربت اور کو دے ہے پلا — آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
بھیجتا ہے اور کو گلزار میں — آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں
خوب ہی شیخی جتائی کھول کر — مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بتا — حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس — ہے یہی شیطان تیرا اور نفس
ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا — درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
خنجرِ لاحول سے اِس چور کو — قتل جس نے کر دیا اے نیکخو
درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض — ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض
اسپ و دولت کو وہ اپنے باہنر — ہے وہ دوڑاتا فرازِ عرش پر
وقت ہے امداد کی امداد کا — کر کے امداد انکے پیچوں سے چھڑا

دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام — اور ہووے خود فصیحت لاکلام
رہ بتاوے اور کو گلزار کی — اور لیووے آپ رستہ نار کی
کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر — اور ہووے آپ گمرہ جان کر
ہے یہ سب اسواسطے اے پرخلل — لوگ جانیں تا ترا علم و عمل
پر اصول و فروع تیرے اے اخی — محکم اِن دو سے نہیں ہے ایک بھی
جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے — یہ ریائی درس نامعقول ہے
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند — زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند
چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا — دُولتِ ایماں کو ہے لوٹتا
دُولتِ ایمان لی اس نے بچا — با خوشی جنت میں جا ڈیرا کیا
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے — کر دیا آزاد جاں اے نیک پے
ساقیا لے بہر حق میری خبر — نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر
تا کہ یہ جا کر کے بے روی و ریا — اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا

۲۱ اس میں مذمت اور برائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبیٰ کے سے

کیا ہے دُنیا یعنے اسبابِ جہاں — آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں
کر دیا قربان اُس پر اپنا سر — ہو گیا تو راہِ حق سے دُور تر
اور بھی اکثر ترا اے نیک خو — لے گیا ہے رونقِ اسلام کو
اور اس دنیائے دوں پر خاک ڈال — آپ کو بارِ گراں سے تو نکال
سعی کچھ جاتی نہ عقبیٰ کی ہے کیا — سعیِ دُنیا میں رہا تو مبتلا
پیچھے اسکے دوڑے ہے از جان و دل — اُسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل
سعیِ دنیا میں رہا تو عمر بھر — کیا ہوا حاصل تجھے جز دردِ سر
کارِ عقبیٰ کا جو کرتا بند و بست — کارِ دنیا کے بھی سب ہوتے درست
ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع — اپنے اس اللہ کی جانب رجوع

یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دُور — اور کرے راہِ ہدیٰ سے تجھ کو دُور
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام — اسطرح کے نان و حلوے نے تمام
جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور — بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر
سعی تیری ہے یہ اے صاحبِ ہنر — واسطے دُنیائے دُوں کے سر بسر
اس کی رہ میں موشگافی اے شقی — اس کی رہ میں کُند فہمی احمقی
باوجود اس سعی و محنت کے ترا — جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعیِ عقبیٰ کی جو تو کرتا میاں — کارِ دُنیا کا بھی بر آتا میاں
اِسلئے فرماتے ہیں خیر البشر — جو کوئی دنیائے دُوں کو ترک کر
کار اُسکے دنیا و دیں کے تمام — ہوتے ہیں آسان سب اے نیکنام

اِسکے اوپر یاد آئی ایک مثال ۔ کان دھر کے سن اسے اے خوش خصال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کارِ آخرت کا اوپر کارِ دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مردِ صالح نوجواں ۔ کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں
پاس اُسکے کہتے ہیں تھا اک شتر ۔ بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا ۔ اونٹ اُسکا بھاگ جنگل کو گیا
اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے ۔ تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مردِ حیراں ہو کے بولا اے خدا ۔ پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا
گر میں دوں کھیتی کو پانی اب یہاں ۔ اونٹ اپنے کو میں پھر پاؤں کہاں
اور نمازِ جمعہ بھی دوں ہاتھ سے ۔ ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے
گر نہ دوں کھیتی کو پانی اس زماں ۔ ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو میں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا ۔ بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا
اسی تردد سے وہ مردِ خوش لقا ۔ ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بعدِ تامل کر کے وہ ۔ چل نمازِ جمعہ کو جو ہو سو ہو
کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا ۔ اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا
یعنے کارِ دین کو ہووے بقا ۔ اور کارِ دنیوی کو ہے فنا
جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز ۔ اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفٰے ۔ حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا
جا غرض تکبیرِ مسجد اُس نے کی ۔ اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغولِ ذکر ۔ اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر
با خضوعِ دل بصد عجز و نیاز ۔ سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر ۔ دیکھتا کیا ہے کہ وہ اُسکا شتر
ہے کھڑا اپنے مکاں پر اے میاں ۔ عاجز و مسکیں غریب و ناتواں
۲۲ اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُسنے جا ۔ کسطرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں ۔ اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھیڑیا ۔ مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو ۔ یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جا کر سینچتا ہوں کھیت کو ۔ اپنے اس معمول پر چلتا کہ ہو
گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر ۔ جز کو تو مت چھوڑ پر اے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مردِ نوجواں ۔ کھیت کی جانب ہوا اپنے رواں
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر ۔ پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اُس نہر سے بس بیگماں ۔ اُسکی ہر کیاری میں ہے پانی رواں
ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا ۔ کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا ۔ کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اُس نے ہمسایوں سے جا ۔ کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
بولے سب ہی یہ عجب اک ماجرا ۔ خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو ۔ پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر ۔ پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
ہو گئے ناچار جب اے با ادب ۔ چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکمِ حق سے کھیت میں تیرے میاں ۔ ہر کیاری میں ہوا پانی رواں
ہو کے شاداں اور خرم وہ جواں ۔ شکر حق کرنے لگا بس بیگراں
جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر ۔ باندھ لے حق کی عبادت میں کمر
آپ خود آکر یہ دنیائے قلیل ۔ پاؤں میں اُسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار ۔ خود بخود دنیا ہو اُس پر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا میں پڑے ۔ دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر ۔ وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو گیا اُس شخص پر قہرِ خدا ۔ جو ہوا دنیائے دوں میں مبتلا
ہو نہ حاصل دین اور دنیائے دوں ۔ قعرِ دوزخ میں پڑے جا سرنگوں
ساقیا وہ جام دے اب تو بتو ۔ عیشِ دنیا جس سے مجھ پر سرد ہو

چھوڑ کر دنیائے دوں کو سربسر | حکم پر دلدار کے باندھوں کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کسقدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال | ایک منعم سے کیا اُس نے سوال
یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر | درپئے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیائے دنی | کسقدر ہے کہہ تو اے مردِ غنی
یوں کہا اُس نے کہ بیحد و شمار | کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا | رہتا ہے اسکی تگ و دو میں سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل | یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدرِ قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر | پر نہ آیا اُس سے کچھ عشرِ عشیر
یہ کہا عارف نے اسکے ہے نواب | فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو عبث اُسکے میاں | عمر کو کرتا ہے اپنی رائیگاں
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا | عمر اپنی اس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا | اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا
مدعا دل کا ترے اِس سے کہیں | کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبےٰ کا گھر | سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر
اُس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جاں | میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنے اِس دنیائے دوں سے اب تجھے | دارِ عقبیٰ ہو وے حاصل کب تجھے
مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر | باندھتے ہیں راہِ عقبیٰ میں کمر
اور تو بہر گاؤ نفس بے حیا | کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
یادِ حق کو تو نماز فرض جان | اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا | راہِ عقبیٰ کو دیا دل سے بھلا
واسطے عقبیٰ کے نوائے بہرہ ور | چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زالِ دنیا ہو ذلیل | پاؤنمیں پڑتی ترے با قال و قیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحب دل ذکی باعز و جاہ | با خوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
اور گردِ اُسکے مرید اور طالبیں | جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقیں
ناگہاں دو جانور اک طرف سے | سامنے کو آ گئے اڑتے ہوئے
ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا | اور اُسکی جستجو میں دوسرا
اُن میں آگے تھا کبوتر بس رواں | سب سے عاجز اور حقیر و ناتواں
اُسکے پیچھے مرغ زریں بال و پر | اڑتا جاتا تھا نہ اک بھی ایک کے
اور پیچھے مرغ زریں کے اوڑا | جاتا تھا بدبخت کوا جوں ہوا
کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش و لے | ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں | ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
کیوں کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یوں | اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں | زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنسہائے مختلف ہیں ہے یہ کیا | ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی | جنس ہے جنس کو میل اے اخی
جنس جانب جنس کے کھنچتی ہے میل | ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا | اور کافر پر ہو کافر مبتلا
صالحوں کیساتھ ہو دیں صالحاں | ساتھ بدکار ونکے ہوں بدکاریاں
زاغ ہمرہ زاغ کے ہو کر اڑیں | بلبلوں کیساتھ بلبل خوش رہیں
انبیا اس واسطے پیدا ہوئے | جنس ہے انسان کے اے نیک پے

آدمی تا ملکے اپنے جنس سے ‏ بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب ‏ فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب

انبیا ہوتے فرشتوں سے اگر ‏ کب پکڑتے اُن سے انسیت بشر
کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب ‏ راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب

اک خلاف جنس سے ہوں سو حجاب ‏ اور ہوں ہمجنس سے لک فتحیات
فائدہ ہمجنس سے ہو جس قدر ‏ غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر

روح جو آئی ہے ملک امر سے ‏ زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے
جسم ملک خلق سے پیدا ہوا ‏ خواب و خور میں اس لئے ہے مبتلا

اُس کی پیدائش ان دو[2] سے ہوئی ‏ حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی
جو کرے یہ میل جانب خاک کی ‏ نفس امارہ[1] بنے ہے اس گھڑی

اور کرے جو روح کیجانب گذر ‏ نفس لوامہ بنے اُس وقت پر
میل ملک امر کا جب اسمیں ہو ‏ آوے لوامہ کی جانب دوڑ دو

جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا ‏ ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد ‏ مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد

اس سخن کی کب ہے امداد انتہا ‏ ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دل جمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں ‏ یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیاں
جو اڑے جاتے ہیں یہ تین[3] جانور ‏ ہے مثال اُنکی سمجھ اور غور کر

بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور ‏ دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور
یہ مثال اُن کی ہیں تینوں جانور ‏ ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر

طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب ‏ ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب
بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے ‏ مُرغِ زریں کے فریب و مکر سے

اور درپے مرغ زریں اُسکے ہے ‏ تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے
لیک ہرگز یہ کبوتر نازنیں ‏ ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں

اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا ‏ حرص سے جاتا ہے کوا بیحیا
پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا ‏ گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا

جان عارف ہے کبوتر کی مثال ‏ جاتا ہے حق کیطرف بے قیل و قال
اور زریں مرغ تو دنیا کو جان ‏ دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان

زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے ‏ چوں زغن مردار دنیا میں پڑے
کر تو دنیا دار کو کوا شمار ‏ ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار

اہل دنیا واسطے دنیا کے یار ‏ دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار
لیک وہ مکارہ اُن سے بھاگ کے ‏ مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے

بھاگتا ہے مرد حقانی مگر ‏ مکر سے اس بیحیا کے خوف کر
دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا ‏ بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا

ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا ‏ بھاگے ہی جو اس سے یہ اسکے پاس جا
اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں ‏ بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں یہاں

تمثیل

اور سن اس پر تو مجھ سے اک مثال ‏ نیک لوگوں کا بیاں کرتا ہوں حال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ ‏ تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ

اور گرد اسکے بکثرت لاکلام ‏ تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام
مہرباں اُس پر جو کچھ سلطاں ہوا ‏ حکم یہ مختار کاروں کو دیا

[1] نفس چار ہیں۔ امارہ۔ لوامہ۔ ملہمہ۔ مطمئنہ۔ ۱۲ منہ

جو کہ نوشہ خانہ میں موجود ہے
حکم پھر لونڈی غلاموں کو دیا
سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا
اسکی کمبختی ہے کیا پھر جو شہا
اور کہا شہ نے اُسے اے باادب
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے
حق تعالیٰ ہو کے خوش اُس شخص سے

سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے
شہ نے کہیں یہ نعمتیں تمکو عطا
گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ نام
رکھدیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا
چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
کردیا آزاد تجھ کو میں نے اب
دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
آخرت کی نعمتیں سب اُسکو دے
ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا

سنتے ہی مختار کاروں نے جبھی
جسکو اس نعمت سے جو مطلوب ہو
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا
عرض کی لونڈی نے جب اے نیکخو
بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے
اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام
چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر
تو بھی اے امداد مہر ذوالجلال
خالصاً للّٰہ حق سے دل لگا

پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری
لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھدیا
صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
کردیے تجھ کو عطائے نیک نام
دل لگا وے اپنے حق سے بیشتر
دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال

اس میں مذمت اور برائی ان لوگونکی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور
ہے سعادتمند وہ ہی اے فتا
اور ہے ایماں کا بھی اسمیں ضرر

قرب سلطاں ہے تو کر اس سے حذر
آپ کو جس نے لیا اس سے بچا
ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی

ہوش سر سے بھی ہے اور دل سے سرور
قرب سلطاں سے بچ کر بیچ سکے
اس کے اور پر کہتا ہوں اک داستاں
جو بیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی

قرب سلطاں اس سے رہ تو دور دور
کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے
کان دل سے تم سنو اے مہرباں

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر
خلق سے ہو کر جدا جنگل میں جا
باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے
ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر
چھوڑ کے اس عالم کو جو حق کیلئے
ہے بہت باریک راہ دل رُبا
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے
اولیا ہیں راہ بر اس راہ کے

راہ حق میں چست و کامل بے نظیر
کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا
پر کبھی حاجتِ ضروری کیلئے
ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر
بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
چل سکے بے راہ بر کے کب بھلا
راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے
اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے

چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا
بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا
تھی اُس عارف پر عنایات خدا
جہد و کوشش شرط ہے پر اے پسر
ہیں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں
راہ بر لے تا تو سیدھی راہ جا
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز

کر لیا تھا اُس نے گوشہ اختیار
ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
راہ میں دلدار کے شام و سحر
طے ہو کب بے راہ بر کے اے فلاں
گھاٹیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
بے مدد مرشد کے کب ہو سرّ باز

ستر باطن کب ترے دل پر کھلے ۔ تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے
گرچہ کی تو نے عبادت سالہا ۔ لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تھی حرص و ہوا دل میں بھری ۔ اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی
جو نہ جا حرص و ہوا دل سے ترے ۔ اس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز ۔ منع کرتی ہے گناہوں سے نماز
عادتی ہے یہ تری روزہ نماز ۔ ستر باطن اس سے کب تجھ پر ہو ناز
پیروی کر جان سے مرشد کی تو ۔ تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو
ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا ۔ ٹھوکریں کھاتا رہیگا جا بجا
سوچ تو دل میں ذرا اے نیک پے ۔ بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے
تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا ۔ بے کماں کے جا نشانے پر لگا
کس نے پایا ہے صراط المستقیم ۔ بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم
انتہا کہتا نہیں ہے یہ سخن ۔ حال اس درویش کا اب مجھ سے سن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیاں اس غار کے وہ پارسا ۔ ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا
ناگہاں اک روز اے فرخندہ فال ۔ ایک عورت صاحب حسن و جمال
با ہزاراں خوبی و زیبندگی ۔ آ گئی خدمت میں اس درویش کی
دست بستہ با ادب ہو کر کھڑی ۔ عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
جو کرو ارشاد قبول حضرت مجھے ۔ کیا کریموں کے کرم سے دور ہے
تیری خدمت میں رہونگی میں مدام ۔ جو کہ فرماؤ بجا لاؤں تمام
دیکھ کر درویش نے اسکے تئیں ۔ کر لیا معلوم باطن سے وہیں
ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار ۔ سامنے آئی مرے کر کے سنگار
یہ کہا درویش نے اے بے حیا ۔ دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ
بھاگ کر تجھ سے یہاں آیا ہوں میں ۔ چھپ کے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں
پھر کے کیوں آئی ہے اسجا اے پلید ۔ مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید
یہ کہا اس نے کہ اے درویش جان ۔ حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں
حق میں میرے تجھ کو اے مرد یقیں ۔ فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں
آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں ۔ کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
کہکے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی ۔ اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی
یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی ۔ جوتیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی
گر نہ جائے گی وہ میرے پاس سے ۔ گور کا مصرف کرونگا میں اسے
گر نہ جا مجھ پاس سے دنیائے دوں ۔ خرچ اسکو راہ عقبیٰ میں کروں
مال دنیا ہے یہ زہر سہم ناک ۔ گر اسے پاوے تو اس پر ڈال خاک
یعنے اسکو صرف کر نیک امر میں ۔ تاکہ کام آوئے وہ تیری قبر میں
واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں ۔ اسکے بدلے پاوے سو حصے وہاں
کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار ۔ تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار ۔ کرتا ہے اسباب اسکے آشکار
دس برس تک وہ فقیر اس غار میں ۔ تھا رہا مشغول حق کے کار میں
کوئی آتا تھا نہ اس پاس اے پسر ۔ کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر
گائیں بکری اونٹ خچر اور گدھے ۔ واں تلک آتے نہ چرنے کیلئے
اتفاقاً اک برس تقدیر سے ۔ قحط عالم میں پڑا حد سے پرے
خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے ۔ آدمی حیوان گل مرنے لگے
گلہ ہائے اشتر و گاو و خر ۔ پھرتے تھے چرواہے ادھر اور ادھر
کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو ۔ دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
یوں ہی پھرتے پھرتے اکدن ناگہاں ۔ آئے پاس اس غار کے سب راعیاں
چند اک چوپائے گرد اس غار کے ۔ دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آ گئے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے ۔ لے کے چوپائے چرانے کے لئے
ناگہاں اکدن وہ عارف غار سے ۔ آیا باہر ایک حاجت کے لئے
کی بھی جو حق کی عبادت بیشمار ۔ نور حق تھا اس کے منہ سے آشکار
دور سے چرواہے صورت دیکھ کے ۔ گرد اس درویش کے آکر ہوئے

اعتقادِ دل سے جاہر ایک نے | رکھدیا پاؤں پہ سرِ درویش کے
جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا | اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا
جسکو حاصل ہووے وصلِ دلربا | پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا
آخرش سب نے بصد عجز و نیاز | یہ کہا درویش سے اے پاک باز
اسکو خواہش ہو اب جس چیز کی | حکم کیجے ہم بجا لاویں ابھی
دیکھا جو درویش نے انکے تئیں | پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہیں
کر کے اُن کی عجز و زاری پر نظر | یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
ایک مدت سے یہ نفسِ بد سرا | مانگتا ہے دودھ تجھ سے بر ملا
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار | تا ہیں مارِ نفس کا دوں زہر مار
عرض کی یوں قحط سے باراں کے اب | گائیں بکری ہوگئیں بے دودھ سب
جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا | شیر انکے خشک پستاں سے ہوا
اور کہا رو رو کے سب نے باحزن | تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
دیکھ کر درویش اُن کا اضطرار | یہ کہا اُن کو کہ اے مردانِ کار
ایک گائے کر کے اب سب سے بدر | اس کو دوھو تم خدا کے نام پر
کر کے بسم اللہ اب اے نیک راہ | سعی کر تو ہو گی امدادِ آلہ
کارِ عقبیٰ میں ہے کوشش شرط یار | جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار
گوشِ جاں سے سُن ذرا اے مہرباں | کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبراں
سعی و کوشش ہے اُن ہی کی بامراد | کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے | جہد کر چل منزلِ مقصود پے
راہ کو کر قطع چل پاؤں اٹھا | بیٹھنے کا راہ میں کیا ہے فائدا
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب | ہر گھڑی رہتا ہے اُسکو اضطراب
راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار | جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسار
راہ بے چل عیش کے دامن کو پھاڑ | تا نہ اُلجھے اُن سے اندر غار و جھاڑ
ہے یہ منزل پر خطر جا خار و زار | جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار
یعنے یہ کپڑے اُلجھ کر جھاڑ میں | خوب سا تن کو ترے زخمی کریں
طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے اُتار | با دلِ فارغ تو پھر لے راہ یار
دُور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ | اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو | ہاتھ میں لے اپنے تیشہ آہ کو
قطع کر یہ خار رہ سے تا کہ تو | جلد پہنچے منزلِ مقصود کو
ورنہ بے تیشہ ترا تن ہو فگار | رو کدیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار
یعنے لا سے تیز سے تیشہ بنا | سنگِ غیریت کو پھر رہ سے ہٹا
منزلِ مقصود اِلّا اللہ کر | سیر واں جا با دلِ آگاہ کر
یعنے یہ حرص و ہوائے دینوی | غیر حق کے ہے ترے دلمیں بھری
بہرِ حق تو دل سے ان کو دور کر | نورِ عرفاں سے اسے معمور کر
یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو | حال اس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ۔ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اٹھا | پاس گاؤ نارسیدہ کے گیا
اُسکے دوہنے کا ارادہ کر لیا | تا کہ ہووے امتحاں درویش کا
اس جوان نے پاس اس گائے کے جا | ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھدیا
ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگماں | دودھ کی دھاریں ہوئیں اس سے رواں
ہو کے حاضر سامنے درویش کے | دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دودھ لے عارف نے اُس سے پی لیا | بعدہٗ اس غار میں جا کر چھپا
ریوڑوں کو لیکے سارے راعیاں | شہر کی جانب ہوئے یار رواں
شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے | اس کرامت سے وے حیران ہوئے
دن کئی گذرے غرض اسطرح پر | آتے تھے چرواہے وے اس غار پر
رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا | اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام | شاہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام
سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا | سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجیے
کہہ کے یہ اور اٹھ کے باصد التجا
صحبتِ میر و وزیر و بادشاہ
ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا
پاس سلطانوں امیروں کے نہ جا
اِس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں
جو کہ عالم جا امیروں سے ملے
الغرض شہ عجز و زاری سے سدا
ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے
باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ
شہر میں ہوا اِسطرح کا مردِ جو
باادب کی عرض یہ درویش سے
بولا وہ سُن اے وزیر اَب مجھ کو کیا ۲۸
ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
مرضیِ حق کا ہوں طالب میں سدا
کہتے ہیں حضرت محمدؐ مصطفےٰ
فائدہ وحدت میں ہووے جسقدر
پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی
یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاؒ
نیک جو بیمار ہو اے باشعور
اور صحت جس نے پائی مرض سے
ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب
تارکِ دنیا ہو تم تو بالیقیں
تیرے نفسِ پاک سے اے مہرباں
سامنے تیرے ہوا و حرص سب
نفع جس سے ہو خلائق کو تمام

کیونکہ وہ دورے میں اپنے فرد ہے
خدمتِ درویش میں حاضر ہوا
ہے بڑا فتنہ سمجھ اَے نیک راہ
عاجزانِ کے مکر سے شیطاں ہوا
آپ کو ان سے بہر صورت بچا
دینِ حق کے ہیں امیں یہ عالماں
دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹٹے
پاس اُس درویش کے رہنے لگا
خوب ہو جو شہر میں عارف چلے
سایہ انوارِ ربّانی ہے یہ
زیبِ شاہی رونق اسلام ہو
شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے
خلق کے ملنے سے بتلا فائدا
اور ہر اک طالبِ آرام سے
خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا
اِس سے سَو درجہ ہو کثرت میں ضرر
گر پکڑتے اِسطرح گوشہ نبیؐ
راہ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا
چاہیئے پرہیز اُس کو بالضرور
کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے
چاہیئے پرہیز مجھ کو اس سبب
آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں
ہو گئی روشن ہماری جانِ جاں
محو دل سے ہو گئے یک لخت اب
فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص و عام

اُسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں
شہ کے آنے سے ہوا درویش گو
ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ
ہے تکبّر انکے دلمیں یوں بھرا
صحبت انکی کبر و غفلت لائے ہے
پر نہ ہو جو ہمنشین و ہم طعام
بس ڈرو اِن سے بچو اَے مومنیں
پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر
سوچ کر دل میں کہا دستور کو
اِس کے قدموں کے طفیل الحجرہ ور
الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو
مردِ آزادہ تھا وہ مردِ خدا
مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا
طالبِ آرام نفس اپنے کا اَب
ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا
اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا
جس نے کثرت سے بچایا آپکو
کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا
یوں کہا درویش نے اَے باخدا
جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے
انبیاؑ اور اولیاؒ ہے راسخیں
سُنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو
خود بخود آتے ہیں ہم باالتجا
تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام
ہیں یہ فرماتے امام المرسلیں
تم بھی اِس پر اب عمل کچھ کیجیے

عالم و کامل وَلی سلطانِ دیں
شغل میں حق کے حرج بے گفتگو
تیر کے مانند اِن سے دُور بھاگ
بکریوں میں جس طرح ہو بھیڑیا
اور قناعت کا اثر لیجائے ہے
ساتھ سلطانوں امیروں کے مدام
تا تمہارا بچ سکے اسلام و دیں
ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر
جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو
رحمتِ حق ہووے نازل شہر پر
پاس اُس عارف کے باصد گفتگو
بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا
اختلاطِ خلق سے ہے سو بلا
میں نہیں ہوں اے وزیرِ باادب
گاؤں خر میں رہنے کا کیا فائدا
جان اپنی کو سلامت لیگیا
ملکِ وحدت کا ہوا سلطان وہ
رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا
جو کہا تونے یہ حق ہے اور بجا
بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے
رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متیں
کسر نفسی سے یہ اَب کہنا ہے تو
آپ کی خدمت میں اَے پیرِ ہُدا
عیشِ دنیا سرد بالکل لاکلام
ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقیں
فیض اپنا جلد کے سب کو دیجیے

فیض سے ہوں تیرے وہ ذاکر تمام ۔ جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں مدام
کرتے ہیں کفرانِ نعمت جو کوئی ۔ تیری صحبت سے ہوں شاکر ولے بھی

بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر ۔ چاہ پیاسے پاس کب جائے بسر
جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں ۔ ہیں بھلا کس واسطے جاؤں وہاں

ایک مدت الغرض اس طرح پر ۔ عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر
آخرش جانا جو عارف نے کہیں ۔ یہ وزیر اب یاں سے ٹلنے کا نہیں

بولا باہنر تیری فرحت کے لئے ۔ میں چلوں گا شہر میں سلطان کے
بعد اس کے جو صلاحِ وقت ہے ۔ وہ کروں گا تیری خاطر جان کے

ہو لیا درویش ہمراہِ وزیر ۔ سوئے دولت خانہ شاہِ کبیر
شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے ۔ اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے

وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے ۔ مارنے پتھر لگا سلطان کے
تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی ۔ چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی

باہنر درویش واں مستانہ وار ۔ مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ ۔ بھاگ کر واں سے گیا با درد و آہ

بھاگ کر نکلا جھٹ اس دار سے ۔ جس میں بیٹھا تھا وہ سلطاں شاہ سے
اس مکاں سے شاہ جب باہر ہوا ۔ حکمِ حق سے وہ مکاں جھٹ گر پڑا

شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے ۔ مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے
اس مکاں میں تا نہ یہ دبکر مرے ۔ کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے

مارنے میں اسکے یہ تھا فائدا ۔ تاکہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا
چاہے تھا عارف چھٹانا آپ کو ۔ حکمِ حق تھا بتلا یہ اور ہو

چاہیئے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد ۔ اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد
صدق دل سے باہزاراں التجا ۔ آ کے شہ عارف کے قدموں پر پڑا

عرض کی اے پیشوائے عارفاں ۔ لطف کا تیرے کروں میں کیا بیاں
کیا کروں احساں کا تیرے شکر میں ۔ جور میں تیرے ہزاروں لطف ہیں

خضرؑ نے کشتی جو توڑی جور سے ۔ تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے
اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر وار ۔ کر دیا سو ورطۂ قاتل سے پار

جانا عارف نے کہ ہے حکمِ خدا ۔ کیا ہے چارہ جب ہوا امرِ قضا
دل میں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا ۔ مرضیِ حق تو اب یاں آ پھنسا

مرضیِ حق پر ہی رہنا چاہیئے ۔ زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہیئے
یعنے خواہش پر خدا کی ہر بلا ۔ چاہیئے راضی رہے صبح و مسا

مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا ۔ زہر بھی چکھئے ذرا ہمرہِ خدا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے ۔ شہر میں آیا نکل کر غار سے

شہ نے عارف کیلئے باعزّ و جاہ ۔ کر دیئے تیار محل اور خانقاہ
اور نعمت بھی ہر اک موجود کی ۔ واسطے درویش کے باصد خوشی

وہ فقیرِ پاک جان و راست باز ۔ ہو گیا ظاہر میں اندر عزّ و ناز
عیشِ دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا ۔ لیک باطن میں تھا وہ سب سے جدا

پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے ۔ نفس پر کرتا جہاد ہر دم و لے
ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر ۔ کرتا تھا یادِ خدا شام و سحر

باخوشی رہتا تھا اس گدڑی میں وہ ۔ فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو
کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا اسے ۔ پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے

گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل ۔ پر ہے مومن کیلئے بیت العمل
مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا ۔ نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا

نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر ۔ ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر
مالِ دنیا کو بقا گرچہ نہیں ۔ خوب ہے گر خرچے اندر کارِ دیں

واسطے دانا کے دنیا خوب ہے ۔ اور نادانوں کو بد اسلوب ہے
جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے ۔ سانپ ہووے دوست اسکا دیکھ لے

گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار ۔ سانپ کے مت گرد پھر تو زینہار
تا نہ دھووے ہاتھ اپنی جان سے ۔ یاد رکھ یہ بات میری مان لے

مالِ دنیا کے نہ ہرگز گرد جا ۔ جو تو جاوے خرچ کر راہِ خدا
الغرض درویش کو رہتے ہوئے ۔ ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے

دس برس اسکو گئے یوں ہی گذر ۔ پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر
زہد و طاعت میں آیا کچھ بھی فرق ۔ گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق

۲۹

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار / بہر نظم ملک یا بہر شکار
العرض اک دن اسی معمول پر / اسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور
ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی / سامنے سے دوسری بار آگئی
عرض کی اُسنے کہ اے سلطان جان / تجھسے میں ہوتی ہوں رخصت اس زماں
تو دغا دیتا ہے ہر اک کو پر جو دو / ہو ترا تابع تو اُس سے دور ہو
پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں / میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں
ہو گئی غائب نظر سے سن یہ ذکر / اُسکے فتنے کا ہوا عارف کو فکر
معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا / آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے / دیکھئے رسوا کرے کیونکر مجھے
جو قضا آوے تو ہو برعکس کار / ہووے سب تدبیریں باطل اور زار
ایکدن تقدیر سے ناگاہ یار / شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت / دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت
گر کے قدموں پر وہ اُس درویش کے / پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے ۲۰
شدت گرمی تھی رستے کی تکان / کچھ ہوا آسودہ شہ اُس سے وہاں
شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں / خنجر سلطان نکل کر از میاں
چاہے تھا اُس کے شکم پر سے اٹھا / اکطرف رکھدی تھی غافل بادشاہ
دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا / پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا
اور کرے آ قتل اس کو بر ملا / تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا
کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو / کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو
کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر / جان بخشی اسکی کر کے نامور
چھین کر اُس سے یہ سب مال و منال / کر کے ننگا شہر سے باہر نکال
مت ہو نازاں لطف پر انکے کبھی / دم میں ہوں شیطان اور دم میں ولی
ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ / ہو گیا بدظن اسی عارف سے آہ
دل لگا اُس شاہ سے اے بیوفا / جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا
چھوڑدے جو ایسے شاہنشاہ کو / اُس سے زائد بیوفا اور کون ہو
مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا / دل لگانا اُس سے ہے بیشک خطا

وقت بیٹھنے کے وہ سلطان اے اخی / آکے زیارت کرتا اُس درویش کی
اور اسی حالت میں وہ پیر ہدا / یاد میں اللہ کی مشغول تھا
پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے / آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے
یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا / مکر سے تیرے خدا رکھے بچا
دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی / پوستیں اور دلق مجھ پاس ہے وہی
دور ہو یاں سے تو جلدی ہیچیا / کب تلک دے گی مجھے بتلا دغا
دیکھئے کسطرح ہووے گا جدا / مال و دولت دینوی مجھ سے بھلا
دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب / تیل کھل سے ہو جدا کسطرح اب
پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل برب / ہو گا جو حکم خدا اس پر ہے اب
جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب / غیب سے کرتا ہے اُسکا کچھ سبب
جستجو کی اور محنت بے شمار / پر ملا اُسکو نہ واں اُسدن شکار
واں سے ہٹ کے شہ اسی معمول پر / خدمت عارف میں آیا دوڑ کر
آیا تھا گرمی میں گھبرایا ہوا / اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا
اک طرف تکیہ لگا دیوار کا / جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا
ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا / دیکھ کر یہ عارف دین خدا
چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے / ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
بولا غصے سے کہ جھٹ آوے وزیر / تا کرے درویش کو اسدم اسیر
کیا کیا تھا میں کہو اُس کا برا / پاؤں پر رکھا تھا سر اسکے سدا
جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا / پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا
شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جاں / پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں
ہو ہے یہ صدق و وفائے اہل دل / وہم سے بس صدق میں آیا خلل
اعتقاد اہل دولت پر کبھی / دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی
دشمن جاں اسقدر اسکا ہوا / جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا
دیکھ کر کے سب وہ جرم و گناہ / دے ہے روزی لطف سے شام و پگاہ
سو خطائیں کر کے تو آوے جو پھر / خاص ہو درگاہ میں اُسکی تو پھر
جاں سلامت اپنی عارف لے گیا / کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اُسکے مکر سے
قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے

زیر تیغِ بے دریغِ شاہِ دوں
ہونا عارف بے شبہ زار و زبوں

کی تھی اُس نے احتیاط حذر سے بدر
مالِ دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر

جان و تن اپنا سلامت لیگیا
مکر سے دُنیائے دوں کے وہ بچا

حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک
تو تو یوں نازاں بتعظیمِ ملوک

خاص لذت اُسکے جو وقتِ خطاب
ہے نہ آوے وہ ز صد خُم شراب

شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے
یہ ندا سُن کر کے تو مدہوش ہے

مست و مدہوش اس خطابِ شہ سے ہے
ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے

پوجتا ہے گویا تو اُس شاہ کو
کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو

اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دیں
شرک ہے یہ تو برب العالمیں

جرعہ اک بحرِ قدم سے نوش کر
آیت لَا تُشْرِكُوا پر گوش کر

ساقیا اب آ کہیں مت دیر کر
دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر

عیش کے سامان سب موجود ہیں
تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں

آ کہیں دے مے سے حق اک بھر کے جام
عیش و عشرت جس سے ہو دل پر تمام

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دُنیا میں غرق ہیں واسطے حظِ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دوں
گر دمت جا اسکے تو اے پُر فنوں

اسی سے آلودہ کئے تو نے اگر
ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سیر

روئے آسائش کو دیکھے گا تو جاں
اک سرِ مو ہے نہیں اندر جہاں

منصبِ دنیا نہیں تو جانتا
ہے وہ کیا سُن لے تو اب مجھ سے ذرا

راہ حق سے دُور جو تجھ کو کرے
اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے

ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن
نے قماش و نقدہ و فرزند و زن

مایہ بدنامی اس کا نام ہے
سر بسر ناکامی اسکا کام ہے

یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے
زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے

واسطے اُس زہر کے تو دن اور رات
ہو گا تو کب تک خراب اے نیکذات

منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا
خرمن دین کو ترے بالکل جلا

منصب دنیا ہے وہ اے پرفنوں
اِس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں

خوش ہے وہ مقبول جس نے ہاں کبھو
ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو

اور اس حلوا و ناں سے اے فنا
منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا

خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر
منصبِ دنیائے دوں کو سر بسر

مار کر اِس پر وہ اپنے پشتِ پا
خلد میں جوں شاہِ مرداں کیگیا

مثنوی میں مولوی معنوی
نکتہ اک فرماتے ہیں سُن اے اخی

ترکِ دنیا گیر تا سلطاں شوی
ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی

چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطاں ہو تو
ورنہ مثلِ چرخ سرگرداں ہو تو

زہر دار و در درون دنیا چو مار
اگرچہ دارد از بروں نقش و نگار

زہر ایں مار منقش قاتل ست
می گریزد زو ہر آں کو عاقل ست

زہرِ قاتل ہے یہ مار نقش وار
بھاگتے ہیں اِس سے جو ہیں ہوشیار

زیں سبب فرمود شاہِ اولیاؓ
آں گزینِ انبیاؑ و اولیاؓ

اِس سبب کہتے ہیں شاہِ اولیا
ہیں وہ مقبول ولی و انبیاؑ

حُبِّ دنیا راس کلِّ خطیئۃ
ترک دنیا راس کل عبادۃ

حُبِّ دنیا سب خطاؤں کا ہے سر
ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر

چھوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے
عاقلوں پر جان یہ مردار ہے

پہلے تو تحصیل میں اُسکے تو یار
کھینچے محنت اور ذلت بیشمار

بعد اُسکے چھوڑ کر پھر راہ لے
حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے

اس میں اول تو ہزاروں محنتیں
اور آخر میں ہوں حاصل حسرتیں

اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں
محنت اور حسرت میں ہینگے بیگماں

یا الٰہی مجھ کو بھی بہرِ خدا
الفتِ دنیائے دوں سے رکھ بچا

حُبِّ منصب حُبِّ جاہ و حُبِّ مال
واسطے اپنے مرے دل سے نکال

حُبِّ مولیٰ حُبِّ حق حُبِّ خدا
مجھ کو اب بہرِ محمدؐ کر عطا

غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دُور
ہر دم و ہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسولؐ کے کئے جاوے

اگر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب / بدزبانِ خلق سے چھٹتا ہے کب
کون ہے بدزباں سے ہو بچا / حق پرست ہو یا کہ ہووے آپ خود نما
گو کہ ہوں تجھ میں کراماتیں ہزار / اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمیں سے آسماں تک تو اڑے / پر نہ طعنِ خلق سے ہرگز بچے
گر سکے کوشش سے نالہ بند تو / پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو
جمع ہوں اہلِ نفاق آپس میں جب / اہلِ تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ / کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ
چاہئے راضی ہو بندے سے خدا / غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
حق سے بداندیش کب آگاہ ہے / خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے
چھٹ سکے ہے اِن سے کب تو اے ولی / گو کرے سو حیلے اور از حد سعی
چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا / گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار / اختلاطِ خلق سے رکھتا ہے عار
یوں کہیں اُسکو کہ ہے یہ مکر و ریو / آدمی سے بھاگتا ہے مثلِ دیو
اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا / اُسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا
اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں / اُسکو بولے ہیں یہ فرعونِ زماں
اور جو کوئی مردِ درویشِ نکو / فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو
یوں کہیں اُس کو جو یہ ناچار ہے / اُسکی بدبختی کا یہ اِدبار ہے
اور جو کوئی کامراں تقدیر سے / رتبۂ شاہی سے اپنے گر پڑے
خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کشی / ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکیں فقیر / تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
کھولیں حق میں اُسکے کہنے سے زباں / ہے یہ دوں پرور فرومایہ زماں
ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار / سمجھیں تجھکو بس حریص اور دنیادار
اور جو بے کاری کرے تو اختیار / سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار
اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے / حق حق و بق بق سدا کرتا ہے یے
اور جو خاموشی کرے تو اختیار / نقشِ دیواری کہیں تجھ کو پکار
اور کہیں نامرد جو ہو بُرد بار / ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار
اور دلیری مردمی گر تو کرے / تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے
اور کم کھاویں کریں طعنہ اُسے / مال اُسکا ہے یہ اوروں کیلئے
اور جو ہو خوش خوراک و خوش لباس / تن شکم پرور کہیں اُسکو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مال دار / یہ کہ زینت با تمیزوں پر ہے مار
اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا / ہے یہ بدقسمت نہ پہنے اور نہ کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار / خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
اُس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جواں / رکھتا ہے آراستہ مثلِ زناں
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر / مرد اُسکو کب کہیں اہلِ سفر
یعنے ہے زن کی بغل میں یہ پڑا / کس طرح عقل و ہنر آوے بجا
اور کریں اہلِ سفر کو یوں خطاب / بخت برگشتہ پھرے ہے یہ خراب
یعنے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر / پھرتا کیوں شہر بشہر و در بدر
مردِ بے زن کو کہیں یوں خردہ بیں / اسکے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمیں
اور کرے گر زن کوئی کہتے ہیں یوں / پڑ گیا دلدل میں سر سے خر کے جوں
گر کسی سے بُرد باری تو کرے / یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے
اور سخی کو یوں کہیں کہ اب تو بس / ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیش و پس
جو ہوا قانع بنانِ خشک و دلق / رات دن کرتی ہے طعنہ اُسکو خلق
باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد / جائیگا دنیا سے باافسوس و درد
کون ہے جورِ زباں سے جو بچا / باخوشی کنجِ سلامت میں رہا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبیؐ / دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت / کیا کہا ترسا نے اُسکو ابنے تنگفت

جورو اور بیٹا مقرر کر دیا　　مریم و عیسیٰ کو اُس کا بر ملا
پاک ہے وہ ذات از زوجہ ولد　　لم یلد و لم یولد اللہ الصمد
کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے　　مبتلا کو صبر ہر دم چاہیئے
کب کوئی یاں جورِ مردم سے بچا　　نیک ہو یا بد برا ہو یا بھلا
کہنے سننے خلق پر مت کر دھیان　　صبر کر کے مجھ سے سُن یہ داستان
گر سُنے تو دل سے یہ میرا بیاں　　خلق کے ہاتھوں سے جب پاوے اماں

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور　　عقل کے غم سے تھا وہ جیسے سے دور
ناگہاں عزمِ سفر اس نے کیا　　ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ایک گھوڑی پاس تھی اُس پیر کے　　ہو سوار اُس پر کیا رستے کو طے
تھا پسر اُسکا پیادہ در رکاب　　ہر دو باہم در کلام و در خطاب
مِل گیا جو اک گروہِ رہ رواں　　یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں
خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو　　رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
باری باری چاہیئے ہونا سوار　　تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار
پیر نے جب یہ سُنا اُسکا کلام　　ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار　　خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
سامنے اک اور خلقت آ گئی　　دیکھ اُس کو مارنے طعنے لگی
یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور　　ہے یہ خبطی یا کہ مجنوں بالضرور
طفل کو بے عذر راکب کر دیا　　خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
راہ طے آساں کرے طفل اور جواں　　پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں
یہ نصیحت جو سُنی اُس پیر نے　　طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اُسے
کر کے دونوں قول کے برعکس کار　　ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار
سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دیں　　تاکہ پھر طعنہ سے اور دن کے بچیں
اتنے میں اور اک جماعت آ گئی　　جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی
اے ستمگر رحم کر بر بے زباں　　بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں
چاہیئے اک اسپ ہو دو اب سوار　　رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار
یہ ستم اِس بے زباں پر کب روا　　گر ہے حیواں پر ہے مخلوقِ خدا
شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی　　مہربانی کر تو اس پر اے اخی
جو سُنا بوڑھے نے یہ انسے بغور　　دل میں کی نادانی سے تدبیر اور
یعنے دونوں پھر تو گھوڑے سے اُتر　　پا پیادہ ہو لیئے پھر سفر
گرتے پڑتے جاتے دونوں پا ریش　　جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش
اور اک فرقہ ملا آ کر براہ　　دیکھا اُس بوڑھے کو باحال تباہ
گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر　　اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر
ہے سواری ساتھ موجود انکے پر　　ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر
پہلے تو اُسکے بڑھاپے پر ہنسے　　بعدہٗ پھر اُس کو یوں کہنے لگے
کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار　　تا نہ ہوں محنت سے پا تیرے فگار
حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر　　رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں　　نے سُنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں
الٹے ہوں سب کام جب آوے قضا　　عقل و ہوش و فکر سب ہوویں فنا
عقلِ کامل پر ہو حاصل خیرگی　　فہمِ روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا　　اور ہم ابھی ہوئے مثلِ ہوا
جا کے منزل پر کیا سب نے مقام　　وہ رہا رہ میں پڑا با عقلِ خام
گر نہ سُنتا یہ کبھی قولِ فضول　　راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل　　راہ چلنے میں پڑا اُسکے خلل
رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال　　کام میں اسکے ہوں پھر سو قیل و قال
لغو سے بچتی ہے کب خلقِ خدا　　آپ کو امداد تو اُن سے بچا
خلق کے اچھے بُرے کہنے سے تو　　رنج و غم میں ڈال مت بس آپکو
کہنے سننے پر نہ کر اُن کے خیال　　کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال
نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر　　کام کا جو کام ہے وہ کام کر

۳۲۳

ساقیا آ کھو غمِ دنیا دُ دیں / اس سے تا میں ہوں فارغ کہیں
ہو نہ دُنیا میں خیالِ اکتساب / اور نہ عقبیٰ میں غمِ اجر و ثواب
شغل ہو ہردم خیالِ یار سے / بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے
ہوں ہمیں یوں اندر خیالِ عشقِ یار / غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبیوں اور عادتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحبِ کمال / یہ جو ہے بیجا تیری قیل و قال
کھول کان اور بند کر لب از مقال / ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
گر تو خاموشی کی عادت اختیار / جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہو وے بعضی گفتگو اے نیک پے / ہو کے وہ زنار گردن میں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا / بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا
کر کے خاموشی بہت سی اختیار / کرتے ہیں دل سے وہ یادِ کردگار
خامشی بس ہے مقالِ اہلِ حال / گر بلاویں تو وہ ہو جاتے ہیں لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں / تا خموشی ہو تری نطق و بیاں
یوں رہیگا کب تلک اے بیفروغ / تو گرفتارِ دروغ اندر دروغ
ہوش میں آ اب بھی تو بہرِ خدا / آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھ پاس اے جواں / گوشِ دل سے سن ذرا یہ داستاں
تا کہ ہو معلوم تجھ کو زینہار / فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۳۴

تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب / ایک بیٹا اُسکا تھا نائب مناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنون / تا ولی عہد اسکو میں اپنا کروں
اک معلم باہنر تعلیم کو / کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تاکہ اُس سے سیکھ لے بیٹا ضرور / ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصے میں غرض اُسکا پسر / عالم و فاضل ہوا با کرّ و فر
حل معلومات و مجہولات کے / بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال / ذو فنونِ دہر ہو وے لا محال
چند برسوں میں غرض اے نیکنام / ہو گئی تحصیل اُس کی اختتام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام / کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادہ والا حسب / رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصف خاموشی کا تھا اُسنے پڑھا / اسلئے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پُر تھا لب خاموش تھا / مثلِ دریا زیرِ لب در جوش تھا
بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا / پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا
سامنے اپنے بٹھا کر باخوشی / گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب / سنتا تھا سب کچھ صواب و ناصواب
بادشہ اِس بات سے حیراں ہوا / اور معلم کو بلا کر یوں کہا
کر بیاں باعث ہے کیا اے باہنر / رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر
عرض کی اُس نے کہ جسدن سے سنہا / وصف خاموشی کا اِس نے پڑھ لیا
ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر / کچھ نہیں اچھی بُری کہتا خبر
شاہ نے اُس پر معیّن کر دیئے / چند مردم تا سخن اُس کا سنے
کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام / پاس میرے لاؤ اس کو والسلام
الغرض اکدن گیا شاہِ جہاں / دشت میں بہرِ شکارِ وحشیاں
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار / در شہ جنگل میں مشغولِ شکار
صید گہ میں ایک تیتر تھا نہاں / چھوڑا اُس کو شہ ہوا آگے رواں
ناگہاں بولا وہ تیتر ایک بار / شاہ نے جھٹ کر لیا اُسکا شکار
شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا / ہنس پڑا اور یوں ندیموں سے کہا
جو یہ اِس دم جانور رہتا خموش / بند رکھتا لب نہ کرتا کچھ خروش
صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا / کھولا جو لب ایکدم میں سر دیا

گر نہ اسدم بولتا یہ جانور
قطع کیوں ہوتا اب اسکا یہ سر

شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام
سامنے اُسکو بُلایا لا کلام

ہو پشیماں اُس سخن سے وہ پسر
رہ گیا خاموش لب کو بند کر

غصے سے بولا وہ شاہِ بے خبر
ماروا اِس کو تازیانے بے شمر

ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا واں
قطع سر اُسکا ہوا اور میں یہاں

اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب
تازیانے تن پہ سو کھائے ہیں اب

توبھی اے امداد اب باہوش رہ
سُو حکایت گر سُنے خاموش رہ

کیونکہ اس عالم میں ہے سود و زیاں
ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں

سُاقیا آ۔ ہے کہاں تیرا خیال
بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال

غم سے بھی تسکین ہوتی ہے محال

جا کے جاسوسوں نے دی شہ کو خبر
ہو مبارک آپ کا بولا پسر

یوں کہا شہ نے پسر سے میر بچاں
جو کہا تھا تونے کر مجھ سے بیاں

شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی
شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی

اُس پسر نے پھر ندیموں سے کہا
کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا

اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا
اے سخن گو ڈر تو اندر روزِ جزا

چق چق ولق لق بق میں جو رہتے ہیں یہاں
دیکھئے کیا حال ہو اُن کا وہاں

خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر
صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر

تا دمِ آخر ز اوّل دم مزن
از دمِ خود کارِ خود برہم مزن

آکہیں دے خُم کے خُم منہ سے لگا
جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا

آج قفلِ میکدے کو توڑ ڈال

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہیں ظاہر میں ساتھ فقراء کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں ۳۵

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے
جبۂ پشمیں ردائے شال ہے

اِس ردا و جبۂ پر تیرے اخی
مجھ کو یاد آئیں دو بیتِ مثنوی

از بروں طعنہ زنی بر بایزیدؒ
واز درونت ننگ میدارد یزید

اور ترا اندر رونہ اے پسر
ہے بھرا قہرِ خدا سے سر بسر

اور باطن سے ترے اے جاں پلید
سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید

یہ مقامِ فقر خورشید اقتباس
ہووے کب حاصل کسی کو در لباس

ظاہرت چوں گورِ کافر پُر حلل
واندروں قہرِ خدائے عزّ وجل

ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا
جسطرح ہو گورِ کافر پُر بلا

رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا
بایزیدؒ پاک پر اے بے حیا

سُن ریا کو آپ سے کر کے بعید
پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزیدؒ
جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید

یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب
عرض کی اُس نے کہ اے مقبولِ رب

خشک ہوں گر میں تو ہے کپڑا بھی پاک
اور جو تر ہوں تو سو دھو لیجے پاک

سات دریاؤں سے بھی دھو دیکھے اگر
پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور

آکریں آپس میں ہم تم دوستی
خوب گذرے گی بہم میری تری

ناگہاں اُنکے برابر آگیا
اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا

اپنے دامن کو بچایا کس لئے
مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے

اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر
وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر

یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ
تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید

عرض کی کتے نے اے سلطانِ دیں
دوستی کے ہیں ترے قابل نہیں

میں ہوں مردود اور تو مقبول ہے
تیری میری اب بھلا کیونکر بنے

دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر
دور سے مارے ہے پتھر بے خطر

اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام
کرتے ہیں تعظیم بحد اور سلام

اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں
کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں

اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا
آرد گندم کا اے مرد خدا

مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو
میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکخو

رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک دیں
وائے میں کتے کے بھی قابل نہیں

آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل
قابل درگاہ حضرت لم یزل

پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے
اور یوں تیرا نہ دنی اب فال ہے

میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں
عالم و زاہد و ولی اور پاک دیں

اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا
جس سے شیطاں بھی اماں چاہے سدا

دست بر تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خر
ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر

ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر
ذکر دلبر سے تو دل معمور کر

پھونکسا دے اس جبہ ناپاک کو
اور عصا و شانہ و مسواک کو

ظاہر اور باطن ترا گر ایک ہو
پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو

مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر
تیرا ہو جاوے جہنم میں مقر

تو بھی اے امداد اب حق کیلئے
بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے

ہے خودی میں جبتلک بیخود ہے تو
ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو

خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو
تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو

آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے
غیر کو کر ترک مل اس یار سے

معرفت پیدا است از عرفان خویش
گر شناسی خویش را گشتی ز خویش

ساقیا وہ بیخودی کا جام لے
جس سے میں آپے میں آؤں آپ سے

آپ کھو کر محو ہوں در حسن یار
محو اندر محو ہوں میں زینہار

نام عین رسم آثار اپنا سب
ہو فنا اندر فنا یک لخت اب

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت
یہ عبادت ہے تری بہر بہشت

ہے یہی نزدیک اہل دل منتر
دین گھٹا نا جان تو اے بہرہ ور

یعنے مزدوری عبادت پر یہاں
مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں

جاحد نیت ما عبد تک اے پسر
تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر

یعنے فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ
عاشق حق نائب حضرت نبیؐ

اے خدائے خالق ہر دو جہاں
ہے تو ہی مطلوب تجھ کو ہر زماں

پوجتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے
طمع جنت اور نہ خوف نار سے

پوجتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے
ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے

جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا
پوجنے کے لائق اے میرے خدا

بس میں پوجا تجھ کو یکتا جان کر
غیر کی الفت کوئی دل سے بدر

لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ
رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ

آرزو اجرت کے عملوں پر اگر
رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی تبر

واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل
طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل

یاد آئی اک مثال اس پر مجھے
ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو
یہ دیا طعنہ کہ اے مرد نکو

ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال
جیسے تو عاشق ہے یوں اے باکمال

سنتے ہی اس بات کے محمود شاہ
اس سے یوں کہنے لگا اے نیک راہ

اسکی خوئے نیک پر ہوں میں فدا
اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا

نقل ہے ایکدن کہ وہ جاتا تھا شاہ
ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ

ساتھ اسکے تھے جواہر سے بھرے
چند صندوق اونٹوں کے اوپر دھرے

اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر
اس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور

گرتے ہی اس اونٹ کے ایکا یکے
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے

ہو گئے اک لخت واں اس سے بدر
لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر

دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ
لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا

سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے
یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے

چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار
لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار

اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے
رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے

دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز
تونے بھی لوٹا ہے کچھ مجھ سے تو راز

عرض کی اس نے کہ اے سلطان دیں
جسکی سب نعمت اسے لاتا ہوں میں

دور ہو کر اب تمری خدمت سے میں
کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں

قربت سلطان حاصل ہو جسے
چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے

ہے طریقت کیخلاف اب یہ کہ یار
غیر حق کو حق سے مانگے زینہار

اس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب
جو سوا حق کے کرے حق کی طلب

نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر
دوست سے جو دوست کے احسان پر

تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار
واسطے حق کے ہے کب اے نابکار

نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور
یعنے بہر جنت و حور و قصور

خواہشات نفس میں یہ سب کے سب
زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب

کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو
خواہشات نفس کو پوجے ہے تو

اجر عابد چاہے طاعت پر اگر
ہے وہ طاعت گر سمجھ اے بیخبر

اجر پر کب تک تو ہے امیدوار
بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار

اس نے فضل و لطف سے تجھ کو دنا
اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا

باوجود آلودگی کے قدر ترا
اپنی قدرت سے مزین کر دیا

اور اس قدر پر ترے اے باوفا
خلعت عرفاں کیا آراستہ

ساقیا آدے وہ جام بیقرار
جس سے ہوں میں محو اندر روئے یار

ہوں میں یوں دنیائے دوں سے بیخبر
نے امید خلد نے خوف سقر

خلد اپنی مظہر لطف و جمال
دوزخ ہم کو ہے ظہورات جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مراد اس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی
اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی

تاکہ پہچانوں میں اپنے ذات کو
رائگاں گذرا ہے جو اے نیکخو

کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام
اس شراب پاک سے اے نیکنام

ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید
اس سے من رکھ بہر حق مجھ کو بعید

اور رہا ساقیا ارواح کو
قید سے رنج و الم کے جلد تو

اور چھڑا جلدی خدا کیواسطے
تن بدن کو رنج و غم کی قید سے

اس خراب آباد ویراں میں مرا
خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا

نے تو مجھ کو نفع طاعت سے ملا
اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا

دیر و کعبہ میں پھرا سر مارتا
نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا

اب بہت بیچین ہوا اے ساقیا
ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا

بس شراب بیخودی مجھ کو پلا
قید سے تا یاں کی دل چھوٹے مرا

وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا
ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا

ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور
ہو نرالا اس سے اس عالم کا طور

تاکہ ہوں مقصود دل سے بہرہ ور
خاک ڈالوں ہستی موہوم پر

آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں
خلق ہیں اک حشر سا برپا کروں

آتش موسیٰ سے اک شعلہ ہے یار
اس شرابِ پاک کا نور آشکار

پس پلا لا کر کے وہ مجھ کو شراب
جس سے ہو ایسی ہو مرا عہد شباب

اٹھ کہیں بہرِ خدا ہو جلوہ گر
صبح ہونے آئی اب مت دیر کر

مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا
رائگاں گذری ہے در رنج و عنا

کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے آ
دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا

باد ف و نے سے تو اٹھکر مطربا
مجھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سنا

آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں
ایک بھی سنتا نہیں وہ جانِ جاں

پھر سنا مجھ کو وہ نظمِ مستطاب
جو کہی تھی میں نے در عہدِ شباب

مطربا اب بہرِ حق اٹھ تو سہی
کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی

اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی
از حکیم مولوی معنوی

بشنو از نے بشنو از صاحب نفس
کز جمادے نالہ نشنید ست کس

ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرِ خدا
سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر

دل مرا غافل ہے اپنے حال سے
ہے سدا مشغول قیل و قال سے

اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا
یعنے پا میں بیڑی ہے حرص و ہوا

ہے مئے غفلت سے مدہوش اسقدر
آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر

قہقہہ مارے ہیں کافر برملا
دین اور اسلام پر اسکے سدا

غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر
جلوۂ دلبر سے دل معمور کر

یعنی یہ حرص و ہوا و حبِ غیر
سب یہ بتخانے ترے ہیں اور دیر

دلمیں جب تک تیرے حبِ غیر ہے
مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے

غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر
نورِ دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر

الغرض امداد تو اپنی کتاب
ختم کر واللہ اعلم بالصواب

وہ شراب اب ساقیا مجھ کو تو دے
استخواں کہنہ کو جو زندہ کرے

طور ہے اس نور کا سینہ مرا
تم ہے اُسکا قلب اپنا اے فنا

ہو وہ ایسی جو پئے اسکو ذرا
دو جہاں کی قید سے ہو وہ رہا

ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے
اور صدا میں مرغ بھی دینے لگے

عیش ہے بے عیش میرا مطربا
بے غنا کے کچھ غنا مجھ کو سنا

دور کر مجھ سے اب ایامِ فراق
ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق

تا کہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیکنام
عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام

آہ و اویلا دریغا حسرتا
حسرتا صد حسرتا صد حسرتا

عمر سب گذری مری در قیل و قال
اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال

پھر کوئی شعرِ عجم مجھ کو سنا
تا کہ دل قیدِ الم سے ہو رہا

بشنو از نے چوں حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت میکند

نے سے مت سن سن تو صاحب نفس سے
کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے

وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو
خواب و خور سے تا کہ دل بیدار ہو

بندِ آہن میں پڑا ہے تس اور پر
جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر

سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو
اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو

ایک مدت گذری ہے اسکے تئیں
ہے یہ بتخانہ میں یوں گوشہ نشیں

اب بھی اے امداد تو بہرِ خدا
خوابِ غفلت سے ذرا تو چونک جا

ماسوا دلبر کے دلمیں ہے جو شے
جان لے تیرا وہی معبود ہے

ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال
اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام

غیر سے ہے بیر اسکو اے جواں
غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں

ہو کے تو خاموش قیل و قال سے
ہو خبردار اب تو اپنے حال سے

جب ہوئی یہ مثنوی یارو تمام
رکھدیا اسکا غذائے روح نام

سال ہجری بھی ہوئی جب ختم بار
یکہزار و دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۴

خاتمة الکتاب

الغرض اسکے سن لو اب اے دوستاں
کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیاں

شاعری سے کچھ کو کچھ بہرہ نہیں
علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

چاہیئے مقصودِ دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبیٔ اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے مجھ کو کلام	چاہتا ہوں یہ کہ ہووے فیضِ عام
حسن کے یہ زیادہ ہو عشقِ عاشقاں	اور ہووے دُور فسقِ فاسقاں	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہلِ صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ سہو و خطا	دین بنا اپنے کرم سے بَر ملا	کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر	اسمیں دیں اصلاح بےخوف و خطر

تمّت

نکتہ قابلِ یاد ہر ذرہ اسمِ ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار　　　یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرحِ ششم جو باقی ماند　　　در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برآر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شئے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحسابِ ابجد نکالیئے اور اُن اعداد کو دو چند کیجیئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجیے اُس کے بعد چھ ۶ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دیجئے۔
اعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیالیس ۴۶ ہوئے اُس کو دو ۲ میں ضرب دو بانوے ۹۲ ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ ۶ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے وعلیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناھیۃ المستخرجۃ محمد جعفر علی نگینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبد الغنی　　　کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
این ندا آمد ز ہر سو غم فزا　　　داد جاں عبد الغنی با جلوہ حے سنہ ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ہشتم ذیقعدہ جمعہ کو　　　چل دیئے جنان کو یعقوب
رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے　　　ماہِ ہدا ہوا آہ غروب سنہ ۱۲۸۲ھ

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سراسر — گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال — نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
سوا آکر عشق نے مجکو جگایا — جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا
کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھایا — کہ جس نے مجکو سودائی بنایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی — کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل — ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا — بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں — قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھکو — کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آ میری گلوگیر — کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسایا — گویا قید دو عالم سے چھڑایا
شراب شوق کا اک گھونٹ دیکر — کیا رسوا مجھے عالم میں در در
جنوں نے آلباس تن کو کر چاک — پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر — رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
غم و درد والم کی فوج کر ساتھ — دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لاکر — بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ — بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی
گیا اس دن سے سونا اور کھانا
اجی جس کے ہو دل میں درد فرقت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو
اٹھا چھاتی میں درد عشق جس کی
پڑا ہو غم کا لشکر دل پہ آ ٹوٹ
تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے
گیا سب بھول کھانا اور پینا
لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
۲
غرض دیوانہ مجکو جان کر کے
مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو
وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
اگر ظاہر کروں حالِ درونی
جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

مری سب عیش کی پونجی گنوائی
ہوا ہیں غم کے تیروں کا نشانا
اسے کیا ہووے خواب و خور کی فرصت
نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
متاع صبر و تسکیں لیگیا لوٹ
صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
کسی نے درد کو میرے نہ جانا
کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جواں نے
ہووے گرد آ مرے لڑکے شہر کے
تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا
سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
کوئی ہمدم نہیں جز درد فرقت
نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
گذر جس دلمیں حضرت عشق کا ہو
وہی اس درد غم سے آشنا ہو
کہ ہو جو مبتلائے درد فرقت
غم فرقت سوا کوئی نہیں یار
نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
بناؤں ایک عالم کو جنونی
کروں شرمندہ دوزخ کو شرر کو
تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر
پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں
ہنسوں ہیں اور عالم کو رلاؤں

نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں

ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت

تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دن رات
خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات

ارے یارو کہو ہو جس کو الفت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے

کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو
ہو دو امید جینے کی نہ کیجو

کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
کہا میں نے یہ اس پیارے سے رو رو

کہ صبر آئے دلِ غمگیں کو کیوں کر
ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر

نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر
قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر

سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر
ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر

کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
تلے پاؤں کے پھر دریائے غم ہے

ہے چاروں طرف فوج درد گھیرے
سدا آہوں کے مارے تیر میرے

یہ آکر ناتوانی نے کیا زور
کیا تاب و تواں کا مار کر بھور

جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی
میری سب ہوش کی پونجی لٹائی

کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ
گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ

جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
لیا عزت کا سب اسباب میرا

پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری
متاعِ صبر لی ہے لوٹ ساری

ڈبوتے ہیں اُدھر اشکوں کے نالے
لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے

ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
ہے گریاں سیل اشک غم سے داماں

لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ
میرے پیارے بتا جاؤں کدھر بھاگ

بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے

کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر

کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا
مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

اجی کس کا ہو دشمن دل سا پیارا
بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچارا

خدا کیواسطے جلدی خبر لے
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے

جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو

اگر آنے میں ہو گی دیر تجھ کو
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو

کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو

طبیب درد دل ہے گا مرا تو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو

جو کوئی عشق کا بیمار ہووے
علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے

میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں

محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو

خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ

لگائی تھی جو تو ہم سے پیارے
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے

جو تھی منظور کرنی بے وفائی
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی

کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے

اگر یہ بیوفائی جانتا میں
تو پھر کیوں خاک در در چھانتا میں

بہت سر ہم نے رگڑا خاک پا سے
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے

ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا

ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی

اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
خدا کے واسطے تم بخشدو جو

نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو
کرم پر اپنے پیارے کر نظر تو

میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو

دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار

نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
گیا جینے سے اب بے آس مجھ کو

خدا کے واسطے اب مت ستم کر
خدا کے واسطے اب تو کرم کر

اگر رونا مرا خوش آوتا ہے
یہ درد و رنج تجھ کو بھاوتا ہے

تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہو گا شعلۂ رخ کا ترے دھیان
تو ہونگا خاک جل بھنکر میں اس آن

جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشان
تو پیچ و تاب کھائے گی مری جان

تصور تیری پیشانی کا گر ہو
تو ہو دیوارِ غم اور میرا سر ہو

جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان
کروں میں گوہرِ اشک اُسپہ قربان

خیال اس تیغِ ابرو کا اگر ہو
وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو

تصورِ تیری مژگاں کا گر آئے
ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے

درِ دنداں کو تیرے یاد کر کے
بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے

جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر

جب آوے یاد تیرا قد و قامت
کروں برپا وہیں شورِ قیامت

ترے ناز و ادا کی یاد کر چال
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال

وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر

میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
تو پروانہ کی صورت جل مرونگا

جو ہو گلزار تن زخمِ جگر سے
کروں سیراب اس کو چشمِ تر سے ۵

تری تیغِ نگہ کا قتل ہوں گر
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر

غرض جور و جفا سارے سہوں گا
نہ گھبراؤں گا نے غمگیں ہوں گا

ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
جو نالہ تھم رہا رویا کروں گا

نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں

اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آ کر
کہ کیا گذری ہے اے دیوانے تجھپر

نہ ہرگز حال دل اپنا کہوں گا
ہنسوں گا اور رو کر چپ رہونگا

نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری
اسی میں جان جاویگی ہماری

ذرا اس ناز اور غمزے کو دیکھو
مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو

رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
نہیں صورت و لے اپنی دکھاتے

ذرا بہرِ خدا پردہ اٹھا دے
وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھا دے

بہت نزدیک ہوں دلسے تو اے یار
و لے تجھ تک پہنچنا ہی ہے دشوار

ہے بوئے گل کی جوں تجھ میں قربت
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

نہیں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے
رہے ہے دل میں مرے پیارے سدا تو
مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ
ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار
ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا
اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری
قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا
یہ پردہ دور ٹک اللہ کو تو
کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے
ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھادے
رہو گے کب تلک پردے میں پیارے
یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری
و لے اتنا تو کہے گا ہے جانی
یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا
ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ
کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت
میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا
ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں
تڑپتا ہے ترے غم سے مرا دل
رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے
سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا
کرو غیروں پہ لطف و مہربانی
نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
نہ جانے ٹھوکریں کھاؤں گا کب تک
ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
غضب ہے تس پہ بھی ملنا ہو دشوار
رواں ہو وے بدن سے خون جیسا
یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے
کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنادے
کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
کرو گے جو اٹھا و بن گے وہ ساری
کرو ہم پر کرم سے مہربانی
نہیں تم بن اسے اک دم گذارا
پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل
ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے
نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے

ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور
اثر ہے لنگ اور ہمت ہے رنجور

کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا

جو کرتا شوق میری رہنمائی
تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی

کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

نہ میرے دردوغم کا کوئی غمخوار
ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار

کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال

سنے جو درد کا طومار میرا
نہیں تجھ بن کوئی غمخوار میرا

سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
کہ یوں مجھ کو تپ فرقت نے مارا

یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
سدا اشک غم سے منھ دھویا کروں میں

سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے

ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں
ولے سب جستجو میں دن گنواؤں

مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں میں
کروں دن رات تیری جستجو میں

نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں

کہاں تک دردوغم ظاہر کروں میں
نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں

یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا

جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر
نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر

کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
چھڑا دیگا تو دردوغم سے مجھکو

دکھادیگا مجھے دیدار اپنا
مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا

اگرچہ ہوں بُرا پر ہوں تمہارا
نہیں بن تم مرا اکدم گذارا

تمام امداد کر یہ دردنامہ
کہیں ایسا نہ ہو پھٹ جائے خامہ

بہ دردا پنا بس اب اظہار مت کر
خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر

کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکسر

بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ
کہ بہتر دردِ دل کا ہے چھپانا

نہ ہو ایسا تری گستاخیوں پر
خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

وہ تیرے حال دل سے ہے خبردار — نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار
نہ کر غل صبر کر یہ مان میری — کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
بس اب خاموش ہو گفتار کم کر — ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر
اسی پر سونپ دے اب کام سارے — وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں — نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا میں
وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے — خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
بس اب خاموش ہو گفتار کر کم — تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہردم

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے
سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

تمت

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد وصلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین وکمترین مقتبسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین سراج الاولیاء تاج الکبراء زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی وسندی ومعتمدی ومستندی ذخیرۃ یومی وغدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا ومولانا الحافظ الحاج الشاہ **محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی** مولدا المکی موردا الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادامہ اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امداداً من اللہ علی العباد وافاضۃً علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت وخلان الحقیقت کے عرض رسا ہے کہ حضرت پیر مرشد محتشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصاو ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق ومنتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع واستمتاع واحتظاظ والتذاذ دوسرے پیر بھائیوں وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کرکے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا بڑی غرض اِس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عزّ وشرف ؛ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا

عجب رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا

بہر رنگ ہر شے میں جا بہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا

نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر واذکار تیرا

تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یا رب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
توہی ہے توہی یا کہ آثار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطا وار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا

نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا

دوا یا رضا کیا کروں میں الٰہی
کہ وار وبھی تیری اور آزار تیرا

عرض لادوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب
تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور اس کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب سے ہے نام غفار تیرا

دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا

خبر لیجو میری اس دم الٰہی
کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا

کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
مجھے چاہیئے رحم بسیار تیرا

تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم
کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا

الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری
بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا

تو میرا ہے میں تیرا ہوں تیرا تو میرا
ترا فضل میرا مرا کار تیرا

میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا
تو مسجود میں ساجد زار تیرا

یہ جور و جفا ہم سے ہم پر ہے یا رب
نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا

نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں
کہ ہے نام قہار و جبار تیرا

فنا ہو گیا جو تری دوستی میں
تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا

کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے
عیاں ہو نہاں اسپہ اسرار تیرا

الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا
رہوں میں سدا مست دمخوار تیرا

میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں
جو لگ جا محبت کا آزار تیرا

الٰہی عطا ذرہ درد دل ہو
کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا

جو جاگا سو سویا جو سویا سو جاگا
سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا

ترا خوان انعام ہے عام سب پر
ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے
میں تجھ سے ہوں یا رب طلبگار تیرا

نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھکو مطلب
تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا

دلمیں ٹک جلوہ فرما الٰہی
کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ کر گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا

کہاں جاوے جسکا نہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا

رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا

برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم
جو ہو جا کرم مجھ پہ اکبار تیرا

ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا

لگے کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

نہ ڈر دو دشمنوں سے رہا مجھکو جب سے
کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا

ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی
ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا

نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا
تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا

نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں
تو ہے نور میرا میں آثار تیرا

الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو
کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا

بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو
کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا

حکومت ہوئی اسکو اصل جہاں کی
ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا

دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک
جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا

رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا
الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا

تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھکو
الٰہی رہوں اک خبردار تیرا

الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر
جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا

بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو
ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا

بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر
کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا

بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر
نہیں کرنا معمول انکار تیرا

نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش
ہر اک شے سے ہے وصل دشوار تیرا

ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر
میسر ہو اے کاش دیدار تیرا

نہیں وصل افسوس قسمت میں میری
میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے
ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا

یہ قرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا
نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا

ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو
کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا

زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو
وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا

نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی
کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا

نبیِ کریم آل و اصحاب سب پر
درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا

ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا
ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا

حجابِ خودی میرا یارب اٹھا دے
کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا

تو صیقل آئینہ دل نام حق سے
کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا

اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے
تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا

اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم
تو چاکر ہے اسکا وہ سردار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

مرے پیر استاد ماں باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کرکے نثار آپ پہ گھر بار یا رسول
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یا رسول

ذات آپکی تو رحمت و الفت ہے سر بسر
میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسول

جسدن تم عاصیوں کے شفیع ہو کے پیش حق
اسدن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسول

تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہاں بتاؤ یہ ناچار یا رسول

کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جسکا مددگار یا رسول

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول

کسطرح آہ میں کروں خدمت میں الغرض
ہوں خجلت گناہ سے سرشار یا رسول

کریئے نہ میرے فعل بُروں پر نگاہ تم
کیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسول

لیجو خدا کیواسطے اسدن مری خبر
عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسول

دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپکا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول

گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہوگئی دشوار یا رسول

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

غزل نعتیہ

ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھا دو یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ

پیاسا ہے تمہارے شربتِ دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ

چھپے بس خجلت سے جا کر پردۂ مغرب میں ماہ و خور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ

یقیں ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ

ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا
مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ

کرم فرماؤ ہمپر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

مشرف کرکے مجھکو کلمہ طیبہ سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

شفیعِ عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشائش
کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

جہازِ امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں ہر طرح گرداب غم میں ناخدا ہوکر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں نہ لائق دالکے پرامید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ

حبیب کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم
ہمیں پھر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ

شراب بیخودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ

بہت بھٹکا پھرا ہیں وادیٔ فرقت میں جوں وحشی
کرم فرماؤ ابتو مت پھراؤ یا رسول اللہ

مشرف کرکے دیدار مبارک سے مجھے اکدم
مرے غم دین ودنیا کے بہلاؤ یا رسول اللہ

خدا کیواسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر
تب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دوعالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

غزل نعتیہ

مکے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ
دیے ہے رخ کعبہ خبر روئے مدینہ

لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ
دل اڑنے لگا ہو کے ہواسوئے مدینہ

پہنچا دے مجھے منزل مقصود کو جلدی
یارب ہے لگی دل کو تگ و پوئے مدینہ

ابتو یہ تمنا ہے کہ یہاں کعبے کیجوں گرد
قربانی ہوں بگرد سر ہر کوئے مدینہ

گر چہ ہیں بہت شہر جہاں میں خوش ودلچسپ
لیکن ہے عجب دلبر ودلجوئے مدینہ

حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی
جو دل سے ہو ساکن پہلوئے مدینہ

دل غرق حلاوت ہے دہن ہے شکرستاں
تو طوطی زباں ہے جو ثنا گوئے مدینہ

انہار فیوضات ہیں عالم میں جہاں تک
ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

وہ چھوٹ گیا بند دوعالم سے سراسر
جو پھنس گیا اندر خم گیسوئے مدینہ

محفوظ ہے آفات دوعالم سے وہ مومن
کی جسنے سکونت تہ بازوئے مدینہ

خوشی آوے کب اس کو خوشبوئے دوعالم
ہے جسکے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ

کس ذوق سے لپٹے ہے کلام اپنا زبانسے
جب ہووے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ

ایذا کے عوض دیتے دعا سنگدلوں کو
دل نرم تھے کیا سرور خوشخوئے مدینہ

کب پوچھتا عاشق کوئی خوبان جہاں کو

امداد سے نت گوہر صلوٰت وسلامی
یارب ہو نثار شہ نیکوئے مدینہ

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے دردیہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذب عشق محمدیؐ ہیں دلونکو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر وظلم وفساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے

رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے
صدا یہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد ابتو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

غزل

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آ پھر پھر کے سر مارا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

تماشائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا

رُخِ رخشانِ جاناں کی تجلّی چاہیئے دیکھے
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

کفِ پا کی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
اگر آئینہ جوہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا بُرِشِ تیغِ نگاہِ یار کو تم نے
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھئے بارش
سما پر ابرِ گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لب و دندانِ دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
اگر لعل و دُرِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں نوکِ مژہ پر لختِ دل کی دیکھ جانبازی
وہاں منصورِ صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا حالِ دلِ بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
نہ دیکھا اوّل آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دلِ مضطر میں ظاہر یار کو تھا چاہیئے دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعرِ امدادِ الٰہی سے ہیں ٹک دیکھو
اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

مُنعمِ فیضِ توکّل سے ہے بس خوان اپنا
پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا

تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوت دل کو
قندِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا

طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا

بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہے اپنا شربت
پوشش اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پامالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی — فوج غم سرو سامانی ہے سامان اپنا
لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو — کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا
خوابگاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر — کیوں عبث کھینچیں بھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا
دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو — حیب ہوا دشمنِ جاں دل سا مہربان اپنا
دردِ غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار — غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا
آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے — کہ خیالِ رخِ دلدار ہے دربان اپنا
وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیر اے امداد — کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا
کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو — ہو پریشاں جو سُنے حالِ پریشاں اپنا

غزل نعتیہ

ہو جائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت
ہے بلبلِ دل شائق گلِ روئے پیمبرؐ
کھایا کروں بس ٹھوکریں زوّار کی تیرے
دیں ساقیِ کوثر جو مجھے بادۂ الفت

جوں نقشِ قدم جا پڑوں ادھر کسی صورت
بے دیکھے نہ ٹھہریگا یہ مضطر کسی صورت
اے کاش ہوں در کا ترے پتھر کسی صورت
چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت
ہو مغز و پریشاں وہیں مشکِ ختن کا — کھل جاوے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدینہ
جوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے
اے ماہ روش کیجیے گذر ٹک تو ادھر بھی
ہو جا کہیں سرسبز مرا نخلِ تمنّا

جوں بادِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت
گر جا پڑوں مر مرو وہاں پر کسی صورت
ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت
آجائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر کر ذکرِ خدا اور ہے تذکیر عبث — بجز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریر عبث
حمدِ حق میں ہو و یا نعتِ پیمبر میں رقم — پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریر عبث
لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسولؐ — بجز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیر عبث
لائی ہے بادِ صبا بوئے قدمِ احمدؐ — کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث
آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم — قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیر عبث
سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت — یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث
پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا — پیرِ ایام ہے دن پیر کا نے پیر عبث
نورِ احمدؐ سے منوّر ہے دو عالم دیکھو — دیکھنے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث
آپ کے عتبۂ عالی کا بیاں ہو کس سے — عرش کی اس کے مقابل میں ہے توقیر عبث
روئے اسلام سے ان کے نہ رہا کفر کا نام — بار و اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیر عبث

اٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ منہ سے / ہے نہ رنگ رخ گلشن میں یہ تغییر عبث

آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں / ہے قلیل آپ ہا بس اور کی تکثیر عبث

چاہیے عشق محمدؐ میں مسخر ہونا / کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبث

دل میں کافی ہے خیال رخ انوار ترا / شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث

جسم اپنا نہ ہوا خاک مدینے کا غبار / اس مس عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث

دیکھئے کب ہو میسر مجھے وصل محبوب / ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث

شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہہ محبوب / منع کی حق نے کہ ہے کھینچنی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتہ نقشہ تصویر عبث / جان بے جان کو دے کر نہ ہو دلگیر عبث

خواہش نام دلنشاں یاں کا ہے اے میر عبث / مثل امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث

ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ برباد / بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث

مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ / ہے فلک سے طلب عزت و توقیر عبث

چین و آرام ہے کس کو یہاں اس کے نیچے / چرخ سے ہے ہوس راحت و تدبیر عبث ۷

دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گل پژمردہ / اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث

بلبلا سا نہ ابھر بحر جہاں میں اتنا / دم میں ہوگا یہ ترا نقشہ تعمیر عبث

مارنا آپ کو تا کیمیا خود بن جانا / مار اگر پارے کو لے صاحب اکسیر عبث

لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا / ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث

کیمیا اپنی ہے خاک قدم یار اے دل / کس لئے کرتا ہے پھر خواہش اکسیر عبث

ڈھونڈھتا پھرتا ہے دو شمع لئے کچھ تو ضرور / یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث

اے عروضی مری موزوں طبع کے آگے / تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقریر عبث

مسکن اس بحر فنا میں نہ بنا تو امداد / صورت بلبلا پانی میں ہے تعمیر عبث

غزل

ہو کے ہیں شیفتہ زلف گرہ گیر عبث / لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث

ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث / جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث

گردش بخت سے اپنے ہیں ستائے ہم آپ / پھر تو پھر پھر نہ ستا اے فلک پیر عبث

آپ کی چین بہ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
پا بہ زنجیر تو پھر کرتے ہو نخچیر عبث

سر بکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیر عبث

تیغ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث

ضعف تن سے ہوں ہوا سا نہ پھنسونگا ہرگز
زلف پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث

خواب غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور
تیرے مستوں کی نہیں نالۂ شبگیر عبث

قوس ابرو سے ذرا تیر نگہ کو چھوڑ دو
لوں گا سینہ پہ بچائے گا ترا تیر عبث

عشق کہتا ہے کہ کر نہر لہو کی جاری
تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث

چشم بد بیں دل بدخواہ میں مار اے امداد
چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث
سچ ہے پیشانی کی دیتی نہیں تحریر عبث

قسمت الٹی نے مری لا اسے در سے الٹا
ہو گئی جذب محبت کی نہ تاثیر عبث

دل میں آئے غم دلبر نہ رکھوں آنکھوں میں
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث

ان کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں
کب ہے نالہ مرا پابستۂ زنجیر عبث

ضرب اک مارتا خسرو کے دل سنگیں پر
کوہکن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث

مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں
یار و پاؤں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اس کا دفتر عشق میں ہرگز رقم نہیں
اول قدم پہ جس کا یہاں سر قلم نہیں

بے مرگ زندگی وصال صنم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اول عدم نہیں

ہے کون ساقیا ترا جس پر کرم نہیں
مخمور تیرے در سے پر ایک ہم نہیں

کرتا ہے تو کبوتر دل کو جو میرے ذبح
کیا تجھ کو پاس حرمت صید حرم نہیں

ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہیں

پھولا نہ تخم عشق مرا ورنہ چشم و دل
گرہی دہر و ابر بہاری سے کم نہیں

غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر نہیں
غم ہے تو بس یہ غم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں

اے شمع جان صحبت پروانہ مغتنم
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں — جز نقد جاں پرستش دام و درم نہیں
امداد رکھ کے سر نہ اٹھا در سے یار کے — اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیر زمیں ہوں میں — ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں
گر تخت حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر — اقلیم عشق میں شہ مسند نشیں ہوں میں
مثل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر — باوصف ایسے قرب کے بس دور ہیں ہوں میں
ہے بود گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ — پھر ڈھونڈھنا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب — سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں
رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا — آجا نظر کہیں کہ دم واپسیں ہوں میں
دام بلا میں کس کے تو امداد جا پھنسا — مدت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم — آفریں وہ ہم کو دیں ان کو مبارک باد ہم
خانہ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر — ڈالتے ہیں اب تو قصر عشق کی بنیاد ہم
خاک ہو کر آ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں — پر یہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدست باد ہم
ہیں وہ ہم صید ہوس پھر جا کے پھنستے دام میں — چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا — ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم
مرغ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں پھنسا — پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو ہماری مکر سے — ذبح کر احساں ترا مانینگے اے صیاد ہم
بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں — گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
ہیں کفن بردوش سر برکف تامل کیا ہے پھر — قتل کر ہم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم
بال بال اپنا ہے نشتر ہر بن مو سے لہو — ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھکو اے فصاد ہم
قصر جنت کا ہے تم کو مبارک واعظو — ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے نہیں — اور میاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ — اپنے دشمن آپ ہیں پھر کس سے چاہیں داد ہم
ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں دلے — رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو
تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم
یا الٰہی کس سے تجھ بن جا کریں فریاد ہم

آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم

باغ عالم میں ہیں باآہ و فغاں آزاد ہم
آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم

داغ دل گلشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلبل ناشاد ہم

عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم

ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم

قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلاد ہم

دے رہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم

آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے برے
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں جامع اضداد ہم

بے نشاں بے نام ہیں ذیشان ہیں اور ہیں نامور
جو کہو سب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم

علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
ہیں اسی دانش سے یار و صاحب ارشاد ہم

اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم

کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم

ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم

شادی و غم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے مساوی ہم کو گر ہوں شاد یا ناشاد ہم

ہے برابر ہم کو قہر ہجر و لطف وصل یار
عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم

ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم

ہیں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ
بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم

ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام
اور تیسیر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر
کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے درمان جاں ہو کر

رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
ذرا تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر

نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں
کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

نہ کیوں ہو نخلِ سلکِ خاک میں سرسبز و بار آور
ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشاں ہوکر

نکالیں بحرِ الفت سے دُرِ مطلوب وہ جن کے
نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہوکر

اٹھایا بارِ غم تونے دلا صد آفریں تجھ کو
لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہوکر

ہمارے غم کے گھر میں خوابِ راحت آسکے کیونکر
کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہوکر

ادب بندِ زباں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
کہ دل کے دل میں رہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہوکر

ہمیں پروا کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
دکھاتا داغِ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہوکر

کہاں جا دے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
درِ جاناں پہ آ بیٹھا ہو نقشِ آستاں ہوکر

کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جس کا کوئی تجھ بن
پڑا ہو جب کہ آ درپر ترے بے خانماں ہوکر

ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے
مریضِ عشق تیرا آ پڑا ہے ناتواں ہوکر

ملے ہے گوہرِ مطلوب بحرِ عشق سے اُن کو
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہوکر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں
بندہ ضعیف و عاصی بس کمترین ہوں میں

عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشقِ ماہ جبیں ہوں میں

گمنام بے نشاں ہوں ذیشاں ہوں نامور
سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں

ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں

سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لیے
در در پھرا ہوں اور کبھی خانہ نشیں ہوں میں

مت کر زکوٰۃ حسن سے محروم بہرِ حق
مسکین غریب و عاجز و اندوہگیں ہوں میں

گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد سا و لے
انگشتریِ خلق میں مثلِ نگیں ہوں میں

غزل

تپِ غم سے جو دیدۂ تر میں ہو تا خشک پانی ہے
تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوزِ نہانی ہے

ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع رو کس جا
کہ جان اپنی ہمیں اس آتشِ رُو پر جلانی ہے

نہ چاہوں کس لیے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
کہ واں آبِ دمِ شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے

نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سا رائگاں جاتا
کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکب دخانی ہے

ہیں طورِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لن ترانی ہے

ادب بندِ زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ
گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جرس قیل وقال اہل
کہ راہ کشف میں گمرہ دلیل طے لسانی ہے

ہے آوازِ جرس گویا جگانا رہزنوں کا بس
زباں کا کھولنا غارت گرِ سرِّ نہانی ہے

صدف کی جوں رہے گا منھ کھلا اسکا قیامت تک
جہاں خامہ سے دائم مثل دُر بادر فشانی ہے

جو ہیں ہم صاف مشرب سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لیتا عہ اف پانی ہے

غزل اور اِس زمیں میں پڑھکے امدادِ الٰہی سے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ ہجراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
اجی دیکھو تو اِس بارش میں کیا آتش فشانی ہے

حریفِ نفس کب ہو عقل جو بحرِ معانی ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے

ہے اپنا نطق ہر نکتے میں سونگِ شکر رکھنا
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے

ہے بے دردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
کہ نوک خار پا کو نبش کثر دم سے اٹھانی ہے

نہیں ہے کسر شاں ہونا مقید بند عزلت میں
مثالِ اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے

گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے
جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے

جو زر آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے

لیے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
کہ جو اشکِ ندامت سے لئے آنکھوں میں پانی ہے

ہمارے جرم سے چیں بر جبیں کیوں عفو ہو اُس کا
کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے

سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرت نور وحدت کو
کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہے

نہ کیوں ہو زنگ آئینہ کا رہبر سوئے روشن گہ
مجھے زشتی سے حاصل کعبۂ مقصود جانی ہے

عبث کھاتا ہے فکر رزق میں غم سخت انسان کیوں
کہ تاب نور سے پتھر میں غذا لئے لعل کانی ہے

بڑا رِیں قہر سے گردہ نہیں شکوہ ہمیں ان سے نکالیں
بلاویں مہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے

بلادیں مہربانی سے بڑا ریں کچھ نہیں شکوہ
ہمیں ان کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے

مثالِ جان و تن ہے تجھ میں اسمیں قرب پھر دوری
نہیں کھلتا ہے اے امداد کیا سرِّ نہانی ہے

نہ دو ناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم
اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے

غزل

رُخ سے کاکل اٹھا دیا کس نے
عرش اور فرشتے سبکو پا نہ سکیں
ابر گریاں میں برقِ حسن دکھا
ہے نہ عالم میں وہ نہ عالم میں
شعلۂ رُخ دکھا کے اپنا ہمیں
ہیں نو نام و نشاں مٹا بیٹھا
شخص واحد ہے سیکڑوں ہیں نام

رات میں دن دکھا دیا کس نے
میرے دل میں سما دیا کس نے
رونے روتے ہنسا دیا کس نے
شور اُس کا مچا دیا کس نے
سر سے پا تک جلا دیا کس نے
شہرہ میرا اڑا دیا کس نے
ایک کو سو بنا دیا کس نے
حسنِ لیلیٰ دکھا کے اے امداد

لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں
ڈھونڈھنے نکلے آپ کو کھویا
منھ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے
نغمۂ سرمدی سُنا کے ہمیں
عشق معشوق عاشق اک کہکر
اوّل آخر عیاں نہاں ہو کر
ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی
تجھکو مجنوں بنا دیا کس نے

کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
مجھ کو اُس میں گُما دیا کس نے
ہنستے ہنستے رلا دیا کس نے
مست و بیخود بنا دیا کس نے
سرّ وحدت سجھا دیا کس نے
حرفِ شرکت مٹا دیا کس نے
شمع تجھ کو جلا دیا کس نے

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود ز دستم دلے ہشیار میگردم
چو دیدم روئے خویش را بہر جلوئے بہر رنگے
ز چشمت مے بہ میخواراں سید از لب دہی قند
شرابِ شوق عالم را تو می طلبی دہی بخشی

بباطن شاہ کونینم بظاہر خوار میگردم
ازیں در بحر و بر در کوچہ و بازار میگردم
چو من با ایں ہمہ آنم ز حرماں خوار میگردم
اگر محرم گردِ خانۂ خمار میگردم
بیا نورِ محمد کن دلِ امداد را روشن

مرا ربطیست جاناں چو نور خور لغرض آں
عجب بیخود و بدمستم کہ طرفہ ماجرا ایں است
چو شد منظور قتلِ من تغافل چیست اے قاتل
مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحا ہرگز
کہ عکس نور بے کیفم پے انوار میگردم

بصورت زو جدا من گرچہ سایہ وار میگردم
کہ دلدارے ببر دارم پے دلدار میگردم
کہ سر بر کف کفن بر دوش گرز دار میگردم
کہ سودا بین بسر دارم نہ من بیکار میگردم

۱۲

جواب خط شاہ سیّد علی احمد صاحب تخلص صلؔ علی احمد انبیٹھوی

چو آمد ساقئ مشکل کشا دشوار کارِ من
صبا آورد چوں بوئے گلِ وصلِ نگارِ من
بحمد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیامم آمد
بایں شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را
چو من منظور جذب اشتیاقم در جنابِ تو
پس از مدت بر آمد آرزوئے جان و دل یعنی
بدے ذوقِ حیاتِ من بسا تلخ از غمِ ہجراں
بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں
ببین گریہ من خنداں و ہم در خندہ من گریاں
گہے گریان و گہہ خنداں گہے حیراں گہے نالاں

بیک جرعہ زمے بکشود عقدِ دلفگارِ من
بر آمد بر ہوائے شوق ایں مشتِ غبارِ من
کہ آمد ناگہاں نامہ ز کوئے شہریارِ من
دلم حیراں کہ باشد بر کدامی جاں نثارِ من
کہ از نامہ منوّر کرد چشمِ انتظارِ من
بجرمِ دوستاں گو شد دلیس عزّ و وقارِ من
سحر گردید از مہر خطت شبہائے تارِ من
خوشا ایں طالعِ شیریں کہ گشتے غمگسارِ من
ہمیں تسکینِ دل بودے ہمیں صبر و قرارِ من
بہارا اندر خزاں بود خزاں اندر بہارِ من
بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگارِ من

نمیگردد بیانِ شوق وصل و شکوۂ ہجراں — غرض جز ذکر دلگیر تو نبود ہیچ کارِ من
کہ آمد نامۂ خوش ناگہاں صلّ علیٰ احمد — یکایک رفت غمہائے دلِ اندوہ گارِ من
ادائے شکرِ آں ساقی نہ گردد از زبان و دل — کہ از یک جرعہ زاں مے برد کل رنج و خمارِ من
بیادِ خود نگہدارش ز مشغولی غیرِ حق — باحسانیکہ یادم کرد ائے پروردگارِ من
ز لطفِ چشم آں دارم کہ دائم ہمچنیں جاری — بماند در دولت یادِ دلِ امیدوارِ من
کنم تحریر اے امداد تا کے شوق وصل او — رسد اے کاش جائے نامہ آں نامی نگارِ من

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چو بمکہ بہوس کوئے تو گردم — دیدم رخِ کعبہ ذکرِ روئے تو کردم
محراب حرم گرچہ بہ پیشِ نظرم شد — من سجدہ ولے در خم ابروئے تو کردم
چوں حلقہ در بصد عجز گرفتم — در گردنِ خود سلسلۂ گیسوئے تو کردم
سر میدہد عالم پئے بوسہ حجر اسود — من میل بخال سیہ ہندوئے تو کردم
در سعی و طواف و بہ حطیم و بمقامے — ہر سمت تماشائے نکوئے تو کردم
لبیک و دعا خواں ہمہ مخلوق بعرفات — چوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کردم
در عرصہ عرفات بپا حشر نمودم — چوں یاد من آں قامت دلجوئے تو کردم
قربانی حیواں بمنیٰ میکند عالم — قرباں سرِ خود من بسرِ موئے تو کردم

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب — رحمتِ حق بر تو بادا روز و شب
عونِ حق بانو بود اے ابنِ عون — باد خوش از تو عذائے ہر دو کون
لنگرِ انعامت اے شاہ کرم — ہست جاری دائما بر ہر امم
نیست فوتش شد کنوں محتاج سخت — عین رحمت بر کشا اے نیک بخت
نام ممدوحت چو خواہی اے امیر — حرف اوّل از سرِ ہر مصرع گیر
یا الٰہی دار سایش را دراز — فیض بخشش بر سرِ اہل حجاز
دوستت خوش دشمنت بر باد باد — اہلِ حرمین از تو بس دل شاد باد
ایں دعا گو ہم ز خوانِ عام تو — بود نعمت خوار از انعام تو
در د ما کن جاری دہ لقمہ مرا — نعمتِ دارین بخشد حق ترا

شجرۂ قادریہ قمیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنائی حمد اے محبوب مطلق — بذاتِ تو سزاوار است و لایق
خداوندا بحق ذات پاکت — پذیر اکن مناجاتم برحمت
بآنکہ اسمہٗ احمد محمدؐ — امام انبیا سلطان سرمد
بحقِ مرتضیٰ شاہِ ولایت — خداوندا نما راہِ ہدایت
پس از حمد و ثنا صلوات بیحد — بدرگاہِ تو بندہ عرض وارد
خداوندا بحق شاہ لولاک — مرا کن از غمِ دنیا و دیں پاک
عطا فرما طریقت با شریعت — دلم روشن کن از نورِ حقیقت
بحقِ شیخ حسن بصری الٰہی — ز سرِّ خویش کن آگہ کماہی

بحق شیخ حبیب عجمی شہ دیں — دعا را بفضل خویش گزیں
بحق خواجہ معروف کرخی — مرا محفوظ دار از شر چرخی
بحق شہ جنید آں شیخ بغداد — ز قید دو جہاں مارا کن آزاد
بحق عبد واحد بو الفضل شاہ — خداوندا کن از اسرار آگاہ
بحق بو الحسن ہنکاری با حق — بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق
خداوندا بحق شاہ جیلاں — محی الدین غوث قطب دوراں
بتاج الدین شاہ عبد رزاق — بدہ چالاکیم در راہ عشاق
بحق شیخ یحییٰ زاہد حق — مشرف ساز از دیدار مطلق
باں عبد الوہاب بحر ثانی — مرا کن غرق در موج معانی
بحق احمد قدسی عاقل — نشان ماسوا مگذار در دل
بحق شاہ عبد الحق عالی — دلم را کن ز حب غیر خالی
بحق حضرت قمیص الاعظم — بکن پر چشم را از عشق باہم
بحق شاہ محمد غوث ثانی — بدہ درد و غم و سوز نہانی
بحق شاہ سید عبد رزاق — بوصل خویش مارا دار مشتاق
بشیخ عبد الرحیم آں شاہ شہدا — شہیدم کن بہ تیغ عشق شاہا
خداوندا بحق جملہ پیراں — مرا ہم در طریق شاں بمیراں
بغوث و فرد و ابرار و باوتاد — بعشاق و لعباد و زہاد
بخود مشغول دار اندر حیاتم — اگر میرم بدہ یارب نجاتم
خداوندا بایں پیران عظام — بوقت مرگ کن بالخیر انجام

بحق حضرت داؤد طائی — مرا از قید ہستی دہ رہائی
خداوندا بحق سری سقطی — تبا نم دہ براہ نیک بختی
بحق خواجہ بو بکر شبلی — بکن بر عاشقان خود تجلی
بحق بو الفرح آں شاہ طرطوس — مکن باز از رحمت خویش مایوس
بحق بو سعید آں شاہ بو الخیر — بکن محو از دل من الفت غیر
بکن خالی مرا از ہر خیالے — ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
بحق شاہ زین الدین والا — مزین کن مرا از دین و تقویٰ
خداوندا بحق شاہ موسیٰ — بمانم بر درت دائم جبیں سا
بہ عبد القادر راسی الٰہا — بملک معرفت کن شاد مارا
بحق شاہ مولانائے معرب — بگرداں مدفنم در خاک یثرب
خداوندا بحق شاہ الیاس — پناہ خواہم بتو از شر خناس
بحق بو محمد شاہ محمد — عطا فرما مرا عرفان بے حد
بحق شاہ عبد الحق کامل — جمال خویش چشمم ساز شامل
خداوندا بحق رحم علی شاہ — باسرار لدنی ساز آگاہ
بحق حضرت نور محمد — منور کن دلم از نور بیحد
بحق آل و ازواج و صحاب — بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
ز دست نفس کافر کیش خونخوار — الٰہ العالمین مارا نگہدار
بعصیاں بیشوم بر باد اللہ — بیا و جلد کن امداد اللہ
ہر آں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند — مرا ہم از دعائے یاد آرد

۱۵

رباعی

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو — اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو — سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہ ما غریباں کوئے تو — انبساط عید دیدن روئے تو
صد ہلال عید قربانت کنم — اے ہلال عید ما ابروئے تو

رسالہ دربیان وحدۃ الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد و صلوٰۃ وافیات و بتقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان و قدوۂ ایشان حقایق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ مبرہن و مکشوف باد معاوضۂ سامی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آوری بہا فرمود بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی در بارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود ما ینتعلق بہا اسندراکی شدہ است و بطلب جوابش مبالغہ رفتہ مخدوما فقیر ایں لیاقت کجا دارد و خود را در زمرۂ عارفین حقایق شناس کجا می شمارد کہ متصدی چنیں امر خطیرہ گردد۔ اما از انجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیامہا گفتہ فرستادہ لاعلاجاً امتثالاً للامر قلم برداشت و ہرچہ حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق والمعین رجا می بدارم کہ اگر سہوی و خطای و یابند بپوشند بلکہ باصلاح آں کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر ہیچمدان راجز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔

آغاز

فقرۂ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آں سوال اوّل مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگرد شاں مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچناں میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ماؤل میدانند تاویل واں آن جز خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمبریں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند خلاف مشائخ چشت سخناں می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست درایں مسئلہ شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ

فقیر و معتقد کسانیکه با فقیر بیعت کرده و تعلق میدارند همین ست مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب وغیرهم از عزیزانِ فقیر اند که تعلق با فقیر میدارند

هیچگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواند پذیرفت مگر باعتماد کیفیتے است قلبی که بنده راز کمال علم و یقین صدق برامری در دل مستحکم گردد این را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی ست این مسئله وحدة الوجود چنان نیست بلکه درینجا نه تصدیق قلبی و نه فقط وکفِ لسان واجب ست چراکه اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق باقرار ضرور ست اینجا فقط تصدیق باید۔ سوائے آں در استفسار این مسئله فائده همین که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علمار ظاهر که از اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آں نمی دارد چه علمار بلکه صوفیائیکه هنوز سلوک خود تمام ناکرده باشند و از مقام نفس گذشته بمرتبه قلب نارسیده از این مسئله ضرر می یابند و از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاه اباحت و قعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکه گروه ها افتاده اند کما شهد نا هم نعوذ بالله من ذلک جناب هم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت عجیب می دارد ع

بعض را هادی و بعض را مضل هر چند نعمت خوشگوار است اصحاب را از آں لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق شاں او زهر قاتل برای همیں فرموده من صرح اسرار الربوبیة فقد کفر استتار آں لازم افشای آں ناجائز اول کسیکه در این مسئله خوض فرموده شیخ محی الدین ابن عربی ست قدس سره اجتهاد او در این مسئله و اثبات آں ببراهین واضحه بر گردن جمیع موحدان تا قیام قیامت منت نهاد لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله سره همعصر و هم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر از و پرسیدند گفت فهو زندیق "مردمان از صحبت او احتراز می کردند چوں وفات یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرموده مات قطب الوقت من کان ولی الله سمه مردمان تعجب کردند پرسیدند که چرا او را زندیق گفتے مارا از استفاده محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود و با جذبه قوی داشت هر چند مقرب بارگاه بود لاکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای

(۲)

اسرار بے اختیار شده اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراه می شدید چراکه از غلبهٔ حال سخنان که می گفت در فهم شما می آمد و عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مردماں را چه می رسد که با کس و ناکس بازار مسئله وحدة الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از آن هم بی نصیب سازیم درینجا گفتگوے حاصل است و قت خود و اعتقاد عوام ضائع کردن ست معارف آگاه ها برائے همیں احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زباں از این قبیل و قال بسته میدارند و احتراز میکنند سائلاں را اشارت بتاویلات می نمایند تا انکار آں مسئله نگردد بسیار مردم بدنهاد این مسئله سر بشیخی بر داشته مجلسها می آرایند خود گمراه شده گروه مسلماناں را گمراه می سازند چنانچه مشاهده می افتد پس از این قیل و قال چه فائده اگر بیاید مردماں را بطلب حق و ترک تعلق دنیا و

وکثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود در اں باید کوشید چوں ازیں سلوک تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب حاصل گردید خود ضرورت آں قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند و الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ ایں راز گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار ست خدائے تعالےٰ ما و احباب ما را شما و احباب شما را درایں راہ از ذلتِ پا نگہدارد۔ پیر و شیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہ السامی میگوید

قطعہ از ساحت دل غبار کثرت رُفتن ٭ خوشتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سُفتن ٭ مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت ایں مسئلہ نگریم جز حیرت در حیرت بروں فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک گوئیم کہ چنیں ست و چناں ست ع آں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد ناطقہ در تشریح ایں اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا و چیز ہائے عجیب می بلبیند با مردماں چہ تواں گفت کہ چنیں بود یا چناں بود چرا کہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بداں مشابہ کند و فہماند اگر احیاناً گوید و فہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقرہ ۲ دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب (۳)

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بورزش لاموجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست بلا حظہ معنی لازم گفتہ پس ایں مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبندد و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازیں مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ فقیر ایں ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گوئیم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق را فہمانند نہ آنکہ کما ہٗ گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بلبیند و در بیان آں عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و دراں حال بدست او اگر رسن دہند و گویند کہ آیا چنیں بود گوید ہاں چنیں بود اینست تفہیم بہ تمثیلات ازیں قبیل است تحریرات پیشینیان برائے آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع شکوک گردد و اسرار یکہ سینہ بسینہ می آمد حوالہ القلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشادہ دانستند و گفتند تا آں کسانیم کہ ما اہل راہ در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حال اینست فقیر ہم بتقلید ایشاں قول ایشاں را ترجمانی کردہ است باوجود آنجناب استفسار حی فرمائید و انکشاف چگونگی آں می خواہند لاعلاجاً امتثالاً للامر بلبیذیری ایضاح آں ضروری افتاد تا خاطر نشین آں حقایق شناس گردد و اطمینان دست دہد و تردد نماید اختصارش اینکہ۔ ازبیان ماسبق مبرہن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق

آں انگاہ معلوم گردد کہ طالب از سنت ودرشبہا وممارست استغراق وترک خطرات ماہو از خودی خود دور شود چوں از خیال خود گذشت ہیچ شئے در نظر او درخیال او نماند ہمہ ہستی حق معاینہ کند وقتیکہ از نظر سالک تقیدات وہستی بالمرسوا مرتفع گردید جز خدا ہیچ نہ بیند وبیخبر گردد بلکہ شعور ایں معنی ہم مرتفع شود ہرچہ بیند خدا بیند ہو ہو گفتن چہ معنی انا گوید

ایں مرتبہ را فنا در فنا گویند ایں گفتہا راز فی نباید فہمید بلکہ نائی میگوید مولانا قدس سرہٗ است ؎

نی کہ ہردم نغمہ آرائی می کند ٭ فی الحقیقت از دم نائی کند ٭ بے فنائی خویش و بے جذب قوی ٭ کی حریم وصل را محرم شوی

ایضاً عارفی گفتہ تو مباش اصلا کمال اینست وبس ٭ تو دراں گم شو وصال اینست وبس۔ از ایں وقت خود خبر دار سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل واز خواص امت وی گفت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی منصور حلاج انا الحق ایں ہمہ از ایں ہمہ باب است باوجود ایں ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی ست از میان عبد ورب مرتفع نہ شد ہرچند در حالت فنای شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیراکہ چوں از بے شعوری باز بشعور درآمد دانست کہ من از خود بیخبر شدہ بودم مثل آں آہن پارہ کہ در آتش سرخ شد و نعرہ زد کہ من آتشم انکار ایں قول وے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است ایں حالتی ست بر پارہ آہن عارض شدہ دیگر نہ آہن آہن ست آتش آتش ایں ست شمہ از حقیقت وحدۃ الوجود درینجا کیفیت عینیت وغیریت اندکہ دانستن از واجبات ست تا آنکہ از ایں آگاہی نہ باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفہوم نگردد ورزش مراقبہ ہمہ اوست وملاحظہ عینیت صورت نمی بندد کسانیکہ بمجرد خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ اند از نادانستن مسئلہ عینیت وغیریت بودہ است ہرکہ اول بلیش دو امر بہ تحقیق دانست دانستن ہمہ مسائل بر او آسان گردد اگرچہ تحقیق ایں مسئلہ عینیت وغیریت متعلق ست بدانستن تنزلات ستہ اما فقیر باطنات آں ہمہ پرداختن نمی تواند مختصری نگارد وآں انیکہ در عبد ورب عینیت وغیریت ہر دو ثابت ومتحقق ست آں بوجہی وایں بوجہی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال بینما یدالضدان لا یجتمعان صحیح ست اما ایں دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع میشود برای ہمین ست کہ محققین را جامع الاضداد می گویند کہ اصطلاح صوفیان دیگری باشد مثل آنکہ نور وظلمت ضد لغوی ست ایں ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیراکہ معنی ایں دو لفظ بر وضع خود قائم ست اگر بر وضع خود قائم نباشد اجماع آں جائز ست مثل آں سایہ را اگر ظلمت گویند مجازاً از روئے استعارہ بتواند شد وایں سایہ را کہ ظلمت نام نہادہ شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود زیراکہ سایہ ظلمت اصطلاحی بود پس ازیں تمہید معلوم شد کہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی نیست وہم غیریت حقیقی لغوی نیست۔ اجتماع ایں ہر دو ضد در شئی واحد محال ست کہ پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع واقع شدہ آں بمعنی لغوی ست نہ اصطلاحی ایں قوم محققین از ہمیں جہت جامع الاضداد اند کہ دو ضد را جمع نمی کنند آں دو ضد

بمعنی لغوی نیست زیراکہ اجتماع ضدین لغوی نزد ایشاں ہم محال و لایجوز ست بمثال دیگر تفہیم اینکہ اگر شخصے گرداگرد خود آئینہ ہا گذارد و در ہر آئینہ بذات خود و صفات خود کاینہ نمودار شود نموداری صفات آنست کہ ہر حرکت و سکون و ہر ہیات شادمانی و غمگینی و خندہ و گریہ شخص در عکس ہویدا میشود ازیں جہت شخص عین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی ہر کیفیتے کہ بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چراکہ عکس در ہزار ہا آئینہ ست ایں کثرت در وحدت شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینہ و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر و نجس نمیشود بحال خود ست و ازیں نقصانات منزہ و مبرا است ازیں در غیریت حقیقی اصطلاحی بہ ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت ہر دو متحقق شد بدانکہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد و غیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد و زندیق ست ازیں عقیدہ در عابد و معبود و ساجد مسجود ہیچگونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع ست نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق و مخلوق اعتبار کنند و ہیچ نسبت و تعلق عینیت در عبد و رب جز نسبت خالقی و مخلوقی ثابت نہ نمایند مثل نسبت کلال باظروف اگر کلال بمیرد ظروف ساختہ او بجائے خود ماند ایں بسبب غیریت لغوی ست در ظروف و کلال ایں قسم غیریت در عبد و رب باقی نیست بدیں غیریت کہ قائل اند علماء ظاہر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شدہ می ترسند کہ عبد و رب یک میشود نمیدانند کہ موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت ہر دو جہت گاہے ایں آں نشد و آں ایں نگردید عکس عکس ست شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص ست و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت ایں مقدمہ ۵

بیت جامیؒ ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی و بمصداق مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لایبغیان ہمیں بحرین حدوث و قدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد یعنی بندہ قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاہر بندہ کنت کنزاً مخفیا بریں معنی گواہ ست حقایق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی اند در ذات مطلق مندمج و مخفی بود ند و ذات بر خود ظاہر بود چوں ذات خود است کہ ظہور خود بر نہج دیگر شود اعیان و بلباس قابلیات شان بجلوہ تجلی خود ظاہر فرمود خود از شدت ظہور خود از چشم بصیر ایشاں مخفی گردید مثل تخم کہ شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر دراں پوشیدہ بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوہ چوں تخم باطن خود را ظاہر نمود وجود خود پنہاں گردید ہر کہ بلیند شجر می بلیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس شجر ظہور فرمودہ تخم بالقوہ شد شجر بالفعل شد ہر چند از وجہی تخم و شجر یک ست جدائی نیست عینیت یافتہ می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در و پیدا و واقعی است حفظ مراتب ضروریت زیراکہ صورت و شکل تاثیر و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر ست وجوہات غیریت ہم کثیر ست مرد صاحب فطانت انکار آں نخواہد کرد از روئے عینیت تخم و شجر اگرچہ واحد ست ایں وحدت اعتباری و اصطلاحی ست در ینجا اوّل ست نہ اتحاد معنی بالفعل و بالقوہ شراکت دارد پس ہر چہ بالفعل بود بالقوہ شدہ و آنچہ بالقوہ بود بالفعل گردید فَہِمَ مَنْ فَہِمَ جَلَّ حِکْمَتُہٗ وَعَظُمَتْ شَانُہٗ بیت ؎ تر از دوست بگویم حکایتے بے پوست ؛ ہمہ از دست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

فائدہ ۔ چوں نسبت دو جہت در عبد و رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برائی اوج از مرتبہ پست ترین نزدل و حصول وقرب ووصال و رسیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کارہا ضرور افتاد دراں مجاہدہ ومراقبہ است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ عبادت کردن اعنی عبد شدن ست در حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست عبد شدن دشوار است تا از وہم الوہیت خود تماماً وکمالاً نگذرد و بدیں مرتبہ نرسد بنا براں مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا وحرص نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدرستی وراستی بظہور رسد چوں اوّل بمصقلہ ذکر نفس مطیع وقلب صافی شود ذوق وشوق رو بترقی آرد و دل از خطرات باپسند و نت مراقبہ لاموجود الا اللہ در آمد چوں دریں مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد دریں ، استغراق فیض باطنی وجذبہ غیبی مدد میسر باید از ہرچہ جز اوست بے خبر گردد شعور ایں بی خبری ہم نمی ماند نبیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید معذورست ۔ اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش گرفتہ لغرہ انا النار زد وآنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ ایں از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غور ست اعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش برخود مستولی گردد و رنگ خود بخشد دریں تصور اگر خیال دیگر گذرد درحق وے شرک ست کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ ساری در آمدہ کہ در مراقبہ وہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئی شرک باقی ست وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا گرامی قدرا زفقیر بے مہا باطول لسانی کردچہ کند کہ بدون آں سخن تمام نمی شود ہرچند ازیں تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندہ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز ارند والسلام وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن ؎

دریں مشہد بگو بائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم

محررہ ۲۱ ۔ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا وتعظیمہا

تمت

مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی ۸۴ سال تین ۳ مہینے بائیس ۲۲ روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہً ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تقلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص وعوام اور سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخواں تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشئہ لقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال و تربیت طالبانِ خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ روز چہار شنبہ وقت اذانِ صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ مقبرہ اہلِ مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کے رکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ آمین یارب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادۂ تاریخیہ کہا ہے حیؓ وَخَلَ الخُلدَ کہ قول اولیا اللہ لا یموتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اس پہ ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جسمیں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ✤ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت ہے اوّل مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ ورفعناہ مکاناً علیاً وحدیث کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیۃ مقصورات فی الخیام نعیم جنت سے ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان البیاض اونحوہٗ وارد ہے ونیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس ہستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم مثنوی شریف کے مضامین میں کہ حسب قول اہل حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روحِ مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنویؒ ہے اور حسب آیۂ مع الذین انعم اللہ علیھم الخ دلیل قرب الٰہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لاتخافوا ولاتحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضۂ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تُرٰی لہٗ والحمد للہ تعالےٰ علیٰ ذالک۔ ختم شد

